اکتوبر، نومبر 2023

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی و علمی ترجمان

ماہ نامہ

اشرفیہ

مبارک پور

فلسطین میں کربلا کا منظر

آج کے فلسطین کی زمین کربلا میں تبدیل ہو چکی ہے۔ غزہ پٹی اور دیگر علاقوں کو اسرائیلیوں نے کربلا بنا رکھا ہے۔ عام شہریوں پر راکٹ داغے جا رہے ہیں، اور قیامت خیز بم برسائے جا رہے ہیں، یہ فلسطینی باشندے برسوں سے ظلم و ستم کا نشانہ بنتے آرہے ہیں۔ آج کئی عشروں سے ان کے پاس نہ پانی ہے اور نہ غذا، نہ دوا ہے اور نہ بھرپور ڈاکٹر، ہزاروں بچوں اور خواتین کو جام شہادت پلا دیا گیا ہے۔ اہلِ عرب وغیرہ ہاسپیٹلوں پر بمباری کی جا رہی ہے۔ تیس سے زائد مساجد اور درجنوں مدارس اور کولجوں کو نشانہ بنا دیا گیا ہے۔ الامان والحفیظ۔

مبارک حسین مصباحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیادگار: حضور حافظِ ملت علامہ شاہ الحاج عبدالعزیز قدس سرہٗ بانی الجامعۃ الاشرفیہ

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی و علمی ترجمان

ماہ نامہ

اشرفیہ

مبارک پور

زیرِ سرپرستی
عزیز ملت حضرت علامہ شاہ
عبدالحفیظ عزیزی
سربراہِ اعلیٰ
الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

THE ASHRAFIA MONTHLY Mubarakpur. Azamgarh (U.P.) India. 276404

جلد نمبر 47 شمارہ 11-10

اکتوبر، نومبر 2023ء

ربیع الثانی، جمادی الاول 1445ھ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ : مبارک حسین مصباحی
منیجر : محمد محبوب عزیزی
تزئین کار : مہتاب پیامی

مجلس مشاورت

مولانا محمد احمد مصباحی
مفتی محمد نظام الدین رضوی
مولانا محمد ادریس بستوی
مولانا محمد عبد المبین نعمانی

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ

دفتر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور اعظم گڑھ یو۔ پی۔ ۲۷۶۴۰۴

+91 9935162520 (Manager)

زرِ تعاون

اس شمارے کی قیمت 60 روپے
سالانہ (بذریعہ سادہ ڈاک) 300 روپے
سالانہ (بذریعہ رجسٹری) 600 روپے

سری لنکا، بنگلادیش، پاکستان، سالانہ
750 روپے
دیگر بیرونی ممالک
25$ امریکی ڈالر 20£ پونڈ

BHIM UPI Payments Accepted at
ASHRAFIA MONTHLY

ASHRAFIA MONTHLY
A/c No. 3672174629
Central Bank Of India
Branch : Mubarakpur IFSC : CBIN0284532

اکاؤنٹ میں رقم جمع کرنے کے بعد آفس کے نمبر پر فون کریں یا بذریعہ ڈاک مطلع کریں۔ (منیجر)

نوٹ: آپ ماہنامہ اشرفیہ ہر ماہ انٹرنیٹ پر بھی پڑھ سکتے ہیں۔

http://www.aljamiatulashrafia.org
Email : ashrafiamonthly@gmail.com
mubarakmisbahi@gmail.com
info@aljamiatulashrafia.org

مولانا محمد ادریس بستوی نے فیضی کمپیوٹر گرافکس، گورکھ پور سے چھپوا کر دفتر ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ سے شائع کیا۔

نگارشات

اداریہ	فلسطین میں جنگ نہیں صلح چاہیے	مبارک حسین مصباحی	6

مطالعۂ قرآن

تفہیم قرآن	علمِ الٰہی (پانچویں قسط).	مولانا حبیب اللہ بیگ ازہری	10

فقہیات

آپ کے مسائل	کیا فرماتے ہیں علماے دین؟	مفتی محمد نظام الدین رضوی	16

نظریات

فکر امروز	زائرین عرس عزیزی کے نام	مولانا محمد عبد المبین نعمانی قادری	19

اسلامیات

شعاعیں	گفتگو سے متعلق قرآن کی اخلاقی تعلیمات	مولانا محمد طفیل احمد مصباحی	21
نقوشِ سیرت	کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا	محمد فداء المصطفیٰ قادری	26

عزیزیات

علم و حکمت	حضور حافظ ملت بحیثیت مناظر	حافظ افتخار احمد قادری	27
دعوت حق	حضور حافظ ملت بحیثیت داعی و مصلح	مولانا محمد عبد المبین نعمانی قادری	31
فروغ دین و دانش	جامعہ اشرفیہ حافظ ملت کا ایک عظیم کارنامہ	محمد شاہد علی اشرفی فیضانی	33
تعمیر و تربیت	حافظ ملت کا نظریۂ صحافت	نشاط اختر رومی	36

اساطین تصوف

ذکر جمیل	ام المومنین سیدہ صفیہ بنت حی رضی اللہ تعالیٰ عنہا	مفتی محمد اعظم مصباحی مبارک پوری	38

بزم خواتین

چراغ خانہ	عورت کی معاشی جدوجہد اور اسلامی تعلیمات	تمنا مبین اعظمی	41

بزم دانش

فکر و نظر	شیخ عبد الحق محدث دہلوی	اعلیٰ حضرت ڈاٹ نیٹ/شاہ سہیل فریدی	44

ادبیات

گوشۂ ادب	تکلف بر طرف اب قمر اعظمی سے ملیے	مبارک حسین مصباحی	50
نقد و نظر	چالیس بڑے گناہ	محمد زاہد رضا مصباحی	55
خیابان خرم	منظومات	مہتاب پیامی/سید قیصر وارثی/سید عبد الوہاب قادری جامی	57

وفیات

سفر آخرت	الجامعۃ الاشرفیہ کے شیخ الحدیث علامہ عبدالشکور عزیزی علیہ الرحمہ	مبارک حسین مصباحی	58
	حضرت عزیز ملت کی اہلیہ محترمہ کا وصال پر ملال	مبارک حسین مصباحی	71
	دبستان تدریس کا ماہ تاب ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا	مفتی محمد نظام الدین رضوی	75
	مبلغ اہل سنت مفتی محمد انور علی قادری مصباحی علیہ الرحمہ	مبارک حسین مصباحی	77
	امیر القلم امیر علم و فضل کے ساتھ امیر حسن اخلاق بھی تھے	مفتی محمد منظر حسن خاں اشرفی	78

تعزیات

اظہار تأسف	تعزیت نامہ بنام حضرت عزیز ملت	مفتی محمد نظام الدین رضوی	81
	قرآن خوانی اور ایصال ثواب	مفتی محمد منظر حسن اشرفی/دار العلوم محمدیہ	82
	تعزیت نامے بنام عزیز ملت	حافظ عبدالرحمٰن شبنم بستوی/محمد شرف الدین مصباحی	83
	حضرت عزیز ملت کی زوجہ کی وفات/تعزیت نامہ	رئیس احمد عزیزی/ڈاکٹر محمد فاروق نعیمی بخاری	84
	تعزیت نامے برائے عزیز ملت	النور سوسائٹی/نور الہدیٰ مصباحی	85
	اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے/کوہِ الم	عبدالجبار ماہر القادری/محمد عابد رضا مصباحی	86
	محدث جلیل صاحب علم و فضل	مفتی محمد منظر حسن اشرفی	87
	محدث جلیل ایک مشفق استاذ/علامہ عبدالشکور علیہ الرحمہ پیکرِ اخلاص	محمد نظام الدین مصباحی/مفتی اشرف رضا قادری	88
	گل ہوا ہائے چراغ دین آج/محدث جلیل علامہ عبدالشکور	رئیس احمد عزیزی، محمد نعیم الدین مصباحی	89
	تعزیتی نشست/تعزیت نامہ	مدرسہ حنفیہ ضیاء القرآن/مولانا اشفاق مصباحی	90
	آہ! محدث جلیل/مفتی محمد انور علی قادری حشمتی	محمد سبطین رضا سبطین مرتضوی/محمد علی قاضی مصباحی	91
	ہو گئے رخصت سوے گلزار خلد/مولانا شہباز اختر علیمی نہیں رہے	رئیس احمد عزیزی/نور الہدیٰ مصباحی	93
	مولانا مقبول احمد سالک مصباحی/قاری سجاد عالم کا انتقال	مفتی بدر عالم مصباحی/نور الہدیٰ مصباحی	94

مکتوبات

صداے باز گشت	محمد شاہد علی اشرفی فیضانی/سید ابو بکر مصطفی قادری/ایڈیٹر روز نامہ انقلاب/افتخار احمد قادری	95

سرگرمیاں

عالمی خبریں	امریکہ میں کچھ بہت ہی خطرناک ہو رہا ہے/پاکستان، میلاد النبی کے جلوس سے قبل خود کش حملہ/برطانیہ میں مسجد پر حملہ اور قرآن پاک کی بے حرمتی	97
خیر و خبر	چریاکوٹ میں محفلِ یادِ اعلیٰ حضرت/کچھوچھہ میں علماے پروانچل کا دو روزہ اجلاس/عرس رفیقی کا انعقاد/اتحاد کے لیے اختلاف کو بالاے طاق رکھا جائے/جلسۂ تعزیت برائے مفتی کرناٹک/122 واں عرس سرقاضی منگلور/کھمبات میں عرس سرکار شاہ میراں/کرنیل گنج میں مقابلہ قراءت اور جشن دستار بندی	98

786

فلسطین میں جنگ نہیں صلح چاہیے

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

مبارک حسین مصباحی

اس سچائی سے تو زمانہ واقف ہے کہ قریب 75 برسوں سے اسرائیلی حکومت اور اس کے خونخوار درندے نہتے فلسطینیوں پر ظلم کر رہے ہیں۔ ان کے دہشت گردانہ حملوں میں نہ صرف حکومتی افراد کو نشانہ بنایا بلکہ عام شہریوں، بچوں اور خواتین تک کو نہیں چھوڑا۔ آئے دن میڈیا چیختار ہتا ہے کہ اسرائیلی حکومت کے آرڈر پر فلسطینیوں سے ان کی آبادیاں خالی کرائی جا رہی ہیں، ہزاروں فلسطینیوں کو ظلم و تشدد سے بے گھر کیا جا رہا ہے، ان کے رہائشی علاقوں کو مسمار کر دیا گیا۔ ان نادار اور مظلوم فلسطینی مسلمانوں کے لیے دعائیں تو بہت ہو رہی ہیں۔ کتنی ہی بار عورتوں اور بچوں پر دہشت گردانہ مظالم دیکھ کر خون کے آنسو روئے اور آہ و بکا کے ماحول میں اسرائیل کی ستم رانیوں کے خلاف قرار دادیں منظور ہوئیں اور ان کے انسانیت سوز کرتوتوں کی مذمتیں جاری ہوتی رہیں۔

قابلِ صد مبارک باد ہے فلسطین کی بہادر تحریک حماس جس نے 7 اکتوبر 2023ء کو اسرائیلی پر راکٹ اور بموں سے حملے کیے۔ یہ در اصل جواب تھا اسرائیل کی دہشت گردیوں کا جو 1948ء سے فلسطین کے نہتے مسلمانوں پر کر رہا ہے۔ یہ تو آپ بہ خوبی جانتے ہیں جب ہٹلر نے جرمنی میں بڑی فنکاری کے ساتھ 60 لاکھ یہودیوں کا قتل عام کیا تھا، کچھ کو اس نے چھوڑ دیا تھا تاکہ آنے والی نسلوں کو احساس ہو جائے کہ ہم نے انہیں کیوں قتل کیا تھا، مقام حیرت یہ ہے کہ اسرائیل کے لیے روئے زمین پر ایک انچ زمین بھی اپنی نہیں تھی، یہ جہاں رہے، ظلم و زیادتی، قتل و غارت گری اور دہشت گردی کرتے رہے۔

یہ تو سب جانتے ہیں کہ اسرائیل، مسیحی اور دیگر غیر مسلم قومیں باہم سخت دشمنیاں رکھتی ہیں مگر یہاں ان کے اصل دشمن مسلمان سامنے ہیں اس لیے الکفر ملة واحده کے تحت سب ایک دوسرے سے شیر و شکر ہو گئے ہیں۔ ورنہ تاریخ کے دامن پر ان کی باہم خوں ریزیوں کے خون کے نشان اب بھی تازہ ہیں۔

اب صورت حال یہ ہے کہ اسرائیلی جنگجوؤں نے غزہ پٹی کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے، وہاں مرنے والوں کی تعداد ہزاروں میں پہنچ گئی ہے ان میں عورتیں، نونہال بچے، ضعیف اور کمزور لوگ بھی شامل ہیں۔ مقام افسوس یہ ہے کہ ان کا پانی، دوا، کھانا، لائٹ اور دیگر ضروریات پر سخت پابندی لگا دی گئی، دیگر ممالک سے آنے والے سامان کو اندر آنے سے روک دیا گیا ہے، اس وقت وہاں سخت کس مپرسی کا عالم ہے۔ ننھے منے بچے تڑپ رہے ہیں، عورتیں بلبلا رہی ہیں، زخمی چیخ چلا رہے ہیں، انہیں نہ دوا مل رہی ہے اور نہ حسب ضرورت میڈیکل سہولتیں، نہ امدادی آسانیاں ہیں اور نہ ڈاکٹرس اور معالج۔ سر پیٹ لینے کا مقام یہ ہے کہ ایک بڑے ہاسپٹل اہلی عرب پر بمباری کر دی گئی ہے جس میں اکثریت فلسطینی مریضوں کی تھی، ان میں بڑی تعداد میں بچے اور خواتین تھیں، پلک جھپکتے سب کو موت کے پنجوں میں دے دیا گیا۔ اس حملے میں مرنے والوں کی تعداد پانچ سو سے زیادہ ہے۔ اس حملے نے فلسطینیوں کی جان مال کا سب سے زیادہ نقصان کیا ہے۔ حقیقی صورت حال تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ کچھ ویڈیو وغیرہ آ رہے ہیں ان سے کچھ ظاہری حالات سامنے آ رہے ہیں۔ ان حملوں کی دنیا بھر میں مذمت کی جا رہی ہے۔ امریکہ کے صدر جو بائیڈن وغیرہ نے افسوس ناک بیانات دیے۔ وہاں جو میڈیا رپورٹنگ کر رہی ہے وہ بھی ہوٹلوں میں بیٹھ کر ہو رہی ہے۔ جب یہی کرنا تھا تو یہ سب تو اپنے ملک سے بھی کیا جا سکتا تھا۔ کچھ سچائیاں سامنے آ رہی ہیں مگر انھیں بھی کما حقہ رپورٹنگ نہیں کہا جا سکتا۔ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دل و دماغ کی مکمل یکسوئی کے ساتھ دعا کرتے ہیں، مولا تعالیٰ تو خالق، مالک اور رازق ہے، تو ان نہتے مظلوم فلسطینیوں کی حفاظت فرما، وہ اسرائیلی دہشت گردیوں کا نشانہ بن رہے ہیں، قتل و غارت گری کے دل دوز مراحل سے گزر رہے ہیں، کھانے پینے اور دواؤں سے محروم کر دیے گئے ہیں، بچے اور عورتیں زخمی ہیں، دوا علاج کا کوئی اہتمام نہیں ہے۔ ماؤں کی آنکھوں کے سامنے ان کے دل کے ٹکڑوں کو کچلا جا رہا ہے اور انتہائی کس مپرسی کے عالم

میں تڑپ تڑپ کر مر رہے ہیں، حملوں سے زخمیوں کا کوئی پرسانِ حال نہیں، ان مظلوں کے لیے دنیا کے بیشتر ممالک میں دعائیں ہو رہی ہیں۔ دنیا میں اس وقت 57 مسلم ممالک ہیں، متعدّد بار میٹنگیں ہوئیں، مذمتیں جاری کی گئیں۔ ایران، ترکی، سعودی عرب، یمن، روس اور اتر کوریا وغیرہ باتیں تو خوب کر رہے ہیں، اسرائیلی دہشت گردی کی شدید ترین مخالفت کر رہے ہیں، منصوبوں کا اعلان بھی کر رہے ہیں، اینٹ سے اینٹ بجانے کی دھمکیاں دے رہے ہیں، مگر عملی طور پر اپنی فوجیں بھیجنے کی صورت حال سے محروم ہیں۔ اس خوف و دہشت کے ماحول میں لبنان کی مجاہد تحریک حزب المجاہدین اسرائیل پر خطرناک راکٹ داغے ہیں اور مختلف انداز سے حملے کیے ہیں۔ طاقت ور مسلم ممالک پر افسوس ہی کر سکتے ہیں، ہو سکتا ہے کچھ معاشی اور سیاسی مفادات پیش نظر ہوں۔ اس وقت ہمیں حملے میں زخمی ایک مسلم بچی یاد آ رہی ہے جس کے ایک پیر کا آپریشن ہونا تھا، سن کرنے اور بے ہوش کرنے والی دوائیں ختم ہو چکی ہیں۔ لڑکی نے آپریشن کرنے کی اجازت دے دی، آپریشن کے دوران ایک خاتون اس کے پاس ہے، ڈاکٹر آپریشن کر رہا ہے اور وہ دس بارہ سال کی بچی مسلسل قرآن عظیم کی تلاوت کر رہی ہے۔ ایک مقام پر غزہ کے مظلوم مسلمانوں کے لیے تعاون کی اپیل کی جاتی ہے۔ یہاں حیرت کا مقام یہ ہے کہ ایک چھوٹی مسلم بچی نے اپنے کانوں سے چاندی کی دونوں بالیاں اتار کر دے دیں۔ ان دونوں بچیوں کے بلند حوصلوں کو بے شمار سلام نذر ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے عزائم میں آسمان کی بلندی عطا فرمائے۔ آمین۔

ان مثالوں کے پیش کرنے کا مقصد دولت مند مسلمانوں اور بڑے ملکوں کے صدور اور ذمہ داروں کو بیدار کرنا ہے۔ آج بلا شبہ غزہ پٹی میں کربلا کا منظر ہے، ہاسپیٹلوں کو خالی کرایا جا رہا ہے۔ نہ ضرورت کے مطابق صاف پانی ہے اور نہ غذا ہزاروں افراد بے گھر ہیں جن کا کوئی سہارا نہیں ہے۔ جو اپنے گھروں میں ہیں ان پر بمباری ہو رہی ہے، ادھر ادھر بھاگے بھاگے پھر رہے ہیں۔ اے رحیم و کریم اللہ تعالیٰ شہداے کربلا کے طفیل ان کی مظلومیت کو ختم فرما دے۔

اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کمیٹی کا ایک اہم اجلاس ہوا جہاں اسرائیلی اور فلسطینی نمائندے آمنے سامنے آئے۔ اس دوران دونوں نے اپنے اپنے موقف پیش کیے۔ اسرائیلی نمائندے کارمیلی نے کہا کہ اسرائیل فلسطینی شدت پسند تنظیم حماس کے خلاف لڑ رہا ہے اور عالمی برادری کو اس لڑائی میں اسرائیل کی مدد کرنے کی ضرورت ہے۔ بی بی سی کے مطابق اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کمیٹی کے اجلاس میں اسرائیل اور حماس کے درمیان غزہ میں جاری تنازعہ پر غور کیا گیا۔ اس موقع پر فلسطینی نمائندہ سحر سالم نے کہا کہ اسرائیل غزہ میں فلسطینیوں کی نسل کشی کر رہا ہے۔ اسرائیل نے بڑے پیمانے پر فلسطینیوں کے خلاف تباہی اور نسل کشی کی ہے۔ کمیٹی نے غزہ کے ہسپتال پر بمباری اور فلسطینی شہریوں کو ان کے گھروں سے جبری نکالے جانے پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ غزہ تک بغیر کسی رکاوٹ کے جلد از جلد امداد پہنچانے کی ضرورت ہے۔

فلسطینی نمائندہ سحر سالم کا کہنا تھا کہ دو ہفتوں سے پوری دنیا دیکھ رہی ہے کہ اسرائیل نے غزہ کی پٹی میں فلسطینی عوام کے خلاف کس قسم کی تباہی مچا رکھی ہے۔ وہ اپنے خیالات پیش کرتے ہوئے بہت جذباتی ہو گئیں۔ فلسطینی نمائندے کا کہنا تھا کہ اسرائیل نے غزہ میں ایک بھی خاندان کو نہیں بخشا ہے۔ جنہیں قتل نہیں کر سکے، انہیں زخمی کیا جنھیں وہ زخمی نہیں کر سکے، انھیں اپنے گھروں سے بے گھر ہونے پر مجبور کیا۔ الاہلی ہسپتال میں بھی محفوظ پناہ گاہ نہیں ملی، ان کا قتل عام کیا۔ انھوں نے سوال کیا؛ کیا اس سے اسرائیل اب خود کو محفوظ محسوس کر رہا ہے؟ اسرائیل کو غیر مشروط حمایت کے لیے اتنی اموات کافی نہیں۔

انھوں نے کہا کہ اقوام متحدہ کے مطابق اسرائیل نے غزہ میں لوگوں پر اس وقت بمباری کی جب وہ اپنے گھروں میں تھے، یا کسی محفوظ جگہ کی تلاش میں تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ اس وقت ہوا جب اسرائیل نے غزہ سے انخلا کا حکم دیا اور ہزاروں لوگ پناہ لینے کے لیے محفوظ جگہ کی تلاش میں تھے اور ان کے پاس جانے کے لیے کوئی محفوظ جگہ نہیں تھی۔

اسرائیلی ڈیفنس فورس (آئی ڈی ایف) نے اتوار کو کہا کہ اس نے مغربی کنارے کے جنین میں واقع الانصار مسجد کے زیر زمین کمپلیکس پر فضائی حملہ کیا۔ آئی ڈی ایف نے کہا کہ اس جگہ کو حماس اور اسلامی جہاد تحریکوں کے ارکان استعمال کرتے تھے۔ آئی ڈی ایف نے کہا کہ آئی ڈی ایف اور آئی ایس اے (اسرائیل سیکورٹیز اتھارٹی) نے یہ حملہ کیا ہے۔ آئی ڈی ایف نے جنین میں الانصار مسجد میں زیر زمین دہشت گردوں کے ایک کمپاؤنڈ پر فضائی حملہ کیا۔ حماس اور اسلامی جہاد کے کارکن مسجد میں رہتے تھے اور اسے دہشت گردانہ حملوں کے لیے استعمال کرتے تھے۔

کناڈا کے وزیر اعظم جسٹن ٹروڈو کو گزشتہ روز کناڈا کے سب سے بڑے شہر ٹورنٹو کی ایک مسجد کے دورے کے دوران پر تشدد رد عمل کا سامنا کرنا پڑ گیا۔ صوبہ اونٹاریو کے دارالحکومت ٹورنٹو میں اسرائیل اور حماس کے درمیان تنازعہ پر ان کے ردعمل کی وجہ سے لوگوں نے ٹروڈو کا نعروں سے استقبال کیا۔ ایک ویڈیو میں نمازی نظر آئے۔ ان میں سے ایک نے کہا "شرم کرو، اپنے ساتھ آنے والوں کو لے جاؤ اور یہاں سے چلے جاؤ۔ اس سے پہلے کہ آپ جنگ بندی کا مطالبہ کریں کتنے فلسطینی بچے مارے جائیں گے ؟"

اس کے بعد ان میں سے زیادہ تر لوگوں نے مذمت شروع کر دی۔ ٹروڈو سیکورٹی اہلکاروں کے گھیرے میں گھبراہٹ میں دکھائی دے رہے تھے۔ وہ اس پر کوئی تبصرہ کیے بغیر اپنی گاڑی میں بیٹھ کر واپس چلے گئے۔ بتایا گیا ہے کہ وزیر اعظم کی مشتعل ہجوم کا سامنا کرنے کا ویڈیو بغیر کسی وجہ کے تھا۔ غزہ میں فلسطینیوں کے سامنے آنے والے واقعات کے بارے میں ٹروڈو کی بے حسی پر رد عمل کا اظہار کیا گیا۔

اسپین میں بھی مشتعل افراد نے ایک اسرائیلی کروڑ پتی کے ہوٹل پر قبضہ کر کے احتجاج کیا، ہسپانوی باشندوں سے ناراض ہو کر انہوں نے غزہ میں فلسطینیوں کے ساتھ ہونے والے مظالم کے خلاف ہفتہ کو مظاہرہ کیا۔ مظاہرین نے بارسلونا شہر میں ایک اسرائیلی کروڑ پتی کی ملکیت کارٹیس ہوٹل پر قبضہ کر لیا اور مزید دیر تک وہیں رہے۔ ایک گھنٹہ کے دوران ان کی خبریں مقامی میڈیا تک پہنچیں جس میں بتایا گیا کہ ان کے حامیوں کی تعداد 100 سے زیادہ تھی۔ کارٹیس ہوٹل اسرائیلی بزنس مین ہیم تسف کی ملکیت ہے جو اسرائیل کے امیر ترین افراد میں 42 ویں نمبر پر ہیں۔ اس کا ذکر گزشتہ سال امریکی اقتصادی میگزین فوربز کی فہرست میں کیا گیا تھا۔ اسرائیل کے خلاف احتجاج کرنے والے مشتعل افراد نے استقبالیہ ہال پر قبضہ کر لیا اور دیگر مقامات پر بھی پھیل گئے۔ مظاہرین نے بین الاقوامی جھنڈوں کو نیچے کر دیا اور اس کی جگہ فلسطینی پرچم لہرا دیا۔

شام کے سرکاری میڈیا نے فوجی ذرائع کا حوالہ دیتے ہوئے اتوار کے روز اسرائیلی حملوں میں جنگ زدہ ملک کے دو اہم ہوائی اڈوں کے ناکارہ ہو جانے کی اطلاع دی جب کہ وزارت نقل وحمل نے کہا کہ پروازوں کو اللاذقیہ کی جانب موڑ دیا گیا۔ جب کہ اسرائیلی حملوں کی وجہ سے دارالحکومت دمشق اور شمالی شہر حلب میں حکومت کے زیر قبضہ ہوائی اڈوں پر پروازوں کو بار بار اتار لیا گیا ہے تو یہ دوسرا واقعہ ہے کہ بیک وقت تنصیبات کو نشانہ بنایا گیا جب سے اسرائیل اور حماس کے درمیان تنازعہ شروع ہوا ہے۔ ذرائع نے سرکاری خبر رساں ایجنسی سانا کے ذریعہ جاری کردہ بیان میں کہا صبح 5 بج کر 25 کے قریب اسرائیلی دشمن نے ایک ہوائی حملے میں دمشق اور حلب کے بین الاقوامی ہوائی اڈوں کو نشانہ بنایا۔ بیان میں مزید کہا گیا کہ ایئر پورٹس کے رن ویز کو نقصان پہنچنے کی وجہ سے وہ ناکارہ ہو گئے۔ وزارت نقل وحمل نے کہا کہ پروازوں کا رخ اللاذقیہ ہوائی اڈے کی طرف موڑ دیا گیا۔ بیان کے مطابق فوجی ذرائع نے کہا کہ بیک وقت حملے اللاذقیہ کے مغرب میں بحیرہ روم کی سمت اور مقبوضہ شامی گولان کی سمت سے ہوئے۔ ایک جنگی مانیٹر نے رپورٹ کیا کہ گزشتہ ہفتہ کے آخر میں اسرائیلی حملوں نے حلب کے ہوائی اڈے کو نشانہ بنایا جس میں پانچ افراد زخمی ہوئے اور حکام کے مطابق یہ سروس سے محروم ہو گیا۔ شام میں ایک عشرے سے زیادہ کی جنگ کے دوران اسرائیل نے اپنے شمالی ہمسایہ پر سیکڑوں فضائی حملے کیے ہیں جن میں بنیادی طور پر ایران کی حمایت یافتہ افواج اور لبنانی حزب اللہ کے جنگجوؤں کے ساتھ ساتھ شامی فوج کی ٹھکانوں کو نشانہ بنایا گیا۔

اب آپ ذرا چند لمحے ٹھہریے ہم ان یہودیوں کی بدترین تاریخ آپ کے روبرو پیش کرتے ہیں۔

یہ دنیا کا وہ واحد شہر ہے جسے یہودی، مسیحی اور مسلمان تینوں مقدس مانتے ہیں۔ یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے کائنات کی تخلیق ہوئی اور یہیں پیغمبر حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے کی قربانی کی تیاری کی تھی۔ مسیحی سمجھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہیں مصلوب کیا گیا تھا اور یہیں ان کا سب سے مقدس کلیسا واقع ہے۔ مسلمانوں کے اعتقاد کے مطابق نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شبِ معراج اسی شہر میں واقع مسجدِ اقصیٰ میں تمام نبیوں کی امامت فرمائی تھی۔

16 ہجری/637ء میں امیر المومنین سیدنا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کو فتح کیا۔ یہ ایک حیرت انگیز واقعہ تھا، اس کے بعد 400 برس سے زیادہ عرصہ تک یہ مسلمانوں کی حکومت میں رہا۔ اس کے بعد قریب 88 برس تک مسیحیوں کی حکومت رہی۔ سلطان صلاح الدین ایوبی 90 برس بعد شہر کو آزاد کروانے میں کامیاب ہو گئے۔

ایک بار پھر یورپ میں بے چینی پھیل گئی اور یکے بعد دیگر چار مزید صلیبی جنگیں لڑی گئیں، لیکن وہ یروشلم سے مسلمانوں کو بے دخل

کرنے میں ناکام رہیں۔ البتہ 1229 میں مملوک حکمران الکامل نے بغیر لڑے یروشلم کو فریڈرک دوم کے حوالے کر دیا۔ لیکن صرف 15 برس بعد خوارزمیہ نے ایک بار پھر شہر پر قبضہ کر لیا، جس کے بعد اگلے 673 برس تک یہ شہر مسلمانوں کے قبضے میں رہا۔

1517 سے 1917 تک یہ شہر عثمانی سلطنت کا حصہ رہا اور عثمانی سلاطین نے شہر کے انتظام و انصرام کی طرف خاصی توجہ کی۔ انھوں نے شہر کے گرد دیوار تعمیر کی، سڑکیں بنائیں اور ڈاک کا نظام قائم کیا، جب کہ 1892 میں یہاں ریلوے لائن بچھادی گئی۔

جنرل ایلن بی کے قبضے کے بعد شہر تین دہائیوں تک برطانوی سلطنت میں شامل رہا اور اس دوران یہاں دنیا بھر سے یہودی آ آکر آباد ہونے لگے۔ آخر 1947 میں اقوامِ متحدہ نے اس شہر کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کی منظوری دی، جس کے تحت نہ صرف فلسطین کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا، بلکہ یروشلم کے بھی دو حصے کر دیے گئے جن میں سے مشرقی حصہ فلسطینیوں جب کہ مغربی حصہ یہودیوں کے حوالے کر دیا گیا۔ اس کے اگلے برس اسرائیل نے آزادی کا اعلان کر دیا۔ عرب ملکوں کے لیے یہ بات ناقابلِ قبول تھی۔ انھوں نے مل کر حملہ کر دیا لیکن انھیں اس میں شکست ہوئی۔

اس کے بعد اگلے دو عشروں تک یروشلم کا مشرقی حصہ اردن کے اقتدار میں رہا لیکن 1967 کی جنگ میں اسرائیل نے اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ بین الاقوامی برادری آج تک اس قبضے کو غیر قانونی سمجھتی ہے۔

اسرائیلی پارلیمان نے 1950 ہی سے یروشلم کو اپنا دارالحکومت قرار دے رکھا ہے لیکن دوسرے ملکوں نے اقوامِ متحدہ کی قرارداد کے احترام میں یروشلم کی بجائے تل ابیب میں اپنے سفارت خانے قائم کر رکھے ہیں۔ اب امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ اس روایت کو توڑ دیا ہے۔ اس طرح امریکہ یروشلم کو اسرائیل کا دارالحکومت تسلیم کرنے والا پہلا ملک بن گیا ہے۔

صلح اور جنگ دو متضاد چیزیں ہیں، جنگ قتل و غارت گری اور بربادی لاتی ہے اگر چہ بعض مواقع پر جہاد بھی ضروری ہوتا ہے، تاریخ میں حق و باطل کی بے شمار جنگیں لڑی گئیں۔ کتنی ہی جنگوں میں رحمت دو عالم امن کے داعی خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنفس نفیس شریک ہوئے۔ آپ کی سرپرستی میں 313 مجاہدین حرب و ضرب کے سامان کے کم ہونے کے باوجود ہزاروں منکرین پر غالب آئے۔ کربلا کا خوں ریز معرکہ اسلامی تاریخ کا ایک یادگار حادثہ ہے، بہتر نفوس قدسیہ پر بائیس ہزار کا لشکر جرار بہ ظاہر غالب و فاتح رہا، بہ ظاہر تو ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ شہید اعظم امام حسین رضی اللہ عنہ مغلوب ہو گئے ہیں مگر اس ظاہری مغلوبیت کے بطن سے فتح و نصرت کے حسینی پرچم بلند ہوئے کہ سالانہ مسلم دنیا کے گلی کوچوں میں یا حسین یا حسین کے نعرے تو خوب بلند ہوتے ہیں مگر یزید پلید اور شمر لعین کا نام لینا والا کوئی نہیں ہے۔ آج جہان اسلام کی وادیوں میں جتنے مسلم خاندان ہیں ان میں زیادہ افراد ایسے ہیں جن کے ناموں میں لفظ "حسین" لگا ہوا ہے۔ مگر یزید اور یزیدیوں کے نام صفحۂ ہستی سے ہمیشہ کے لیے غائب ہو گئے ہیں۔ مجاہد آزادی مولانا محمد علی جوہرؔ رام پوری نے حسینی عظمت پر کیا خوب فرمایا ہے۔

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے   اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

آج کے فلسطین کی زمین کربلا میں تبدیل ہو چکی ہے۔ غزہ پٹی اور دیگر علاقوں کو اسرائیلیوں نے کربلا بنا رکھا ہے۔ عام شہریوں پر راکٹ داغے جا رہے ہیں، اور قیامت خیز بم برسائے جا رہے ہیں، یہ فلسطینی باشندے برسوں سے ظلم و ستم کا نشانہ بنتے آرہے ہیں۔ آج کئی عشروں سے ان کے پاس نہ پانی ہے اور نہ غذا، نہ دوا ہے اور نہ بھرپور ڈاکٹر، ہزاروں بچوں اور خواتین کو جام شہادت پلا دیا گیا ہے۔ اہلی عرب وغیرہ ہاسپٹلوں پر بمباری کی جا رہی ہے۔ تیس سے زائد مساجد اور درجنوں مدارس اور کولجوں کو نشانہ بنا دیا گیا ہے۔ الامان والحفیظ۔

اب حالات کا جبری تقاضا یہ ہے کہ اسرائیل و فلسطین میں طے شدہ شرائط پر صلح کرا دی جائے، حق اور سچ تو یہ ہے کہ یہودیوں کے لیے دنیا کے کسی خطے میں ایک انچ بھی زمین نہیں ہے، مگر 1947ء میں اقوام متحدہ نے جس طرح فلسطین اور یروشلم کو دو حصوں میں تقسیم کیا تھا کم از کم اسی تقسیم کو باقی رکھتے ہوئے اس خوں ریز حرب و ضرب کا سلسلہ موقوف کیا جائے، اسی میں سب کی بھلائی اور امن و آشتی ہے۔ امریکہ اور اسرائیلی یہودی عوام نے بھی اس حقیقت کو قریب سے سمجھ لیا ہے۔ اسرائیل اور دنیا بھر میں اسرائیلی صدر نتن یاہو کے خلاف احتجاجات ہو رہے ہیں۔ امن و آشتی صلح میں ہے جنگ اور قتل و قتال میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ، تو فلسطینی مسلمانوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھ، آمین۔ ❊❊❊

تفہیم قرآن

پانچویں قسط

علم الٰہی

قرآنی آیات کی روشنی میں

مولانا محمد حبیب اللہ بیگ ازہری

3- ازدواجی زندگی میں زوجین کے درمیان اختلاف اور نا اتفاقی کے واقعات کثرت کے ساتھ پیش آتے رہتے ہیں، اسی لیے قرآن کریم نے اس باب میں رہنما اصول عطا کیے، اور فرمایا کہ زوجین سے معاملات حل نہ ہوسکیں تو دونوں کے گھروں سے ذمہ داران مل بیٹھ کر معاملات حل کریں، اگر طرفین کی نیتوں میں فتور نہ ہو تو اللہ کی مدد ضرور شامل حال ہوگی، فرمایا:

وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا۔ [سورۂ نساء:35]

اور اگر تمھیں عاقدین کے درمیان ناچاقی کا اندیشہ ہو تو ایک منصف، مرد کے رشتہ داروں کی طرف سے، اور ایک منصف، عورت کے رشتہ داروں کی طرف سے بھیجو، اگر یہ دونوں صلح کرانا چاہیں تو اللہ ان کے درمیان موافقت پیدا کردے گا، بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے، اور ہر چیز سے باخبر ہے۔

اس آیت مبارکہ میں طرفین کی جانب سے صلح و مصالحت کا حکم دیا گیا، اور اس مصالحت کی کامیابی کا مدار نیک نیتی پر رکھا گیا، اور فرمایا گیا کہ اللہ اسی وقت اتحاد پیدا کرے گا جب کہ دونوں جانب سے اصلاح اور بہتری کا قصد ہو، ارادے نیک ہوں تو منزل آسان ہوگی ورنہ نہیں۔ یہ پیام مصالحت اس بات پر دلیل ہے کہ اللہ اپنے بندوں کی اچھی، بری نیتوں کو جانتا ہے، اور اسی کے مطابق ان کے لیے راہیں ہموار فرماتا ہے۔

4- خود بینی، خود ستائی اور خود نمائی بہت بری چیز ہے، کچھ افراد ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی تعریف کرتے نہیں تھکتے، اور یہ بھول جاتے ہیں اپنی تعریف کرنا بجائے خود ایک مذموم عمل ہے تو پھر تعریف کس بات کی! بہرکیف ایسے تعریف پسند افراد کے لیے قرآن کریم کی تنبیہ ملاحظہ فرمائیں، ارشاد باری ہے:

هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى۔ [سورۂ نجم:32]

اللہ تمھیں اسی وقت سے جانتا ہے جب اس نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا، اور جب تم ماؤں کے پیٹ میں جنین کی شکل میں تھے، تو اپنے آپ کو ستھرا مت بتاؤ، اسے خوب معلوم ہے کہ متقی کون ہے۔

اس آیت نے تعریف پسندی اور خود نمائی کی بنیادیں ہلا کر رکھ دی کہ آخر انسان کس بات پر نازاں ہے، وہ پیروں تلے روندی جانے والی مٹی سے بنا ہے، دو شرم گاہوں سے عالم وجود میں آیا ہے، دلوں میں طرح طرح کے برے خیالات چھپائے ہوئے ہے، پھر بھی وہ پارسائی کا دعوے دار ہے، اللہ کو معلوم ہے کہ اس کی معصوم اداؤں میں کتنی پرہیزگاری ہے اور کتنی عیاری ہے۔

یہ آیت ایک طرف خود ستائی سے روکتی ہے تو دوسری طرف اس اعتقاد کو تقویت پہنچاتی ہے کہ اللہ علیم بذات الصدور ہے۔

5- دیکھنے والے دیکھتے ہیں، لیکن کن نگاہوں سے دیکھتے ہیں اسے کوئی نہیں جانتا، بس اللہ جانتا ہے، فرمایا:

یَعْلَمُ خَآىِٕنَةَ الْاَعْیُنِ وَ مَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ۔ [سورۂ غافر:19]

اللہ نگاہوں کی خیانت اور دلوں میں پوشیدہ احوال کو جانتا ہے۔

بندے کسی کی نگاہوں کو دیکھ سکتے ہیں، لیکن ان نگاہوں کے پس پردہ نیتوں کو بھانپ نہیں سکتے، لیکن اللہ کی شان ہی نرالی ہے، جسے اہل نظر بھی نہیں دیکھ سکتے اسے اللہ دیکھ لیتا ہے، فرمایا:

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ٘ وَ هُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَ هُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ۔ [سورۂ انعام:103]

کوئی اللہ کو دیکھ نہیں سکتا، لیکن اللہ سب کو دیکھتا ہے، وہی باریک بیں اور خبردار ہے۔

یعنی اللہ تقدس مآب نگاہوں کا احترام، محبت بھری نگاہوں کی شفقت، خبیث نگاہوں کی گندی حرکت اور مخمور نگاہوں کی پتلیوں

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

میں چھپے ناپاک عزائم اور مجرمانہ ہوس کو دیکھتا اور جانتا ہے، فرمایا:
وَ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ وَ نَعۡلَمُ مَا تُوَسۡوِسُ بِہٖ نَفۡسُہٗ ۚۖ وَ نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡہِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ۔[سورہ ق:16]

ہم نے انسان کو پیدا کیا، اور جانتے ہیں جو اس کا نفس وسوسے ڈالتا ہے، اور ہم اس سے رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

دوسرے مقام پر فرمایا:
رَبُّکُمۡ اَعۡلَمُ بِمَا فِیۡ نُفُوۡسِکُمۡ ۔[سورۂ اسراء:25]

تمھارے رب کو خوب معلوم ہے جو تمھارے دلوں میں ہے۔

قرآن کریم نے عام بندوں کے قلبی احوال کے ساتھ ساتھ کفار و منافقین کے ناپاک عزائم اور مسلمانوں کے خلاف ان کی خفیہ سازشوں کا بھی ذکر کیا، اس سلسلے میں نازل ہونے والی آیتوں کی ایک لمبی فہرست ہے، ہم یہاں چند آیتیں پیش کریں گے۔

1- قرآن کریم نے کفار و مشرکین اور اہل کتاب کی دوستی کے بارے میں فرمایا:
یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا بِطَانَۃً مِّنۡ دُوۡنِکُمۡ لَا یَاۡلُوۡنَکُمۡ خَبَالًا ؕ وَدُّوۡا مَا عَنِتُّمۡ ۚ قَدۡ بَدَتِ الۡبَغۡضَآءُ مِنۡ اَفۡوَاہِہِمۡ ۚۖ وَ مَا تُخۡفِیۡ صُدُوۡرُہُمۡ اَکۡبَرُ ؕ قَدۡ بَیَّنَّا لَکُمُ الۡاٰیٰتِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۱۸﴾ ہٰۤاَنۡتُمۡ اُولَآءِ تُحِبُّوۡنَہُمۡ وَ لَا یُحِبُّوۡنَکُمۡ وَ تُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡکِتٰبِ کُلِّہٖ ۚ وَ اِذَا لَقُوۡکُمۡ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا ۚۖ وَ اِذَا خَلَوۡا عَضُّوۡا عَلَیۡکُمُ الۡاَنَامِلَ مِنَ الۡغَیۡظِ ؕ قُلۡ مُوۡتُوۡا بِغَیۡظِکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ۔[سورۂ آل عمران:118-119]

اے ایمان والو! دوسروں کو رازداں نہ بناؤ، وہ تمھاری بربادی میں کوئی کسر نہیں چھوڑیں گے، وہ چاہتے ہیں کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ، ان کی دشمنی ان کی باتوں سے ظاہر ہے، اور جو ان کے دلوں میں چھپا ہے وہ اس سے بھی زیادہ سخت ہے، ہم نے تمھارے لیے واضح نشانیاں بیان کر دی ہے، اگر تم عقل رکھتے ہو۔ تم ان سے محبت رکھتے ہو، حالاں کہ وہ تم سے محبت نہیں رکھتے، اور تم پوری کتاب پر ایمان رکھتے ہو، اور وہ جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم ایمان لے آئے، اور جب آپس میں ملتے ہیں تو تم پر غصے سے انگلیاں چباتے ہیں، کہہ دو کہ تم غصے سے مرجاؤ، بے شک اللہ دلوں کے احوال سے باخبر ہے۔

اس آیت مبارکہ میں یہود و نصاریٰ، کفار و مشرکین اور منافقین کی بدخواہی کا ذکر کیا گیا ہے، اور اس حقیقت کا انکشاف کیا گیا ہے کہ مسلمان ان کو ایک آنکھ نہیں بھاتے، اسی لیے ان کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف نفرتوں کا ایک طوفان بپا ہے۔

یہ آیت مسلمانوں کو حزم و احتیاط کی تعلیم دیتی ہے، اور یہ بھی بتاتی ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک بندوں کے احوال سے باخبر ہے۔

2- جنگ احد کے موقع پر اللہ کی تائید و حمایت، پیغمبر اسلام اور صحابہ کی فتح و نصرت اور اسلام کے تحفظ و بقا کے سلسلے میں منافقوں کے دلوں میں پیدا ہونے والے ناحق گمان کے بارے میں فرمایا:
ثُمَّ اَنۡزَلَ عَلَیۡکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ الۡغَمِّ اَمَنَۃً نُّعَاسًا یَّغۡشٰی طَآئِفَۃً مِّنۡکُمۡ ۙ وَ طَآئِفَۃٌ قَدۡ اَہَمَّتۡہُمۡ اَنۡفُسُہُمۡ یَظُنُّوۡنَ بِاللّٰہِ غَیۡرَ الۡحَقِّ ظَنَّ الۡجَاہِلِیَّۃِ ؕ یَقُوۡلُوۡنَ ہَلۡ لَّنَا مِنَ الۡاَمۡرِ مِنۡ شَیۡءٍ ؕ قُلۡ اِنَّ الۡاَمۡرَ کُلَّہٗ لِلّٰہِ ؕ یُخۡفُوۡنَ فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ مَّا لَا یُبۡدُوۡنَ لَکَ ؕ یَقُوۡلُوۡنَ لَوۡ کَانَ لَنَا مِنَ الۡاَمۡرِ شَیۡءٌ مَّا قُتِلۡنَا ہٰہُنَا ؕ قُلۡ لَّوۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ بُیُوۡتِکُمۡ لَبَرَزَ الَّذِیۡنَ کُتِبَ عَلَیۡہِمُ الۡقَتۡلُ اِلٰی مَضَاجِعِہِمۡ ۚ وَ لِیَبۡتَلِیَ اللّٰہُ مَا فِیۡ صُدُوۡرِکُمۡ وَ لِیُمَحِّصَ مَا فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ۔[سورۂ نساء:154]۔

پھر ہم نے پریشانی کے بعد سکون نازل کیا، یعنی تمھاری ایک جماعت پر اونگھ کا غلبہ ہوا، اور ایک جماعت کو اپنی فکر تھی، وہ اللہ کے بارے میں دور جاہلیت کی طرح ناحق گمان کر رہے تھے، وہ کہہ رہے تھے کیا اس معاملے میں ہمارا بھی کوئی اختیار ہے؟ کہہ دو کہ سارا اختیار اللہ کا ہے، وہ اپنے دلوں میں وہ بات چھپاتے ہیں جو (اے نبی!) آپ سے ظاہر نہیں کرتے، کہتے ہیں کہ ہمارا کچھ اختیار ہوتا تو ہم یہاں قتل نہیں ہوتے، کہہ دو کہ تم اپنے گھروں میں رہتے تب بھی جن کا قتل مقدر تھا وہ اپنے مقتل کی طرف نکل آتے، اور یہ سب کچھ اس لیے ہوا، تاکہ اللہ تمھارے سینوں میں پوشیدہ امر (اخلاص و نفاق) کو آزمائے، اور تمھارے دلوں سے وسوسوں کو دور کر دے، اور اللہ دلوں کی باتیں جانتا ہے۔

اس آیت مبارکہ کے مطابق منافق اللہ و رسول کے بارے میں بدگمانی کرتے ہیں، اور یہ تصور کرتے ہیں کہ اللہ، اپنے رسول اور ان کے مقدس صحابہ کو بے یار و مددگار چھوڑ دے گا، اور مسلمان جنگ سے شکست خوردہ واپس لوٹیں گے، یہ ساری باتیں منافق رات کی تنہائیوں میں سوچتے ہیں، اور دبے لفظوں میں بیان کرتے ہیں، قریب میں آرام فرما صحابہ کو خبر نہیں کہ کیا ہو رہا ہے، لیکن اللہ سب کچھ دیکھتا اور سنتا ہے، اور اپنے محبوب کو حقیقت حال سے آگاہ فرماتا ہے۔

یہ اور اس مفہوم کی دوسری تمام آیات کا حاصل یہی ہے کہ اللہ

اپنے بندوں کی نیتوں کو جانتا ہے، اسی لیے بندے پر ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے رب کے وسیع و محیط علم پر غیر متزلزل یقین رکھیں، اور ہمیشہ اس کے حضور حاضر ہو کر اپنے ایمان و اعتقاد کا اظہار ان الفاظ میں کریں:

تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَ لَاۤ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۔[سورۂ مائدہ:116]

تو ان باتوں کو جانتا ہے جو میرے دل میں ہے، اور میں ان باتوں کو نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے، بے شک تو سارے غیبوں کو خوب جاننے والا ہے

6- بندوں کے اسرار و رموز کا علم:

کسی بھی انسان کی زندگی میں راز کو بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے، اسی لیے لوگ اپنے رازوں کی حفاظت کرتے ہیں، کسی کو اپنا راز نہیں بتاتے، اور اگر بتانا بھی پڑے تو یہ کہہ کر بتاتے ہیں کہ یہ راز ہے، زنہار کسی کو نہ بتائیں، لیکن راز کوئی بھی ہو بندوں سے چھپایا جا سکتا ہے، اللہ سے نہیں چھپایا جا سکتا، اس لیے کہ اللہ بندوں کا بھی خالق ہے اور ان کے اسرار و رموز کا بھی خالق ہے، فرمایا:

اَلَمْ یَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰىهُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۔[سورۂ توبہ:78]

کیا انھیں نہیں معلوم کہ اللہ ان کے راز اور سرگوشی کو جانتا ہے، اور یہ کہ اللہ پوشیدہ چیزوں کو خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں دو چیزوں کا ذکر ہے، ایک سر، دوسرے نجویٰ۔ سر کا معنی ہے: راز، اور نجویٰ کا معنی ہے: سرگوشی۔ اب آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ اس راز کو بھی جانتا ہے جو انسان کے دل میں مدفون ہوتا ہے، اور اس گفتگو کو بھی جانتا ہے جو دو یا تین افراد کے درمیان گوشۂ تنہائی میں ہوتی ہے، جس سے کوئی تیسرا یا چوتھا شخص واقف نہیں ہوتا، اور ایسا اس لیے ہے کہ اللہ علام الغیوب ہے۔

زمانہ رسالت کے کچھ منافق مسلمانوں کی دل آزاری کے کے لیے آپس میں سرگوشی کیا کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ ہم اللہ و رسول کو دھوکہ دے رہے ہیں، کیوں کہ ہمارے بھید کسی پر نہیں کھل سکتے، قرآن کریم نے ایسے لوگوں کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَا یَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَ لَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَ لَاۤ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَ لَاۤ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَیْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۔[سورۂ مجادلہ:7]

کیا تمھیں نہیں معلوم کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں، تین افراد کی سرگوشی ہوتی ہے تو وہ ان کے ساتھ چوتھا ہوتا ہے، اور پانچ کی ہوتی ہے تو وہ ان کے ساتھ چھٹا ہوتا ہے، اس سے کم کی ہو یا زیادہ کی وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے چاہے وہ کہیں بھی ہوں، پھر اللہ انھیں قیامت کے دن بتائے گا جو انھوں نے کیا، بے شک اللہ ہر شی کو جانتا ہے۔

ان آیات کا واضح مطلب یہی ہے کہ اللہ کا علم ہر شی کو محیط ہے، بندے اپنے آپ کو کتنا بھی چھپالیں وہ اللہ کے علم و مشاہدے سے باہر نہیں ہو سکتے، اس لیے کہ اللہ ہر شی کو دیکھتا، سنتا اور جانتا ہے۔

ابتداے اسلام میں کچھ ایسے بھی منافق تھے جو اللہ سے اپنے رازوں کو چھپانے کے لیے نئے نئے حربے تلاش کیا کرتے تھے، کبھی خود کو چھپالیتے، کبھی آواز پست کر دیتے اور کبھی کوئی دوسرا طریقہ اپناتے، قرآن کریم نے ایسے جاہلوں کی ساری حقیقت طشت از بام کر کے رکھ دی، اور واضح طور پر بیان کر دیا کہ اللہ سے رازوں کو چھپانا ممکن نہیں، اللہ اپنے بندوں کے رازوں کو بھی جانتا ہے، اور راز چھپانے کے لیے ان کی تگ و دو کو بھی جانتا ہے، یہاں اس کی کچھ نظیریں ملاحظہ فرمائیں۔

1- منافق رازوں کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں، فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّیْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ؕ وَ اَمْلٰى لَهُمْ ۝۲۵ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِیْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِیْعُكُمْ فِیْ بَعْضِ الْاَمْرِ ۚۖ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ۔[سورۂ محمد:25-26]

بے شک جو لوگ ہدایت کا راستہ واضح ہو جانے کے بعد الٹے پاؤں پھر گئے، شیطان نے ان کو دھوکا دیا، اور طویل زندگی کی امید دلائی، یہ سب کچھ اس لیے ہوا کہ منافقوں نے ان لوگوں سے کہا جو اللہ کی نازل کردہ کتاب کو پسند نہیں کرتے، کہا کہ بعض کاموں میں ہم تمھاری موافقت کریں گے، اور اللہ ان کے راز چھپانے کو جانتا ہے۔

کسی بھی راز کو چھپانے کا فائدہ اسی وقت ہوتا ہے جب لوگوں کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہاں کوئی راز ہے، جسے چھپایا جا رہا ہے، اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ رازوں کو چھپانے کی کوشش کی جا رہی ہے تو بات بگڑ جاتی ہے، کیوں کہ ہوشیار لوگ سراغ لگا لیتے ہیں، پھر راز راز نہیں

رہتے، اور اس طرح جب راز فاش ہوجاتے ہیں تو ناکامی کا بڑا سخت احساس ہوتا ہے۔

پیش نظر آیت میں بھی اسی قسم کی بات کہی گئی ہے، کیوں کہ اس آیت میں یہ نہیں فرمایا کہ اللہ رازوں کو جانتا ہے، بلکہ فرمایا: وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ۔ یعنی اللہ ان کے راز چھپانے کے عمل کو جانتا ہے، گویا اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تمھارے راز چھپانے سے کچھ نہیں ہوگا، کیوں کہ ہم تمھارے رازوں کو بھی جانتے ہیں، اور تمھارے اس عمل کو بھی جانتے ہیں کہ جو چیز خداے ذو الجلال سے نہیں چھپائی جاسکتی اسے چھپانے کی ناکام کوشش کررہے ہو، لہٰذا اپنے رب سے اپنے رازوں کو نہ چھپاؤ، بلکہ اس بات پر یقین رکھو کہ اللہ اپنے بندوں کے تمام بھیدوں اور رازوں کو جانتا ہے، کیوں اس کی شان یہ ہے:

سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ۔ [سورۂ رعد:10]

جو تم میں پست آواز میں بات کرے اور جو بلند آواز سے بات کرے، اور جو رات میں چھپا رہے اور جو دن میں چلے سب اس کے نزدیک برابر ہے۔

2- مختلف کتب تفاسیر میں ہے کہ مشرکین آپس میں گفتگو کرتے تو نبی اکرم ﷺ کی شان رفیع میں نازیبا کلمات استعمال کیا کرتے تھے، اللہ رب العزت نے بذریعہ وحی اپنے محبوب کو حقیقت حال سے آگاہ فرمایا، پھر جب ان کافروں کو تنبیہ ہوئی تو انھوں نے ایک نیا طریقہ نکالا، وہ یہ کہ جب اس موضوع پر گفتگو کرتے تو آپس میں کہتے: أسروا قولكم لئلا يسمع آله محمد، یعنی دھیرے بولو، اور پست آواز میں بات کرو، کہیں ہماری بات پیغمبر اسلام کا خدا نہ سن لے، تو اللہ رب العزت نے ایسے نادانوں کی تنبیہ کے لیے فرمایا:

وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۱۳ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ۔

[سورۂ ملک:14]

اور اپنی بات آہستہ کہو یا بلند آواز سے، بے شک وہ دلوں کے احوال سے باخبر ہے۔ کیا وہ نہیں جانتا جس نے پیدا کیا، وہ بڑا باریک بیں ہے اور اسے ہر چیز کی خبر ہے۔

اس آیت کے مطابق اللہ کے نزدیک بلند آواز اور پست آواز کوئی چیز نہیں ہے، وہ پست آواز کو بھی ایسے ہی سنتا ہے جیسے بلند آواز کو سنتا ہے، اس آیت کے تحت تفسیر ابو السعود میں بڑی عمدہ گفتگو کی گئی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت میں علانیہ گفتگو پر پوشیدہ گفتگو کو مقدم کرکے یہ بتانا مقصود ہے کہ اللہ ہر چیز کو ابتداے امر سے جانتا ہے، اس لیے کہ کوئی بھی بات زبان پر آنے سے پہلے دل میں آتی ہے، اور اللہ کے دلوں کے احوال کو جانتا ہے تو اسے شروع سے معلوم رہتا ہے کہ آگے بندہ کیا بولنے والا ہے، اور ایسا نہیں ہے کہ کوئی بھی شی شکل وصورت، رنگ وہیئت اور تمام لوازمات کے ساتھ تیار ہوکر عالم وجود میں آجاتی ہے تب وہ پروردگار عالم کے علم میں آتی ہے، بلکہ بندے جسے عالم وجود میں تیار ہوکر سامنے آنے کے بعد جانتے ہیں خلاق اکبر اسے ازل ہی سے جانتا ہے، اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ جہر سے پہلے سر اور ظاہر سے پہلے باطن اللہ رب العزت کے علم ازلی سے متعلق ہوجاتا ہے، اسی لیے اس آیت میں سر کو مقدم کیا گیا، اور فرمایا کہ جسے تم پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو وہ تمھارے ظاہر کرنے سے پہلے ہی علم الٰہی سے متعلق ہوچکا ہے، لہٰذا تم لاکھ چھپانے کی کوشش کرو وہ عند اللہ ظاہر وباہر ہے، اور رہے گا، فرمایا:

اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ۔

[سورۂ انبیا:110]

وہ علانیہ باتوں کو بھی جانتا ہے اور اسے بھی جانتا ہے جسے تم چھپاتے ہو۔

3- زمانۂ رسالت کے کچھ منافق اپنے رازوں کو چھپانے کے لیے خود کو مخصوص طریقے پر چھپایا کرتے تھے، فرمایا:

اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ [سورۂ ہود:5]

سنو، وہ اپنے سینے موڑ لیتے ہیں تاکہ اپنے آپ کو اللہ سے چھپالیں، سنو جس وقت وہ (اپنے آپ کو) کپڑوں سے چھپاتے ہیں اس وقت بھی اللہ جانتا ہے جسے وہ چھپاتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں، بے شک اللہ دلوں کے احوال سے باخبر ہے۔

اس آیت کے سبب نزول کے سلسلے میں مختلف روایتیں ہیں، ایک روایت یہ ہے کہ بعض مشرکوں نے کہا: جب ہم دروازے بند کرلیں، پردے لٹکادیں، کپڑے اوڑھ لیں، اور پیغمبر اسلام کی عداوت

دل میں چھپالیں تو اس وقت اللہ ہماری عداوت کو کیسے جان سکتا ہے؟

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ منافق جب رسول اللہ ﷺ کے قریب سے گزرتے تو سر جھکا لیتے، سینہ موڑ لیتے، خود کو کپڑوں سے چھپا لیتے، تاکہ خود کو رسول اللہ ﷺ سے چھپالیں۔

بہر حال کفار و مشرکین اور منافقین اپنی جہالت کی بنیاد پر اپنے آپ کو اور اپنے دل میں چھپی اسلام دشمنی کو اللہ سے چھپانے کی بے جا کوشش کیا کرتے تھے تو اللہ رب العزت نے فرمایا کہ ہم تمھارے ظاہر و باطن کو جانتے ہیں، اور اپنے آپ کو چھپانے کے لیے جو حیلے تراشتے ہو اسے دن کے اجالے اور رات کی تاریکی میں یکساں طور پر دیکھتے ہیں۔ فرمایا:

اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ وَ مَا یَخْفٰی ـ [سورۂ اعلیٰ:7]

بے شک اللہ کھلے اور چھپے کو جانتا ہے۔

ان تمام آیات کا خلاصہ یہی ہے کہ اللہ رب العزت راز بلکہ راز سے زیادہ پوشیدہ اور محفوظ باتوں کو بھی جانتا ہے، اسی لیے بندوں پر لازم ہے کہ وہ اللہ کے علم محیط پر یقین رکھیں، اور اپنے یقین و اعتماد کا اظہار ان الفاظ میں کریں کہ

رَبَّنَاۤ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ وَ مَا نُعْلِنُ ؕ وَ مَا یَخْفٰی عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ ـ

اے ہمارے رب! بے شک تو جانتا ہے جو ہم چھپاتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں، اور آسمان و زمین کی کوئی شی اللہ سے مخفی نہیں ہے۔

7- اللہ کو معلوم ہے کہ رحم مادر میں کیا ہے۔

اللہ قادر مطلق ہے، وہ اپنے علم و قدرت سے پانی کے ایک معمولی سے قطرے کو خون کا لوتھڑا بناتا ہے، خون کے لوتھڑے کو گوشت کا ٹکڑا بناتا ہے، گوشت کے ٹکڑے کو ہڈیوں میں تبدیل کرتا ہے، پھر ان ہڈیوں پر گوشت اور گوشت پر کھال چڑھاتا ہے، بعد ازاں ان میں روح پھونک کر زندگی عطا فرماتا ہے، اور یہ سب کچھ تہ بہ تہ تاریکیوں میں ہوتا ہے، فرمایا:

یَخْلُقُكُمْ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰی تُصْرَفُوْنَ ـ [سورۂ زمر:6]

اللہ وہ ہے جو تمھیں تمھاری ماؤں کے شکم میں تین تاریکیوں کے اندر یکے بعد دیگرے مرحلہ وار پیدا فرماتا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اللہ، تمھارا رب ہے، تو تم کہاں بھٹکتے جا رہے ہو۔

اس آیت میں تین تاریکیوں سے مراد ہے: پیٹ کی تاریکی، بچہ دانی کی تاریکی اور باریک جھلی کی تاریکی جو جنین کو محیط ہوتی ہے، بندے دن کے اجالے میں ایک باریک اور سفید تھیلی میں بند چیز نہیں دیکھ سکتے، لیکن اللہ تین تاریکیوں میں پوشیدہ قطرۂ آب کو نہ صرف دیکھتا ہے، بلکہ اس کی نشو و نما فرماتا ہے، اور اسے مختلف مراحل سے گزار کر ایک خوب صورت انسان بنا دیتا ہے، فرمایا:

هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ ـ [سورۂ آل عمران:6]

اللہ وہی ہے جو رحموں میں جیسے چاہتا ہے صورت بناتا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی غالب حکمت والا ہے۔

نظام کائنات میں غور کریں تو ہر جگہ تدریجی کیفیت نظر آتی ہے، یعنی اس جہان رنگ و بو میں کوئی بھی شی یکبارگی وجود میں نہیں آتی، اور چشم زدن میں درجۂ کمال کو نہیں پہنچتی، بلکہ رفتہ رفتہ وجود میں آتی ہے، اور آہستہ آہستہ درجۂ کمال کو پہنچتی ہے، مثلاً درختوں کو دیکھ لیں، کوئی بھی درخت پہلے چھوٹے سے پودے کی شکل میں وجود میں آتا ہے، پھر رفتہ رفتہ تناور درخت بن جاتا ہے، یہی کیفیت ہر بڑھنے والی چیز کی ہوتی ہے، سب کو معلوم ہے کہ ہر شی دن بہ دن بڑھتی ہے، لیکن روزانہ کتنی بڑھتی ہے اس کا علم کسی کو نہیں ہوتا، اگر کوئی کسی درخت کے آسرے میں پابندی کے ساتھ بیٹھتا رہے، اور کھلی آنکھوں سے بڑھتے درختوں کا جائزہ لیتا رہے، تب بھی اسے اندازہ نہیں ہو سکتا کہ درخت کب بڑھتے ہیں، اور کیسے بڑھتے ہیں، درختوں کو چھوڑیے انسان کو اس اپنے ناخنوں اور بالوں کے بارے میں علم نہیں ہوتا کہ یہ کب بڑھتے ہیں، کیسے بڑھتے ہیں، اور روزانہ کتنا بڑھتے ہیں، یہ ہے بندوں کا حال کہ ان کو ان کی نگاہوں کے سامنے گھٹتی بڑھتی چیزوں کا اندازہ نہیں ہوتا، لیکن اللہ کی شان ہی نرالی ہے، فرماتا ہے:

اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰی وَ مَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَ مَا تَزْدَادُ ؕ وَ كُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْكَبِیْرُ الْمُتَعَالِ ۝ ـ [سورۂ رعد:9/8]

اللہ کو معلوم ہے کہ ہر عورت کے شکم میں کیا ہے، وہ رحموں میں ہونے والی کمی بیشی کو جانتا ہے، اور اس کے نزدیک ہر شی کی ایک مقدار ہے۔ وہ ظاہر و باطن کو جانتا ہے، وہی سب سے بزرگ و برتر ہے۔

اللہ رب العزت، تین تاریکیوں کے اندر ماں کے رحم میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کو جانتا ہے، اسی طرح ہر مہر بند شی کے اندر ہونے والے تغیرات کو جانتا ہے، مادہ جانوروں کے پیٹ میں پروان والے بچے، انڈوں میں تیار ہونے والے چوزے، انڈوں کے اندر جمی زردی اور سفیدی، بالیوں میں بند دانے، شگوفے میں چھپے پھل، پھلوں میں گم شدہ گٹھلیاں، اور دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ ہر مخفی چیز علم الٰہی میں آفتاب عالم تاب سے زیادہ روشن ہوتی ہے، فرمایا:

اِلَیۡہِ یُرَدُّ عِلۡمُ السَّاعَةِ ؕ وَ مَا تَخۡرُجُ مِنۡ ثَمَرٰتٍ مِّنۡ اَکۡمَامِهَا وَ مَا تَحۡمِلُ مِنۡ اُنۡثٰی وَ لَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلۡمِهٖ ؕ وَ یَوۡمَ یُنَادِیۡهِمۡ اَیۡنَ شُرَکَآءِیۡ ۙ قَالُوۡۤا اٰذَنّٰکَ ۙ مَا مِنَّا مِنۡ شَهِیۡدٍ ﴿ۚ۴۷﴾۔

[سورہ فصلت:47]

قیامت کا علم اسی کے حوالے ہے، شگوفوں سے نکلنے والے پھل، عورت کا حمل اور وضع حمل سب علم الٰہی میں ہے، اور جس دن اللہ ان کافروں کو بلا کر فرمائے گا: میرے شریک کہاں ہیں، وہ کہیں گے: ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ ہم میں انھیں کوئی دیکھنے والا نہیں ہے۔

جس طرح شکم مادر کے احوال کوئی نہیں جانتا اسی طرح دنیا میں آنے کے بعد کوئی اپنی زندگی کی مدت نہیں جان سکتا، کوئی چند دن کا مہمان ہوتا ہے، اور کوئی ساٹھ ستر سال کا، کسی آلے اور علامات وقرائن کے ذریعے اندازہ نہیں لگایا جاسکتا کہ کس کی زندگی مختصر ہوگی اور کس کی طویل ہوگی، کیوں کہ اللہ رب العزت نے بڑی عظیم حکمتوں کے پیش نظر عمروں کا علم بندوں سے مخفی رکھا ہے، اور اسے اپنے علم غیب کے ساتھ خاص کیا ہے، فرمایا:

وَ اللّٰهُ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَةٍ ثُمَّ جَعَلَکُمۡ اَزۡوَاجًا ؕ وَ مَا تَحۡمِلُ مِنۡ اُنۡثٰی وَ لَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلۡمِهٖ ؕ وَ مَا یُعَمَّرُ مِنۡ مُّعَمَّرٍ وَّ لَا یُنۡقَصُ مِنۡ عُمُرِهٖۤ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیۡرٌ [سورۂ فاطر:11]

اللہ نے تمھیں مٹی سے بنایا، پھر نطفے سے پیدا کیا، پھر تمھارے جوڑے بنائے، کوئی بھی عورت حاملہ ہوتی ہے اور بچہ جنتی ہے تو وہ اللہ کے علم میں ہوتا ہے، کسی عمر والے کو لمبی عمر دی جاتی ہے اور کسی کی عمر میں کمی کی جاتی ہے تو وہ لوح محفوظ میں لکھا ہوتا ہے، بے شک یہ اللہ کے لیے آسان ہے۔

_______________(جاری)

(ص:43 کا بقیہ)

”آج کے اس دن کے بعد کوئی شخص ایسی عورت کے پاس نہ جائے جس کا شوہر موجود نہ ہو سوائے اس کے کہ اس کے ساتھ (کم سے کم) ایک یا دو مرد ہوں“۔ (مسلم:2/215، باب تحریم الخلوۃ بالاجنبیہ)

”ایک حدیث میں آتا ہے کہ جب کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو تیسرا اس کے ساتھ شیطان ہوتا ہے“۔ (ترمذی)

یہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ایک مرد اور عورت کے درمیان جو فطری کشش ہے وہ ان کے بے قید اختلاط کی وجہ سے خطرے اور عفت وعصمت کی بربادی کی وجہ بن سکتی ہے۔ اس لیے اگر عورت ملازمت کرتی ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسی جگہ کا انتخاب کرے جہاں مردوں سے کم سے کم سابقہ پڑے بہتر یہ ہے کہ وہ ایسی جگہ ملازمت کرے جہاں خواتین کی ہی اکثریت ہو۔ کسی بھی ایسے مقام پر ملازمت بالکل جائز نہیں ہے جہاں ایک مرد ایک عورت کے ساتھ تنہا ہو۔ کسی ایسی جگہ پر کام کرنا جہاں ایمان خطرے میں پڑ جائے اس کی بالکل اجازت نہیں ہے۔ تیسری چیز جو اہم ہے وہ یہ کہ ولی کی اجازت حاصل ہو۔ عورت اپنے فطری مسائل کی وجہ سے زندگی کے ہر دور میں مرد کی ضرورت محسوس کرتی ہے۔ شادی سے پہلے باپ اس کا محافظ ہوتا ہے جو اس کے جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت کرتا ہے۔ شادی کے بعد شوہر پر یہ ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے۔ اس لئے گھر سے باہر ملازمت کرنے کے لیے باپ یا شوہر کی اجازت بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ اگر عورت کسب معاش کا کوئی ایسا ذریعہ اختیار کرتی ہے جس کے لئے اسے گھر سے باہر نکلنا نہ پڑتا ہو اور نہ ہی اس کی مشغولیت شوہر کے حق کو متاثر کرتی ہو تو اس صورت میں شوہر کی اجازت ضروری نہیں ہے۔ ایسے ہی اگر عورت مجبور ہو۔ شوہر نفقہ ادا نہ کرتا ہو تو اس صورت میں بھی عورت شوہر کی مرضی کے بناء بھی ملازمت کر سکتی ہے۔ لیکن اس کے علاوہ صورتوں میں باپ اور شوہر کی اجازت ہونا ضروری ہے۔

حاصل بحث یہ ہے کہ عورت کا اصل دائرہ کار اس کا گھر ہے۔ اس کے نفقے کی تمام تر ذمہ داری مردوں پر عائد ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود بھی اسلام عورتوں کی معاشی جدوجہد پر پابندی نہیں لگاتا ہے اور مذکورہ حدود وقیود کی اطاعت کرتے ہوئے عورت کو ملازمت کرنے کی اجازت ہے۔ ■■■

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ دین/سوال آپ بھی کر سکتے ہیں

آپ کے مسائل

مفتی اشرفیہ
محمد نظام الدین رضوی
کے قلم سے

لاش کس کے حوالے کی جائے

السلام علیکم ورحمة الله و بركاته .

امید کرتا ہوں کہ بخیر ہوں گے، حضرت! مسئلہ یہ ہے کہ:

ایک خاتون ہیں، شوہر کے انتقال کے بعد وہ اپنے گھر (والدین کے گھر) آگئیں۔ یہاں پہنچ کر انہیں ایک لڑکا ہوا، خاتون کے بھائیوں نے اس لڑکے کی پرورش کی اور وہ جوان ہوا۔ آج ممبئی میں اس کا انتقال ہوا تو اب دونوں گھر والے اسے اپنے اپنے یہاں قبرستان میں دفن کرنا چاہتے ہیں خاتون کے گھر والے (والدین بھائی وغیرہ) کا کہنا ہے کہ بچے کی پرورش ہم لوگوں نے کی ہے۔ اس لیے اس پر حق ہمارا ہے۔ باپ کے گھر والوں کا کہنا ہے کہ لاش ہم اپنے یہاں دفنائیں گے۔ لاشش کس کے حوالے کی جائے۔ ماں کے حوالے یا باپ کے اہل خانہ کے؟

الجواب الملفوظ:

حکم شرع یہ ہے کہ جہاں انتقال ہو وہیں کے قریبی قبرستان میں دفن کیا جائے۔

ہندیہ میں ہے:"و يستحب في القتيل والميت دفنه في المكان الذى مات في مقابر اولئك القوم وإن نقل قبل الدفن إلى قدر ميل أو ميلين فلا بأس به كذا فى الخلاصة. وكذا لو مات في غير بلد يستحب تركه فإن نقل إلى مصر آخر لا بأس به ولا ينبغى اخراج الميت من القبر بعد ما دفن الا إذا كانت الأرض مغصوبة أو اخذت بشفعة كذا في فتاوى قاضي خان."(ہندیہ، کتاب الصلوة/الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج:1، ص:167)

بہار شریعت میں اس کی ترجمانی یوں ہے:

"جس شہر یا گاؤں وغیرہ میں انتقال ہوا وہیں کے قبرستان میں دفن کرنا مستحب ہے اگرچہ یہ وہاں رہتا نہ ہو، بلکہ جس گھر میں انتقال ہوا اس گھر والوں کے قبرستان میں دفن کریں اور دو ایک میل باہر لے جانے میں حرج نہیں کہ شہر کے قبرستان اکثر اتنے فاصلے پر ہوتے ہیں اور اگر دوسرے شہر کو اس کی لاش اٹھالے جائیں تو اکثر علما نے منع فرمایا اور یہی صحیح ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ دفن سے پیشتر لے جانا چاہیں اور دفن کے بعد تو مطلقاً نقل کرنا ممنوع ہے، سوا بعض صورتوں کے جو مذکور ہوں گی(بہار شریعت حصہ چہارم، قبر و دفن کا بیان، مسئلہ:26، ص:846،847، دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم

زندگی بھر ہر جمعرات کو روزہ رکھنے کی منت اور اس سے منع کرنے والے کے متعلق کیا حکم ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی مثلاً ہندہ کا بیان ہے؟ میری شادی نہ ٹوٹے۔ کتنی بار ہوا کہ ہم دونوں کا رشتہ ٹوٹتے ٹوٹتے بچ گیا ہے، اس لیے میرے اندر خوف بیٹھ گیا ہے کہ آگے جاکر کہیں ہم دونوں الگ نہ ہو جائیں۔ یہ ایک ڈر ہے میرے اندر اور کچھ نہیں، تو اس ڈر کے لیے میں نے یہ سوچا تھا کہ اگر میں زندگی بھر روزہ رکھتی ہوں تو انسان مطمئن ہو جاتا کہ اپنا رشتہ سلامت ہے، کچھ بھی نہیں ہو سکتا ہے۔

میں نے ایسا سوچا تھا کہ نانی، اللہ کرے میری شادی ان سے ہو جاتی تو ہونے کے بعد اُن سے رشتہ خراب نہ ہو، رشتہ نہ ٹوٹے، اس کے لیے زندگی بھر ہر جمعرات، جمعہ کا روزہ رکھوں گی؟

اس عورت کی شادی اس کی مرضی کے مطابق ہو چکی ہے مگر شوہر اسے روزے رکھنے سے منع کرتا ہے تو عورت کیا کرے؟ وہ اپنی منت کیسے پوری کرے؟

الجواب: شوہر ہندہ کو روزے رکھنے سے منع کرتا ہے تو، نہ رکھے، اور شوہر کی بات مانے، کیونکہ ہندہ نے جو سوچا وہ نذر یا منت نہیں، تو اس کا روزہ نفل ہوگا، اور نفل روزے سے شوہر، سفر، حضر اور صحت و بیماری ہر حال میں منع کر سکتا ہے، بلکہ عورت کو نفل روزہ بغیر شوہر کی اجازت کے نہ رکھنا چاہیے۔

بہار شریعت میں در مختار و ردالمختار کے حوالے سے ہے:

"مسئلہ 33: عورت بغیر شوہر کی اجازت کے نفل اور منت وقسم

کے روزے نہ رکھے اور رکھ لیے تو شوہر تڑوا سکتا ہے، مگر توڑے گی تو قضا واجب ہوگی، مگر اس کی قضا میں بھی شوہر کی اجازت درکار ہے، یا شوہر اور اس کے درمیان جدائی ہو جائے، یعنی طلاق بائن دے دے یا مر جائے۔ ہاں اگر روزہ رکھنے میں شوہر کا کچھ حرج نہ ہو مثلاً وہ سفر میں ہے۔ یا بیمار ہے یا احرام میں ہے تو ان حالتوں میں بغیر اجازت کے بھی قضا رکھ سکتی ہے۔ بلکہ اگر وہ منع کرے جب بھی اور ان دنوں میں بھی بے اس کی اجازت کے نفل نہیں رکھ سکتی، رمضان اور قضائے رمضان کے لیے شوہر کی اجازت کی کچھ ضرورت نہیں۔ یہ سنت نہیں بلکہ اس کی ممانعت پر بھی رکھے۔

(بہار شریعت حصہ پنجم، ج:1(ب)ص:1008، مطبوعہ دعوت اسلامی)

ہندہ نے جو یہ کہا: "میں نے سوچا تھا کہ نانی، اللہ کرے میری شادی ان سے ہو جاتی تو ہونے کے بعد ان سے رشتہ خراب نہ ہو، رشتہ نہ ٹوٹے، اس کے لیے زندگی بھر ہر جمعرات جمعہ کا روزہ رکھوں گی۔"

یہ منت نہیں کہ اس نے اپنی زبان سے منت کے لیے کوئی جملہ نہیں کہا، بلکہ صرف سوچا اور صرف سوچنے سے نذر یا منت لازم نہیں ہوتی، بلکہ اس کا سرے سے وجود ہی نہیں ہوتا۔

ردالمحتار میں ہے: قال في شرح الملتقى: والنذر عمل اللّسان، .... وسواء قصد ما تلفظ به أولا، ولهذا قال في الولوالجية: رجل أراد ان يقول: لله على صوم فجرىٰ على لسانه صوم شهر، كان عليه صوم شهر- بحراه ح، وكذا لو أراد أن يقول كلامًا فجرى على لسانه النذر، لزمه لأن هزل النذر كالجد كالطلاق فتح اه ملتقطا.(رد المحتار كتاب الصوم/ باب ما يفسد الصوم وما لا يفسد، مطلب في الكلام على النذر، ج:٣، ص:٤١٩)

یہی مسئلہ فتاوی عالم گیری میں ان الفاظ میں مرقوم ہے:

"ولو أراد أن يقول لله عليّ صوم يوم فجرىٰ على لسانه صوم شهرلزمه صوم شهر لان النذر يستوى فيه القصد وغير." (فتاوى هنديه: ج : ١ ، ص : ٢٠٩، كتاب الصوم، البا بالسادس في النذر)

ان جزئیات کی ترجمانی بہار شریعت میں اس طرح کی گئی ہے:

"مسئلہ(1) منت صحیح ہونے کے لیے کچھ یہ ضرور نہیں کہ دل میں اس کا ارادہ بھی ہو، اگر کہنا کچھ چاہتا تھا زبان سے منت کے الفاظ جاری ہو گئے منت صحیح ہو گئی، یا کہنا یہ چاہتا تھا کہ اللہ (عزوجل) کے لیے مجھ پر ایک دن کا روزہ رکھنا ہے اور زبان سے ایک مہینہ نکلا مہینے بھر کا روزہ واجب ہو گیا۔" (بہار شریعت، ج:1،(ب) حصہ پنجم، منت کے روزہ کا بیان، ص:1015، مطبوعہ دعوت اسلامی)

ان فقہی دلائل سے یہ بات اچھی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ دل میں کچھ سوچنے یا قصد و ارادہ کرنے سے منت نہیں پائی جاتی، کیونکہ منت کا تعلق زبان کے عمل اور کلمات سے ہے، نیت، ارادہ، یا سوچ سے نہیں۔

والنذر عمل اللسان .(رد المحتار)

الأيمان مبنية على الألفاظ، لا على الأغراض.

(رد المحتار وغيره)

اس لیے ہندہ نے جب دل میں ہر جمعرات وجمعہ کا روزہ رکھنے کے متعلق سوچا، زبان سے اس کے لیے الفاظ و کلمات نہ بولے تو منت نہیں پائی گئی، لہٰذا اس کے اس سوچنے سے وہ روزے واجب نہ ہوئے۔

یہ جواب سوال میں درج ہندہ کے بیان پر مبنی ہے اور اگر واقعہ یہ ہو کہ ہندہ نے بیان والے کلمات اپنی زبان سے بولے یعنی "سوچا" کے بدلے "کہا" وہ بھی اتنی آواز سے جسے خود سن سکے تو حکم بدل سکتا ہے، تاہم عورت کو حکم یہی ہوگا کہ وہ شوہر کی بات مانے۔ جیسا کہ بہار شریعت کے مسئلہ 33 سے عیاں ہے، اسے اچھی طرح سمجھ کر عمل کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

وضو خانہ، استنجا خانہ کے پانی کی شرعی حیثیت اور سرکاری ملازم کا بغیر کام کے تنخواہ لینے کا حکم اور دو اہم مسائل

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

1- وضو کا پانی جو وضو کرتے وقت نیچے گرتا ہے، وہ پانی کیسا ہے؟

2- وضو خانہ، استنجا خانہ دونوں پانی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ پاک ہے یا ناپاک؟ کیا دونوں پانی کا کسی ایک جگہ بہنا یا یکجا ہونا درست ہے؟

3- تکبیر پڑھنے کے بعد کسی امام مسجد کا صف چیرتے ہوئے مصلیٰ پر جانا کیسا ہے؟

4- کسی عالم دین کا اپنے کو مصباحی بتا کر گاؤں میں جھگڑا افساد کرانا اور جھوٹ بول کر کچھ باتوں کو زیر تحریر لانا کیسا ہے؟

5- کسی سرکاری ملازم کا بغیر کام کیے گورنمنٹ سے تنخواہ لینا کیسا ہے؟ (جیسے مقررہ وقت سے تاخیر کر کے مدرسہ پہنچنا، وقت سے

پہلے بچوں کی چھٹی کر مدرسہ بند کرا دینا وغیرہ وغیرہ)

مندرجہ بالا سوالات کے جوابات قرآن وحدیث کی روشنی میں دینے کی زحمت فرمائیں۔ بینوا وتوجروا

الجواب:(1) وضو کا پانی طاہر غیر مطہر ہے۔ یعنی وہ پانی خود تو پاک ہے مگر اس سے دوبارہ وضو درست نہیں، ہدایہ میں ہے:

قال: الماء المستعمل لا يطهر الاحداث ... وقال محمد وهور واية عن أبي حنيفة هو طاهر غير طهور كان ملاقات الطاهر الطاهر لا توجب التنجس الا انه اقيمت به قربة فتغيرت به صفته كمال الصدقة (ہدایہ، ج:1 ص:38)

در مختار میں ہے:(وهو طاهر) ولومن جنب وهو الطاهر... (و)... (ليس طهور).(المطبوع مع رد المحتار، ج1، ص:352،353: دار الکتب العلمیہ)

(2)-وضو کا پانی پاک ہے تو وضو خانہ کا پانی بھی پاک ہے اور جس پانی سے استنجا کیا جائے وہ ناپاک ہے، تو استنجا خانے کے پانی کا حکم بھی یہی ہوگا اور پاک کو ناپاک سے ملانا بے جا ہے مگر یہ کہ کوئی بڑی مجبوری ہو مثلاً ایک نالی سے بہانے کے سوا کوئی چارۂ کار نہ ہو۔

الاشباہ میں ہے: الضرورات تبيح المحظورات — والله تعالىٰ أعلم.

(3)-امام کوشش کرے کہ پہلے سے مصلے پر موجود ہو اور اگر کبھی کسی وجہ سے تاخیر ہو جائے تو بوجہ مجبوری صفوں کو چیرتے ہوئے مصلے پر جا سکتا ہے۔ اس کا امامت کے مصلے پر پہنچنا تو ضروری ہے تا کہ نماز پڑھا سکے اس لیے وہ صفوں کے درمیان سے گزر سکتا ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ عید کے خطبے کے بعد آپ مردوں کی صفیں چیرتے ہوئے عورتوں کے پاس وعظ کے لیے تشریف لے گئے۔ الفاظ یہ ہیں:

ثم أقبل يشقّهم حتّى جاء النساء معه بلال.

(صحیح البخاری ج:1 ص:133 باب موعظۃ النساء یوم العید-وصحیح مسلم، ج:1، ص:289 کتاب صلاۃ العیدین)

ترجمہ: پھر حضور مردوں کی صفیں چیرتے ہوئے عورتوں کے پاس آئے، آپ کے ساتھ حضرت بلال بھی تھے۔

امام اس کی عادت نہ بنالے کبھی کبھار کی بات الگ ہے یا پھر قبلہ کی طرف سے آئے۔

لقوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: لا تقوموا حتى تروني. رواه مسلم. والله تعالىٰ أعلم.

(4)-ناحق جھگڑا فساد کرنا، جھوٹ بولنا حرام وگناہ ہے خواہ کوئی یہ کام کرے احادیث نبویہ میں مطلقاً اس سے ممانعت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(5)-ناجائز ہے کہ یہ حکومت کے ساتھ غدر وفریب ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

تحصیلِ زکات پر کتنا کمیشن ہونا چاہیے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ مندرجہ ذیل سے متعلق:

بہت سے افراد، مدرسہ کا چندہ کمیشن پر کرتے ہیں، یعنی کل وصول کی گئی رقم کا پچاس فی صد، ساٹھ فیصد، ستر فی صد یا پھر اس سے کم یا زیادہ کمیشن لیتے ہیں، اور اہل مدارس یہ خوشی سے دیتے بھی ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ از روئے شرع شریف وصول کی گئی رقم کا کتنے فی صد تک کمیشن لینا دینا جائز ودرست ہے؟ بینوا وتوجروا

الجواب: کسی ملازم کی جو مناسب ماہانہ تنخواہ ہو سکتی ہو اسی کو معیار قرار دے کر کچھ کمی، بیشی کے ساتھ کمیشن مقرر کر دیں۔ تفصیل کے لیے میری کتاب "کمیشن پر صدقات کی وصولی کا شرعی حکم" مطالعہ فرمائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

غیر مسلم کا روپیہ مسجد میں لگانے کا حکم

کیا غیر مسلم کا روپیہ مسجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: غیر مسلم بغیر مانگے، نیازمندی کے ساتھ دے اور ایسا نہ ہو کہ کبھی اس کا بدلہ کسی شکل میں چاہے تو اس کا روپیہ مسجد میں لگا سکتے ہیں۔ کذا فی الفتاوی الرضویہ واللہ عالم.

غیر مسلم حکومتوں کے شاپنگ مال میں کام کرنا کیسا ہے؟

یورپ وامریکہ ودیگر غیر اسلامی حکومتوں والے ممالک میں عام طور پر دوکانوں اور شاپنگ مال اور شاپنگ سینٹروں میں لحم خنزیر وشراب ودیگر حرام اشیا بیچی جاتی ہیں؟

الجواب: جن کے مذہب میں شراب اور خنزیر حلال ہیں ان سے بیچ سکتے ہیں، یہ جائز ہے۔

ہدایہ میں ہے: "والخمر لهم كالخلّ لنا والخنزير كالشّاة.
(هدايه، ج:٣) والله تعالىٰ اعلم.

فکرامروز

زائرینِ عرسِ عزیزی کے نام

مولانامحمد عبدالمبین نعمانی قادری

حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان (متوفی یکم جمادی الآخرۃ – 1396ھ/31مئی 1976ء جن کا مزار پاک مبارک پور الجامعۃ الاشرفیہ کے احاطے میں زیارت گاہ خلائق ہے، ہر سال یکم جمادی الآخرہ کو آپ کا یوم وصال، عرس عزیزی کے نام سے منایا جاتا ہے اور اسی موقع پر اجلاس عام میں جامعہ سے فارغ ہونے والے طلبہ کی دستار بندی بھی عمل میں آتی ہے، اس اجتماع عظیم میں ملک و بیرون ملک سے زائرین اور عقیدت مند حضرات شوق و ذوق کا مظاہرہ کرتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں، فاتحہ و ایصال ثواب کے ساتھ اکتساب فیض کرتے ہیں۔ ایسے مبارک اور روحانیت بھرے عالم میں زائرین کے لیے کچھ مخلصانہ ہدایات اور گزارشات کا ایک گلدستہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ ان کی آمد اور حاضری کا زیادہ سے زیادہ انھیں فائدہ پہنچ سکے اور حضور حافظ ملت کی روح بھی مسرتوں سے جھوم جائے۔

(1)-سب سے بڑی اور اہم تاکید یہ ہے کہ نماز باجماعت کی پابندی کریں الحمدللہ وسیع و عریض عزیز المساجد میں نمازوں کا انتظام ہوگا۔

(2)-جماعت کی پابندی کے لیے ہر وقت باوضو رہنے کی کوشش کریں۔ کیوں کہ اذان کے بعد یکبارگی زیادہ لوگوں کا وضو بنا کر جماعت پانا دشوار ہوگا، اس طرح باوضو رہنے کی جو فضیلت احادیث میں آئی ہیں اُس کے بھی مستحق ہوجائیں گے۔

(3)-اذان ہوتے ہی مسجد کی طرف دوڑ پڑیں اور اپنے ساتھیوں کو بھی مسجد لے جائیں کہ ان کا ثواب آپ کو بھی ملے گا۔

(4)-نماز سے اللہ عزوجل راضی ہوتا ہے، نماز رسول پاک علیہ الصلاۃ والسلام کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ بھی نمازوں کے سخت پابند تھے۔ سفر میں بھی نمازیں ترک نہیں کرتے، نمازیوں سے خوش ہوتے اور بے نمازیوں سے بہت ناراض ہوتے اور کڑھتے تھے۔

(5)-وقت مل جائے تو غیر موکدہ سنن و نوافل کا بھی اہتمام کریں کہ عرس کے میلے ٹھیلے میں وقت گزارنے سے یہ ہزار درجہ بہتر ہے۔

(6)-جو وقت مل جائے کثرت سے قرآن پاک کی تلاوت کی جائے، اور درود شریف کا ورد کیا جائے اور اس کا ثواب حافظ ملت علیہ الرحمہ کو نذر کیا جائے، حضور حافظ ملت خود کثرت سے قرآن پاک کی تلاوت اور درود شریف کا ورد فرماتے تھے آپ کی حیات میں ایک زمانہ وہ بھی گزرا کہ روزانہ ایک ختم قرآن کی تلاوت فرماتے۔

(7)-کھانے پینے کی طرف ان مبارک لمحات میں کم توجہ دیں کہ اس سے وضو کے تحفظ اور جماعت کی پابندی میں مدد ملے گی، اور بھی بہت سی زحمتوں سے بچ جائیں گے۔

(8)-بک اسٹالوں سے علمائے اہل سنت کی دینی اصلاحی کتابیں زیادہ سے زیادہ خرید کر لے جائیں، خود مطالعہ کریں اور احباب کو تحفے میں دیں۔ بزرگوں کے آستانے کا یہ ایک بہترین تبرک ہے اور اس کا فائدہ بھی دیرپا ہے۔

(9)-اپنے گھروں، مسجدوں اور مدارس میں کتابوں کی لائبریری قائم کریں اور اس میں کتابوں کا ذخیرہ کریں۔ یوں ہی اصلاحی بیانات سنیں سنائیں اور عام کریں۔

(10)-عرس عزیزی ہو یا کوئی عرس اس میں عورتوں کو ہرگز نہ لائیں، بڑی بچیوں کو نہ جانے دیں۔

(11)-اذان، نماز باجماعت کے وقت چادروں کے جلوس یکلخت موقوف کر دیے جائیں اور نمازوں کی طرف توجہ دی جائے۔

(12)-نعت و منقبت میں مائک کی آواز معتدل رکھی جائے بلکہ بغیر مائک کے جلوس نکالا جائے تو بہتر ہے کہ اس میں مائک کی زوردار آواز کا بظاہر کوئی کام نہیں بلکہ فاتحہ پڑھنے اور تلاوت قرآن کرنے والوں کو اس سے حرج ہوتا ہے۔

(13)-جلسے کے وقت علمائے کرام کے بیانات سنیں، یہ

مہتمم دارالعلوم قادریہ، چریاکوٹ

ادھر اُدھر گھومنے سے بہت بہتر ہے۔

(14)- کھیل کود اور فضول کاموں سے بالکل دور رہیں بلکہ علماے کرام کی زیارت کریں کہ یہ بھی کارِ ثواب ہے اور ان سے دینی مسائل دریافت کریں۔

(15)- الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی یادگار ہے اس کا جس قدر ہو سکے زیادہ سے زیادہ تعاون کریں اور اس کے ترجمان ماہ نامہ اشرفیہ کے خریدار بنیں، اس کا خود مطالعہ اور دوسرے احباب کو بھی اس کی طرف متوجہ کریں۔

(16)- مجلس برکات الجامعۃ الاشرفیہ ہی کا تصنیفی اور اشاعتی ادارہ ہے، اس کی درسی مطبوعات کو مدارس اہل سنت تک پہنچائیں اور اہلِ علم کو اس کی طرف توجہ دلائیں۔

(17)- مجلس برکات سے کنزالایمان ترجمہ قرآن از اعلیٰ حضرت قدس سرہ اور تفسیر خزائن العرفان از صدر الافاضل مرادآبادی علیہ الرحمہ کو اغلاط کی تصحیح کے بعد شائع کیا گیا ہے اور اس کے لیے بڑی عرق ریزی سے کام لیا گیا ہے۔ لہٰذا دیگر اغلاط والے نسخوں سے پرہیز کرتے ہوئے مجلس برکات کا نسخہ لیں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیں۔

(18)- حافظ ملت کے ایصال ثواب کے لیے دینی و درسی کتابیں خرید کر مدارس کے طلبہ اور دیگر احباب اہل سنت میں تقسیم کریں۔ قرآن پاک مع کنزالایمان خرید کر مساجد میں رکھیں۔

(19)- نماز کی تحریک اور سنتوں کی دعوت و تبلیغ کے لیے تنظیم قائم کریں یا کسی سنی تحر تنظیم سے وابستہ ہو کر سامان یا ہفتہ واری اجتماعات منعقد کریں تاکہ دین کی دعوت اور مسائل کی ترسیل کا کام مسلسل ہوتا رہے اور سنی مسلمانوں میں دینی و روحانی بیداری پیدا ہو اور عقیدے میں پختگی آسکے۔

(20)- مزار حافظ ملت اور اس کے ارد گرد کے ماحول کو شور شرابے سے بچائیں تاکہ ادب کا بھی لحاظ ہو اور دوسرے حضرات کو فاتحہ پڑھنے میں خلل بھی نہ واقع ہو۔ یوں ہی تلاوت قرآن کرنے والوں کو بھی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

(21)- کسی سنی نمازی عالم دین پیر کے ہاتھ پر بیعت ہو کر اپنے ایمان و عقیدہ کی حفاظت کریں! اپنے اندر روحانیت کو فروغ دیں۔ مسلمانوں سے حسد، کینہ، بغض نہ رکھیں۔ ہر مسلمان بھائی کی خیر خواہی کریں، جھوٹ، غیبت، چغل خوری، بد دیانتی، امانت میں خیانت سے پرہیز کریں۔

(22)- دینی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ اور سنی دینی مدارس کی زیادہ سے زیادہ امداد کریں کہ یہ بہترین صدقہ جاریہ ہے۔

(23)- آپ کے گاؤں اور بستی میں دینی مدارس نہ ہوں تو ضرور ان کے قیام کی طرف توجہ دیں اور اس کے لیے وقت اور مال دونوں طرح کی قربانی دیں۔

(24)- اپنے اپنے حلقوں میں الجامعۃ الاشرفیہ کا تعارف کرائیں، اور اس کے تعاون کی ترغیب دلائیں۔ اشرفیہ کلینڈر لے جائیں اپنے گھروں اور مساجد میں آویزاں کریں۔ اشرفیہ کے تعارف کا یہ بھی آسان طریقہ ہے۔

(25)- آپ کے پاس رمضان شریف میں اگر اشرفیہ کا کوئی محصل نہ پہنچے تو از خود اپنی رقوم بینک کے ذریعے روانہ کرنے کی ترکیب بنائیں۔

(26)- سفر میں بھی نماز فرض ہے لہٰذا لہٰذا دور سے آنے والے زائرین سفر میں بھی ضرور نمازوں کا اہتمام کریں۔

(27)- عرس کے تعلق سے اور دیگر مواقع کے لیے جو مخلصانہ گزارشات کی گئی ہیں ان پر سنجیدگی سے غور کریں اور ساتھ ہی عمل کی بھرپور کوشش کریں۔ آپ کی زندگی خوش گوار ہوگی اور عرس میں حاضری کا پورا پورا فائدہ بھی حاصل ہوگا۔

(28)- سب سے اہم ہدایت یہ ہے کہ قبر شریف کو سجدہ نہ کریں کہ حرام ہے اور اگر بغرض عبادت ہو تو شرک- یوں ہی قبر کا بوسہ منع ہے، اور طواف ناجائز، اس لیے ان چیزوں سے ضرور بچیں۔

(29)- چادروں کی کثرت سے بہتر یہ ہے کہ جو دام چادروں میں خرچ کرنا ہو اسے یادگار حافظ ملت الجامعۃ الاشرفیہ کے تعلیمی یا تعمیری فنڈ میں جمع کر دیں کہ اس میں آپ کو بھی ثواب ہے اور حافظ ملت کو بھی۔ یا عزیز المساجد کی ضروریات میں دیں۔ یا غریب طالبان علوم دینیہ کو یا مطبخ کے اخراجات کے لیے دیں، تاکہ جو خرچ ہو اس کا پورا پورا ثواب حاصل ہو اور حافظ ملت کی روح بھی خوش ہو۔ کیوں کہ حافظ ملت علیہ الرحمہ کی ساری زندگی دین اور علومِ دین کے فروغ کے لیے وقف تھی، دینی تعلیم کے فروغ سے جس قدر حافظ ملت خوش ہوتے اور کسی چیز سے نہیں ہوتے، لہٰذا ان کے ایصال ثواب کے لیے ان کی خوشی کے کاموں کو مقدم رکھنا چاہیے۔ ****

شعائیں

گفتگو سے متعلق قرآن کی اخلاقی تعلیمات

طفیل احمد مصباحی

اللہ رب العزت کی عظیم نعمتوں میں سے ایک نطق اور انسان کو دی جانے والی قوتِ گویائی بھی ہے ۔ انسان کو دیگر حیوانات پر جو فضیلت و برتری حاصل ہے، اس کا ایک بنیادی سبب قوتِ ناطقہ بھی ہے ۔ قرآنِ مقدس کی سورۂ رحمٰن کے آغاز میں انسان کی تخلیق کے ساتھ اس کو "قوتِ بیان" بخشنے کی بھی بات کی گئی ہے ۔ لفظ "بیان" میں بڑی وسعت و معنویت ہے ۔ بیان، زبان و کلام سے زیادہ بلیغ اور معنیٰ خیز لفظ ہے ۔ کلام، بیان کا ایک حصہ ہے ۔ کلام میں وہ گہرائی نہیں جو بیان میں ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ عام انسان کی معمولی گفتگو کو بھی 'کلام' کہہ دیا جاتا ہے، لیکن 'بیان' غیر معمولی کلام ہوتا ہے ۔ انسان کی محیر العقول صلاحیتوں میں سے اعلیٰ درجے کی جو صلاحیت مانی جاتی ہے ، وہ اس کی قوتِ بیان اور طاقتِ گویائی ہے ۔ علمِ منطق اور جدید سائنس کی رُو سے انسان بھی "حیوان" ہی ہے ، لیکن قوتِ گویائی کی بدولت اسے 'حیوان ناطق' یعنی 'بولنے والا حیوان' کہا جاتا ہے ۔ قوتِ گویائی کے علاوہ انسان کو قوتِ تفہیم و استفہام بھی بخشی گئی ہے ، جس کے سہارے وہ دوسروں کی باتیں سمجھتا بھی ہے اور اپنی باتیں دوسروں کو سمجھانے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے ۔ آیتِ کریمہ: خلق الانسان و علمه البیان میں مذکور " انسان و بیان " کے مفہوم و مصداق میں مفسرین کا اختلاف ہے ۔ ایک قول یہ ہے کہ یہاں انسان سے مراد انسانیت کی جان، سرورِ کائنات عالَم حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے اور بیان سے "علمِ مَاکَانَ وَ مَا یَکُوْن" مراد ہے ۔ ایک قول یہ ہے کہ یہاں انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور بیان سے تمام چیزوں کے اسما اور تمام زبانوں کا علم مراد ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہاں انسان سے اس کی جنس یعنی حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی تمام اولاد مراد ہے اور بیان سے مراد گفتگو کی صلاحیت ہے ، جس کی وجہ سے انسان دیگر حیوانوں سے ممتاز ہوتا ہے ۔ تفصیل کے لیے تفسیرِ خازن و تفسیرِ صاوی کی جانب رجوع کریں ۔

بیان کا تعلق حال کے احساسات ، ماضی کے واقعات و تجربات اور بسا اوقات مستقبل کے اندیشوں سے بھی ہوتا ہے ۔ گفتگو سے انسان کی سیرت و کردار اور اس کی تہذیب و تربیت کا اندازہ ہوتا ہے ۔ اچھی گفتگو اچھے لوگوں کی پہچان ہے اور بُری گفتگو بُرے لوگوں کی بُری طبیعت کا اشاریہ ہے ۔ روز مرہ زندگی میں گفتگو اور اچھی گفتگو کی بڑی اہمیت و افادیت ہے ۔ حلاوت بھری گفتگو انسان کو سماج میں معزز و مکرّم بنا دیتی ہے اور تلخ و ترش بولی انسان کی بد خُلقی کا ثبوت فراہم کرتی ہے ۔ حق اور کڑوی باتیں بھی نرم لہجے میں برداشت کر لی جاتی ہیں اور سخت لہجے میں کہی گئی اچھی باتیں بھی مخاطب پر گراں گذرتی ہیں اور بری لگتی ہیں ۔ انسان کو قوتِ گویائی دیے جانے کا مقصد یہی ہے کہ اس کی زبان سے اچھی گفتگو نکلے ۔ اس کی گفتگو کا لہجہ نرم اور سنجیدہ و شائستہ ہو ۔ اچھی گفتگو کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر حدیثِ پاک میں زبان کی حفاظت کا حکم مختلف طریقوں سے دیا گیا ہے ۔ بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے:

المسلم من سلم المسلمون من لسانه و یده.

(حقیقی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں ۔

نیز فرمانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

من سکت أو صمت نجا.

(جو خاموش رہا، اس نے نجات پائی)۔

اسی طرح دوسرے مقام پر ارشاد ہوا:

من کان یؤمن باللہ و الیوم الآخر فلیقل خیراً أو لیصمت.

(جو شخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ بھلائی کی بات کہے ورنہ خاموش رہے)۔

غرض کہ قوتِ گویائی اللہ رب العزت کی طرف سے عطا کی

tufailmisbahi@gmail.com

جانے والی نعمتوں میں ایک عظیم نعمت اور غیر معمولی سرمایہ ہے، جس کا مناسب، برمحل اور درست استعمال ضروری ہے۔ قرآنِ مقدس سراپا ہدایت ہے۔ اس کی تعلیمات انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں۔ قرآن اللہ رب العزت کی وہ لافانی کتاب ہے، جس میں تمام بنی نوع انساں کے لیے رشد وہدایت اور فوز وفلاح کا راز پوشیدہ ہے۔ قرآن نے جہاں ایمان باللہ، توحید ورسالت، حیات بعد الممات، حشر ونشر اور شرعی احکام ومسائل کی طرف ہماری رہنمائی کی ہے، وہی اس نے ہمیں اخلاقیات کا بھی درس دیا ہے۔ قرآن کی اخلاقی تعلیمات میں سے ایک "قولِ حسن" یعنی اچھی گفتگو کرنا بھی ہے۔ اچھی بات اور اچھی گفتگو ایک صالح اور صاف و شفاف معاشرے کے لیے ضروری ہے۔ گفتگو اور بات چیت سے متعلق قرآن کا پاکیزہ درس اپنے اندر بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اچھی گفتگو سے متعلق قرآن نے مختلف انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ کہیں "قولوا للناس حسنا" کہ کر اچھی گفتگو کی رغبت دلائی ہے۔ کہیں "قولا معروفا" سے اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ کہیں "قولوا قولا سدیدا" کہ کر صاف ستھری اور سیدھی بات کہنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ کہیں "قولا میسورا" کا فرمان آیا ہے تو کہیں "قولا بلیغا" کا درس دیا گیا ہے اور کہیں "قولا کریما" کہہ کر ہمیں اچھی گفتگو کرنے اور اچھی بات کہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن کی یہ وہ اخلاقی تعلیمات ہیں، جن پر عمل کر کے ہم دنیا وآخرت کی زندگی کو کامیابیوں سے ہمکنار کر سکتے ہیں۔ اس اجمال کی قدرے تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

(1) آواز پست رکھنا اور اونچی آواز میں گفتگو نہ کرنا:

ضرورت سے زیادہ آواز بلند کرنا، اونچی آواز میں گفتگو کرنا، گدھے کی طرح چلّانا اور شور مچانا، ایک ناپسندیدہ عمل ہے، جس کی قرآن نے مذمت فرمائی ہے۔ جو لوگ بلا وجہ چیخنے چلاتے اور شور مچاتے ہیں، قرآن نے اس کی آواز کو گدھے کی آواز سے تشبیہ دی ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَ اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ. (اور اپنے چلنے میں درمیانی چال سے چل اور اپنی آواز پست رکھ، بیشک سب سے بری آواز گدھے کی آواز ہے)۔ مذہب اسلام ایک معتدل مذہب ہے، یہ افراط وتفریط کو پسند نہیں کرتا۔ اس لیے قرآن نے جہاں چلنے پھرنے میں میانہ روی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، وہیں گدھے کی طرح چیخنے چلانے اور سمع خراشی سے منع کیا ہے۔ اسی طرح بلا ضرورت گفتگو اور ضرورت سے زیادہ باتیں کرنا بھی غیر محمود عمل ہے، جس کو اسلام ناپسند کرتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عن جابر رضی الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن من أحبِّكم إليَّ و أقربِكم مني مجلسًا يوم القيامة أحاسنكم أخلاقًا، و إنَّ أبغضكم إليّ و أبعدكم مني يوم القيامة الثرثارون والمتشدِّقون والمتفيهقون، قالوا: يا رسول الله، قد علمنا الثرثارون والمتشدقون، فما المتفيهقون؟ قال: المتكبِّرون.

ترجمہ: بے شک تم میں سب سے زیادہ محبوب میرے نزدیک قیامت کے دن وہ لوگ ہوں گے جو تم میں زیادہ اچھے اخلاق والے ہوں گے اور تم میں سب سے زیادہ ناپسند اور قیامت کے دن مجھ سے زیادہ دور ہونے والے وہ لوگ ہوں گے جو زیادہ باتیں کرنے والے، لوگوں سے زبان درازی کرنے والے اور تکبر کرنے والے ہوں گے۔

(جامع الترمذی، کتاب البر والصلۃ، جلد چہارم، حدیث نمبر: 2025، مطبوعہ: مکتبۃ مصطفی البابی واولادہ، مصر)

2- اچھی بات کرنا:

حدیث پاک میں ہے: ان اللہ جمیل یحب الجمال۔ اللہ رب العزت جمیل ہے اور جمیل (خوب صورت کام) کو پسند کرتا ہے۔ اسی کے پیشِ نظر اللہ ورسول کو ہمارے ہر کام میں "حسن" مطلوب ہے۔ کوئی بھی کام ہو، وہ اچھا ہو۔ عمل اچھا ہو، کام اچھا ہو، گفتگو اچھی ہو، عبادت اچھی ہو، سیرت اچھی ہو، کردار اچھا ہو، اخلاق اچھے ہوں وغیرہ وغیرہ۔ گفتگو سے متعلق قرآن کا اخلاقی درس یہ ہے کہ ہم لوگوں سے اچھی گفتگو کریں اور اچھے انداز میں گفتگو کریں۔ قرآن ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْكُمْ وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ.

(اور یاد کرو جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا

کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو، لیکن پھر تم میں سے چند آدمیوں کے علاوہ سب پھر گئے اور تم (اللہ کے احکام سے) منہ موڑنے والے ہو)۔ اللہ عزو جل کی عبادت، نماز، روزہ کی ادائیگی، والدین کی خدمت واطاعت، رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور لوگوں سے اچھی بات کہنا، یہ وہ اعمالِ حسنہ ہیں، جن کی انجام دہی کا مکلف یہودیوں کو بھی بنایا گیا تھا اور آج مسلمان بھی ان امور کے مکلف ہیں۔

(3)- قولِ سدید یعنی صاف اور سیدھی بات کرنے کا حکم :

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا.

(اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہا کرو۔ اللہ تمھارے اعمال تمھارے لیے سنوار دے گا اور تمھارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے، اس نے بڑی کامیابی پائی)۔

اس آیت کریمہ میں ایمان والوں کو تقویٰ و پرہیز گاری کے ساتھ درست، سچی اور حق بات کہنے کا حکم دیا گیا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے حقوق اور اس کے بندوں کے حقوق کی رعایت کرنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، سچی بات، درست کلام، حق اور انصاف کی بات کہا کرو تو ان دونوں عملِ خیر کے صدقے میں اللہ تمھارے دیگر اعمال کو سنوار دے گا اور تمھیں زیادہ سے زیادہ نیکیوں کی توفیق بخشے گا، جن کے نتیجے میں دنیا و آخرت کی کامیابی و سرخروئی تمھارے ہاتھ آئے گی۔ تقویٰ اور قولِ سدید (درست گفتگو/اچھی بات) چوں کہ نیکیوں کی جڑ اور بھلائیوں کی اصل ہے، اس لیے آیت میں خصوصیت کے ساتھ ان دونوں کی تعلیم و تلقین کی گئی ہے۔ "قولِ سدید" یعنی درست بات کہنے میں جھوٹ، غیبت، چغلی اور دیگر آفاتِ لسان سے بچنا، سبھی شامل ہیں۔ زبان کی حفاظت سے متعلق یہ دو حدیث پاک ملاحظہ کریں :

عن أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِي رَفَعَهُ قَالَ: إِذَا أَصْبح ابْنُ آدَمَ ، فَإِنَّ الأَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ فتَقُولُ : اتَّقِ اللهَ فِينَا ، فَإِنَّما نحنُ بِكَ ، فَإِنِ اسْتَقَمْتَ اسَتقَمْنا و إنِ اَعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا .

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب انسان صبح کرتا ہے تو تمام اعضائے جسمانی صبح کے وقت زبان سے کہتے ہیں: ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، اگر تو ٹھیک رہی تو ہم بھی ٹھیک اور سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہو گئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔

(جامع الترمذی، کتاب الزہد، باب ماجاء فی حفظ اللسان، جلد: 4، ص: 606/605، حدیث نمبر: 2407، مطبوعہ: مصطفیٰ البابی و اَولادہ، مصر)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ .

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص مجھ سے زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کا وعدہ کرے، میں اس کے لیے جنت کی ضمانت لیتا ہوں۔ یہ بخاری شریف کی روایت ہے۔ ترمذی شریف میں "یضمن" کے بجائے "یتکفل" کا صیغہ آیا ہے۔

(4)- قولِ لیّن/نرم گفتگو کرنا :

قرآن مقدس نے جہاں ہمیں اچھی گفتگو، پست اور معتدل آواز میں بات کرنے کا حکم دیا ہے، وہیں تکلم میں نرمی اور سنجیدہ لہجہ اختیار کرنے کی تعلیم دی ہے۔ نرم گفتگو اور نرم لہجے میں بڑی تاثیر ہوا کرتی ہے۔ عام روز مرہ زندگی کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ دعوت و تبلیغ کے میدان میں اس کی بڑی اہمیت ہے۔ حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام کو من جانب اللہ یہ حکم ہوا تھا کہ جب فرعون کے پاس جاؤ تو اس سے نرم گفتگو کرو، تاکہ اس پر اچھی باتوں کا کچھ اثر ہو سکے۔ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى. (تو اس سے نرم بات کہنا اس امید پر کہ وہ دھیان کرے یا کچھ ڈرے)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دین کی تبلیغ نرمی کے ساتھ کرنی چاہیے اور واعظین و مبلغین کو چاہیے کہ وہ لوگوں کو محبت، شفقت اور پیار بھرے انداز میں نصیحت کرے۔ کیوں کہ نرمی سے کی گئی نصیحت

کے خاطر خواہ ثمرات مرتب ہوتے ہیں۔ دعوت و تبلیغ کے علاوہ دنیوی معاملات میں بھی جہاں تک ہو سکے، ہمیں نرمی سے کام لینا چاہیے۔ قرآن مقدس کے علاوہ حدیث پاک میں بھی نرمی کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ مسلم شریف، کتاب البر، باب الرفق، حدیث نمبر: 2593 میں ہے:

یا عائشة ! ان الله رفیق یحب الرفق و یعطی علی الرزق ما لا یعطی علی العنف.

اے عائشہ! بے شک اللہ تعالیٰ رفیق (نرمی اختیار کرنے والا) ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی پر جو دیتا ہے، وہ سختی پر نہیں دیتا۔ نیز اسی میں ہے: من یحرم الرفق یحرم الخیر کله۔ جو نرمی سے محروم رہا، وہ ساری بھلائیوں سے محروم رہا۔

(5)-قولِ میسور/آسان بات کرنے کا حکم:

درست اور صاف ستھری گفتگو کے علاوہ قرآن مقدس نے ہمیں آسان گفتگو کا بھی حکم دیا ہے۔ کلموا الناس علیٰ عقولهم. (لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق گفتگو کرو) کا مطلب بھی یہی ہے۔

کچھ لوگوں کو صلاحیت بگھارنے اور اپنی قابلیت کا جوہر دکھانے کا بڑا شوق ہوتا ہے اور وہ اپنی گفتگو میں جان بوجھ کر سخت اور مشکل الفاظ استعمال کر کے سامنے والوں کو مرعوب کرنے کی ناروا کوشش کرتے ہیں۔ قرآن اس طرزِ تکلم کو پسند نہیں کرتا ہے۔ وہ اپنے ماننے والوں کو قولِ میسور یعنی آسان گفتگو کرنے کی نصیحت کرتا ہے۔ کیوں کہ گفتگو کا مقصد مافی الضمیر کی ادائیگی ہوتا ہے، نہ کہ مشکل الفاظ و تراکیب کا استعمال کر کے اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرنا۔ اللہ رب العزت اپنے حبیب سید عالم نورِ مجسم ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا. (توان سے آسان بات کہو)۔

(6)-قولِ بلیغ/پُر تاثیر گفتگو اور دل میں اتر جانے والی بات کا حکم:

گفتگو سے متعلق قرآن کی اخلاقی تعلیمات کا ایک روشن پہلو یہ بھی ہے کہ مخاطب سے قولِ بلیغ یعنی پُر تاثیر گفتگو اور دل میں اتر جانے والی بات کی جائے۔ جیسا کہ قرآن ناطق ہے:

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا.

(ان کے دلوں کی بات تو اللہ جانتا ہے پس تم ان سے چشم پوشی کرتے رہو اور انہیں سمجھاتے رہو اور ان کے بارے میں ان سے پُر تاثیر کلام کرتے رہو)

(7)-قولِ کریم کا حکم:

گفتگو کی بابت قرآن میں ایک جگہ "قولِ کریم" کی ترکیب استعمال کی گئی ہے۔ "قولِ کریم" کا مطلب ہے: ایسی گفتگو جس سے شرافت و مروت، حسنِ ادب اور ملائمت (نرمی) مترشح ہوتی ہو اور وہ لطف و مہربانی اور خیر خواہی پر مشتمل ہو۔ اگر چہ یہ حکم والدینِ کریمین کے متعلق آیا ہے، لیکن اس کے اندر عمومیت پائی جاتی ہے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوْٓا إِلَّآ إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۭ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَآ أَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ أُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا.

(اور تمھارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر تیرے سامنے ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اُف تک نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے خوب صورت، نرم بات کہنا)۔

غرض کہ گفتگو سے متعلق قرآنی کی اخلاقی تعلیمات بڑی مؤثر، حکمت سے لبریز، معنیٰ خیز اور دل پذیر ہیں۔ ان تعلیمات کو اپنا کر ہم دین و دنیا کی سعادتوں اور برکتوں سے مالا مال ہو سکتے ہیں اور ایک صالح معاشرے کی بنیاد رکھ سکتے ہیں۔ جنگ و جدال، لڑائی جھگڑا، اختلاف و انتشار، آپسی رسہ کشی اور باہمی دشمنی کی ایک بڑی وجہ ہماری زبان سے ادا ہونے والے غیر مناسب الفاظ و کلمات بھی ہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی زبان مہذب، گفتگو نرم، لہجہ سنجیدہ اور تکلم شائستہ رکھیں۔ گفتگو سے متعلق قرآنی ارشادات و ہدایات پر عمل کر کے اختلاف و نزاع کی خلیج کو ہم بہت حد تک پاٹ سکتے ہیں۔ اللہ رب العزت ہم سب کو قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! ۔ ▫▫▫

شعائیں

کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا

محمد فداء المصطفیٰ گیاوی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ حضور سرور دوعالم فخر کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان میں کچھ اس طرح قلم طراز ہیں :

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالق حسن و ادا کی قسم

آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ کے بارے میں خلق خدا سے کیا پوچھنا؟ جب کہ خود خالق اخلاق نے یہ فرما دیا کہ "انک لعلی خلق عظیم "ترجمہ:اور بیشک تمھاری خو بوبڑی شان کی ہے"۔یعنی اے حبیب! بلا شبہ آپ اخلاق کے بڑے درجہ پر ہیں۔(کنزالایمان، پ:29، سورۂ القلم، آیت:04)

آج تقریباً چودہ سو برس گزر جانے کے بعد دشمنان رسول کی کیا مجال کہ آپ ﷺ کو بد اخلاق کہہ سکیں، اس وقت جب کہ آپ ﷺ اپنے دشمنوں کے مجمعوں میں اپنے عملی کردار کا مظاہرہ فرمارہے تھے۔ خداوند قدوس نے قرآن میں اعلان فرمایا کہ:"توکیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمھارے گرد سے پریشان ہوجاتے"۔

(سورۂ آل عمران، آیت:200)

دشمنان رسول نے قرآن کی زبان سے یہ خدائی اعلان سنا مگر کسی کی مجال نہیں ہوئی کہ اس کے خلاف کوئی بیان دیتا یا اس آفتاب سے زیادہ روشن حقیقت کو جھٹلاتا بلکہ آپ ﷺ کے بڑے سے بڑے دشمن نے بھی اس کا اعتراف کیا کہ آپ ﷺ بہت ہی بلند اخلاق، نرم خو اور رحیم و کریم ہیں۔

بہر حال حضور نبی کریم ﷺ محاسن اخلاق کے تمام گوشوں کے جامع تھے۔یعنی علم و عفو، رحم و کرم، عدل و انصاف، جود و سخا، ایثار و قربانی، مہمان نوازی، عدم تشدد، شجاعت، ایفاے عہد، حسن معاملہ، صبر و قناعت، نرم گفتاری، خوش روئی، ملنساری، مساوات، غمخواری، سادگی و بے تکلفی، تواضع و انکساری، حیاداری کی اتنی بلند منزلوں پر آپ ﷺ فائز و سرفراز ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک جملے میں اس کی صحیح تصویر کھینچتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "کان خلقه القرآن "یعنی تعلیمات قرآن پر پورا پورا عمل یہی آپ ﷺ کے اخلاق تھے۔(دلائل النبوۃ، لامام البیہقی، ج:1، ص:301)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عقل:

چونکہ تمام علمی و عملی اور اخلاقی کمالات کا دارو مدار عقل ہی پر ہے اس لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عقل کے بارے میں بھی کچھ تحریر کردینا انتہائی ضروری ہے۔

اس سلسلے میں ہم یہاں صرف ایک حوالہ تحریر کرتے ہیں:

وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اکہتر (17) کتابوں میں یہ پڑھا ہے کہ جب سے دنیا عالم وجود میں آئی ہے اس وقت سے قیامت تک کے تمام انسانوں کی عقلوں کا اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عقل شریف سے موازنہ کیا جائے تو تمام انسانوں کی عقلوں کو حضور ﷺ کی عقل شریف سے وہی نسبت ہوگی جو ایک ریت کے ذرے کو تمام دنیا کے ریگستانوں سے نسبت ہے۔یعنی تمام انسانوں کی عقلیں ایک ریت کے ذرے کے برابر ہیں اور حضور ﷺ کی عقل شریف تمام دنیا کے ریگستانوں کے برابر ہے۔(شفاء شریف، ج:1، ص:67)

حلم و عفو: حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو پہلے ایک یہودی عالم تھے انہوں نے حضور ﷺ سے کھجور خریدی تھیں۔ کھجور دینے کی مدت میں ابھی ایک دو دن باقی تھے کہ انہوں نے بھرے مجمع میں حضور ﷺ سے انتہائی تلخ و ترش لہجے میں سختی کے ساتھ تقاضا کیا اور آپ ﷺ کا دامن اور چادر پکڑ کر نہایت تند و تیز نظروں سے آپ کی طرف دیکھا اور چلا چلا کر یہ کہا کہ اے محمد! (ﷺ) تم سب عبد المطلب کی اولاد کا یہی طریقہ ہے کہ تم لوگ ہمیشہ لوگوں کے حقوق ادا کرنے میں دیر لگایا کرتے ہو اور ٹال مٹول کرنا تم لوگوں کی عادت بن چکی ہے۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپے سے باہر ہوگئے اور نہایت غضب ناک اور زہریلی

دار الہدیٰ اسلامک یونیورسٹی، ملاپورم، کیرالا mohammedfidaulmustafa938@gmail.com

نظروں سے گھور گھور کر کہا کہ "اے خدا کے دشمن! تو خدا کے رسول سے ایسی گستاخی کر رہا ہے؟ خدا کی قسم! اگر حضور ﷺ کا ادب مانع نہ ہوتا تو میں ابھی ابھی اپنی تلوار سے تیرا سر اڑا دیتا"۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ "اے عمر (رضی اللہ تعالی عنہ) تم کیا کہہ رہے ہو؟ تمہیں تو یہ چاہیے تھا کہ مجھے کو ادائے حق کی ترغیب دے کر اور اس کو نرمی کے ساتھ تقاضا کرنے کی ہدایت کر کے ہم دونوں کی مدد کرتے"۔

پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اے عمر (رضی اللہ تعالی عنہ) اس کو اس کے حق کے برابر کھجوریں دے دو، اور کچھ زیادہ بھی دے دو۔ حضرت عمر نے جب حق سے زیادہ کھجور میں دیں تو حضرت زید بن سعنہ نے کہا کہ اے عمر! میرے حق سے زیادہ کیوں دے رہے ہو؟ آپ نے فرمایا کہ چونکہ میں نے ٹیڑھی ترچھی نظروں سے دیکھ کر تم کو خوفزدہ کر دیا تھا اس لیے حضور ﷺ نے تمھاری دلجوئی و دلداری کے لیے تمھارے حق سے کچھ زیادہ دینے کا مجھے حکم دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت زید بن سعد نے کہا کہ اے عمر! کیا تم مجھے پہچانتے ہو میں زید بن سعنہ ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ تم وہی زید بن سعنہ ہو جو یہودیوں کا بہت بڑا عالم ہے۔ انہوں نے کہا جی ہاں۔ یہ سن کر حضرت عمر نے دریافت فرمایا کہ پھر تم نے حضور ﷺ کے ساتھ ایسی گستاخی کیوں کی؟ حضرت زید بن سعنہ نے جواب دیا کہ اے عمر! دراصل بات یہ ہے کہ میں نے تورات میں نبی آخر الزمان کی جتنی نشانیاں پڑھی تھیں ان سب کو میں نے ان کی ذات میں دیکھ لیا مگر دو نشانیوں کے بارے میں مجھے ان کا امتحان کرنا باقی رہ گیا تھا۔ ایک یہ کہ ان کا علم جہل پر غالب رہے گا اور جس قدر زیادہ ان کے ساتھ جہل کا برتاؤ کیا جائے گا اس قدر ان کا علم بڑھتا جائے گا۔

چنانچہ میں نے اس ترکیب سے ان دونوں نشانیوں کو بھی ان میں دیکھ لیا اور میں شہادت دیتا ہوں کہ یقیناً یہ نبی برحق ہیں اور اے عمر (رضی اللہ تعالی عنہ) میں بہت ہی مال دار آدمی ہوں میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنا آدھا مال حضور ﷺ کی امت پر صدقہ کر دیا۔ پھر یہ بارگاہ رسالت میں آئے اور کلمہ پڑھ کر دامن اسلام میں آ گئے۔ (دلائل النبوۃ، لامام البیہقی، ج:1 ص:278)

تواضع: حضور ﷺ کی شان تواضع بھی سارے عالم سے نرالی تھی، اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو یہ اختیار عطا فرمایا کہ اے حبیب (ﷺ) اگر آپ چاہیں تو شاہانہ زندگی بسر فرمائیں اور اگر آپ (ﷺ) چاہیں تو ایک بندے کی زندگی گزاریں، تو آپ ﷺ نے بندہ بن کر زندگی گزارنے کو پسند فرمایا۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کی یہ تواضع دیکھ کر فرمایا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) آپ کی اس تواضع کے سبب سے اللہ تعالی نے آپ (ﷺ) کو یہ جلیل القدر مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ آپ ﷺ تمام اولاد آدم میں سب سے زیادہ بزرگ اور بلند مرتبہ پر ہیں اور قیامت کے دن سب سے پہلے آپ ﷺ اپنی قبر انور سے اٹھائے جائیں گے اور میدان حشر میں سب سے پہلے آپ ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔ (شفاء شریف، ج:1، ص:130)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالی عنہ راوی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ اپنے عصاء مبارک پر ٹیک لگاتے ہوئے کاشانہ نبوت سے باہر تشریف لائے تو ہم سب صحابہ تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے یہ دیکھ کر تواضع کے طور پر ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اس طرح نہ کھڑے رہا کرو جس طرح عجمی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کے لیے کھڑے رہا کرتے ہیں میں تو ایک بندہ ہوں بندوں کی طرح کھاتا ہوں اور بندوں کی طرح بیٹھتا ہوں۔ (شفاء شریف، ج:1، ص:130)۔

سخاوت: حضور ﷺ کی شان سخاوت محتاج بیان نہیں۔ حضور اقدس ﷺ کی سخاوت کسی سائل کے سوال ہی پر محدود و منحصر نہیں تھی بلکہ بغیر مانگے ہوئے بھی آپ ﷺ نے لوگوں کو اس قدر زیادہ مال عطا فرما دیا کہ عالم سخاوت میں اس کی مثال نادر و نایاب ہے۔ آپ ﷺ کے بہت بڑے دشمن امیہ بن خلف کافر کا بیٹا صفوان بن امیہ جب مقام جعرانہ میں حاضر دربار ہوا تو آپ ﷺ نے اس کو اتنی کثیر تعداد میں اونٹوں اور بکریوں کا ریوڑ عطا فرما دیا کہ دو پہاڑیوں کے درمیان کا میدان بھر گیا۔

چنانچہ صفوان مکہ جا کر چلا چلا کر اپنی قوم سے کہنے لگا کہ اے لوگو! دامن اسلام میں آ جاؤ محمد (ﷺ) اس قدر زیادہ مال عطا فرماتے ہیں کہ فقیری کا کوئی اندیشہ ہی باقی نہیں رہتا اس کے بعد پھر صفوان رضی اللہ تعالی عنہ خود بھی مسلمان ہو گئے۔ (شرح زرقانی، ج:1، ص:110،109)

بہر حال آپ ﷺ کے جود و سخاوت کے احوال اس قدر عدیم المثال اور اتنے زیادہ ہیں کہ اگر ان کا تذکرہ تحریر کیا جائے تو بہت سی کتابوں کا انبار تیار ہو سکتا ہے۔ اللہ رب العزت ہم سب مسلمانوں کو حضور اقدس ﷺ کی سیرت مبارکہ پر زیادہ سے زیادہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دارین کی سعادتوں سے مالا مال کرے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔ ***

علم و حکمت

حضور حافظ ملت بحیثیت مناظر

حافظ افتخار احمد قادری

میدان مناظرہ نہ صرف درس و تدریس کی مہارت سے سر ہوتا ہے نہ ہی محض خطابت اور زور بیان سے، بلکہ اس کے لیے مختلف علوم وفنون اور صلاحیتیں درکار ہوتی ہیں- ایک کامیاب مناظر کے لیے علومِ عقلیہ و نقلیہ میں مہارت و رسوخ کے ساتھ ساتھ حالاتِ حاضرہ اور ماحول کی نبض شناسی بھی درکار ہوتی ہے- اسی کے ساتھ شخصی طور پر استحضار علمی، قدرت کلام، کمال اظہار، ملکہ تفہیم، اور زور استدلال کی خوبی بھی ضروری ہے- اگر اس روشنی میں ہم حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے عہد کے مناظر اعظم تھے- آپ نے دیوبندی عقائدِ باطلہ سے جس سادگی اور پرکاری کے ساتھ عام مسلمانوں کو آگاہ فرمایا تھا وہ آج کسی سے پوشیدہ نہیں- عہد ماضی میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنے والوں کے باعث مذہبِ اسلام اور سنیت کو جتنا شدید نقصان پہنچا ہے اسے گزشتہ صدی کا عظیم المیہ کہا جائے گا- حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے زمانہ طالب علمی سے ہی فن مناظرہ میں مہارت، محکم گرفت اور قوت استدلال کا مظاہرہ شروع کر دیا تھا- حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے دورِ طالب علمی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ایک بار گرمی کے موسم میں، میں نانہال گیا ہوا تھا، ایک دن دوپہر کے وقت باغیچہ کے ایک درخت کے سائے میں بیٹھا ہوا تھا کہ گاؤں کے کچھ لوگ ایک مولوی صاحب کے ساتھ میرے پاس آئے اور کہا! کہ یہ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ نماز میں امام صاحب کے پیچھے مقتدی کے لیے بھی سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے ورنہ نماز نہ ہوگی- حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے ان سے پوچھا کہ یہ مسئلہ کس کتاب میں لکھا ہوا ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا ”اثم ماجہ“ میں یہ مسئلہ لکھا ہے، پھر حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے پوچھا ”اثم ماجہ“ سین سے ہے یا ”ث“ سے؟ تو جواب دیا ”ث“ سے اثم ماجہ ہے- پھر حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے پوچھا ”ث“ سے اسم کے کیا معنیٰ ہیں؟ تو مولوی صاحب نے جواب دیا ،،اثم،، کا معنیٰ گناہ ہے- اب حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا: مولوی صاحب بتا رہے ہیں ”اثم“ کے معنیٰ گناہ ہے- تو سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے کا حکم گناہ کی کتاب میں ہے اور جو حکم گناہ کی کتاب میں ہو وہ ماننے کے لائق ہرگز نہیں ہو سکتا- مولوی صاحب تو مبہوت ہو گئے اور سب لوگ مطمئن ہو کر چلے گئے- حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اگر اس مسئلے پر فقہی اور اصولی استدلال فرمایا ہوتا تو مولوی صاحب کو مبہوت ہونا ہی پڑتا اور وہ علمی استدلال کے اہل تو تھے نہیں جیسا کہ ان کے لفظ ،،اثم ماجہ،، سے واضح ہے، مگر ساتھ میں آنے والے لوگوں کی سمجھ میں شاید پوری بات نہ آتی -

(حیاتِ حافظ ملت، صفحہ:399)

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا: اجمیر شریف دارالخیر میں قیام کے دوران وہاں کے ایک رئیس صاحب جو میرے شناسا تھے ان کے پاس ایک مولوی صاحب پہنچے اور انہیں سمجھایا کہ رسول اللہ کو علم غیب نہیں تھا- رئیس صاحب نے فوراً ایک شخص کو میرے پاس بھیجا کہ اصل بات واضح ہو جائے، میں پہنچا: گفتگو شروع ہوئی تو نبوت علم میں میں نے چوتھے پارے کی آیت مبارکہ :

”وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء“

اور اللہ کی شان یہ ہے کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے، ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے-

(آل عمران، آیت:179)

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارکپور- taufiqahsan92@gmail.com

اس کے جواب میں اس شخص نے نویں پارے کی آیت پڑھی-
"ولو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر"
اور اگر میں غیب جان لیا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت بھلائی جمع کرلی-(سورہ اعراف، آیت:88)

اور کہا کہ چوتھے پارے میں اگر علم کا ثبوت ہے تو نویں پارے میں علم غیب کی نفی ہے- مزید کہا کہ اس طرح نویں پارے کی آیت سے چوتھے پارے کی آیت منسوخ ہوگئی -

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ یہ سننے کے بعد مجھ پر اس کی جہالت کھل چکی تھی اور میرا اب یہ پوچھنا فضول تھا کہ نسخ اخبار کا ہوتا ہے یا احکام کا؟ اس لیے میں نے اب اسی کی سطح پر اتر کر جواب دیا: اگر بقول تمھارے نویں پارے کی آیت سے چوتھے پارے کی آیت منسوخ ہو جائے گی تو لو 30/ویں پارے میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے :

"وما ھوا علی الغیب بضنین"
اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں ہیں-(التکویر، آیت:24)

اس آیتِ مبارکہ میں بتایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب کی باتیں بتانے میں بخیل نہیں ہیں اور اس پارے کے بعد تو کوئی پارہ نہیں جس سے یہ آیت منسوخ ہو-اس طرح وہ منکر خاموش ہو گیا -
(حیاتِ حافظ ملت، صفحہ:400)

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی گرفت بحث و مناظرہ میں مخالف پر نہایت سخت ہوتی تھی اور دلائل کی قوت، اعتراض کی مضبوطی ایسی ہمہ گیر ہوتی تھی کہ خصم کو راہِ فرار مسدود نظر آتی- آپ فرماتے ہیں: بنارس میں غیر مقلدوں نے حنفی سنیوں پر یہ اعتراض کیا کہ یہ لوگ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھتے اور سورہ فاتحہ پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی حدیث میں ہے: "لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ" اس موضوع پر دونوں جانب سے مہینوں سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا- اس اثنا میں اشتہار بازی، جلسے اور زبردست مذہبی کشیدگی کا ماحول پیدا ہو گیا- انہیں دنوں اس علاقے میں سہ روزہ جلسہ منعقد ہوا اور آخری اجلاس میں حضور حافظ ملت کچھ دیر سے پہنچے، حضور مجاہد ملت حضرت علامہ حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ نے غیر مقلدوں کے اشتہارات حضرت کے سامنے رکھ دیے اور کہا جواب دیجیے - حضور حافظ ملت نے فرمایا: میں تو ابھی چلا آرہا ہوں اشتہارات بھی نہیں دیکھے، جواب کیسے دوں! بہر حال آخر میں آپ نے تقریر شروع فرمائی، قرآن وحدیث سے استشہاد کرتے ہوئے اپنے مسلک کو اس طرح محکم فرمایا کہ سامعین متحیر تھے، اسی دوران غیر مقلد حضرات پر اعتراض بھی کرتے جاتے اور بعد میں ایک ایسا مواخذہ کیا جس نے ماحول کی کایا پلٹ دی، آپ نے فرمایا: قرآت سورہ فاتحہ کے قائلین یہ بتا سکتے ہیں کہ وہ ہر نماز میں سورہ فاتحہ پڑھتے ہیں اور ان کی کوئی نماز سورہ فاتحہ کے بغیر نہیں ہوتی؟ ماحول پہ سناٹا طاری تھا، آپ نے خود ہی اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ایسا نہیں بلکہ ہر غیر مقلد حضرات بھی بغیر سورہ فاتحہ کے نماز پڑھنے کے قائل ہیں اور ان کی نماز ہوتی ہے- آپ کہیں گے کیسے؟ تو ساعت فرمائیے: اگر کوئی شخص رکوع کی حالت میں شریک جماعت ہو تو اس کی وہ رکعت ہوئی یا نہیں؟ کیا آپ میں کا ہے کوئی علامۃ الدہر جو یہ فتویٰ دے کہ مسبوق کی وہ رکعت نہیں ہوئی باوجود کہ شخص مذکور نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی- حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے اس جواب نے مخالفین کی ساری دلیلوں کے تار و پور بکھیر دیے-
(حیاتِ حافظ ملت، صفحہ:403)

حق و باطل کا معرکہ تو ہمیشہ سے گرم رہا ہے اور باطل ہمیشہ ہی اپنی شاطرانہ چالوں سے کامیاب ہوا ہے- ادھر انقلاب 1857ء کے بعد مسلمانوں کے حالات ابتر تھے- اسی دوران اہل سنت کے مخالفین نے اپنا بیج بونا شروع کر دیا- دہلی اجڑی، وہاں کا علمی وقار رخصت ہوا، اس وقت انگریزوں کا تسلط پورے ہندوستان پر تھا، ساتھ ہی مسلمانوں پر مظالم ڈھائے جا رہے تھے، اسی اثنا میں انگریزوں کی مدد سے دیوبند سہارنپور وغیرہ میں دیوبندیوں نے مدارس قائم کیے، کہیں کہیں سنیوں کے مدارس پر قبضہ بھی جمایا، یہاں تک کہ خود دیوبند کا مدرسہ بھی سنی حاجی عابد حسین کا قائم کردہ تھا- مگر اس پر قاسم نانوتوی نے حیلے سے قبضہ جما لیا اور اس کو فروغ دینا شروع کیا، اس وقت سنی مسلمانوں کا کوئی بڑا مدرسہ نہیں تھا اور جو تھا بھی تو کسمپرسی کا شکار، اس وقت کے عام مسلمان دیوبندیوں کو نہ سمجھ سکے، اور اپنے بچوں کو مولوی عالم بنانے کے لیے دارالعلوم دیوبند بھیجنا شروع کر دیا اور چندہ بھی خوب دیا، ادھر

سنی لوگ ملکی حالات کی وجہ سے کچھ کرنے کی ہمت نہ کر سکے اور جب کچھ کرنے کے لائق ہوئے، ذرا غفلت سے بیدار ہوئے، تو دیوبندیت کا پودھا درخت بن چکا تھا اور ان کے کافی حمایتی بھی پیدا ہو چکے تھے۔

حضرتِ صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان نے مراد آباد میں مدرسہ اہل سنت قائم کیا اور بریلی شریف میں سرکارِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے منظر اسلام قائم کیا- مگر ان دونوں اداروں کو ملکی حالات کی وجہ سے وہ ترقی نہ مل سکی جو ملنی چاہیے تھی- حضورِ حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے جب مبارک پور میں قدم رکھا تو دیکھا کہ ہر طرف سناٹا ہے، مسلمان تعلیم سے پیچھے ہو رہے ہیں اور مسلک سے دور، ان حالات میں اہل سنت کی اس کمی کو اپنی خداداد صلاحیتوں اور انتھک جد وجہد سے حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے پورا کیا- حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے الجامعۃ الاشرفیہ کی شکل میں ایسی تربیت گاہ بنائی جہاں حقیقی اسلام اہل سنت وجماعت کے لٹریچر بھی تیار ہوتے ہیں اور دینی سپاہی بھی اور ایسے سپاہی جو دین کی خدمت کے راستے میں بڑی بڑی پریشانیوں کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرتے ہیں اور ہر اسلام و دشمن تحریک کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں- اس تعلق سے مولانا نصر اللہ صاحب نے اس وقت جو بات کہی تھی وہ آج بھی ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے، آپ نے کہا تھا کہ:

”افق ہند پر نمودار ہونے والی تحریکوں اور اسلامی عقائد و نظریات سے متصادم سازشوں کی دربار حافظ ملت کے فیض یافتہ ماہر خطیبوں اور باکمال مقرروں کی ایمان افروز تقریروں سے کایا پلٹ گئی، باطل قوتوں سے جہاں نبرد آزمائی کی ضرورت پیش آئی، چاہیں وہ جمشید پور ہو یا جھریا، اڑیسہ ہو یا بستی گونڈہ ہر مقام پر حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے تربیت یافتہ مناظر علماء وخطباء نے مخالفین کے چھکے چھڑا دیئے کتنے میدانہائے مناظرہ تو ایسے قائم ہوئے جہاں سے مخالفین کے زبردست سورماؤں نے میدان مناظرہ میں اترنے سے پہلے پشت دکھا کر راہ فرار اختیار کرنے میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔“

(انوار حضور حافظ ملت، صفحہ:28)

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان ایک عظیم مناظر اور مناظرہ ساز تھے، مناظرہ مبارک پور کے دوران یکہ وتنہا صرف اپنے طلبا کو ساتھ لے کر حضورِ حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے جس کمال وخوبی سے دیوبندی جماعت کے ہر ماہر مناظر سے ڈٹ کر مقابلہ فرمایا وہ آج ہندوستان میں آویزش حق وباطل کی تاریخ کا ایک سنہری باب تھا- آپ روزانہ اپنے طلباء کو تیرہ تیرہ منتہی کتابوں کا درس دیا کرتے تھے- مدرسہ کے انتظامی امور کی نگرانی اور اپنے معمولات کی تکمیل بھی فرماتے تھے- دوسری طرف اس معرکہ کے لیے محض عصر و مغرب کے درمیانی وقفہ میں طلبہ سے دیوبندی مناظرہ کی شب گزشتہ کی تقریر کے اعتراضات سماعت فرماتے اور بروقت انہیں جوابات کے لیے کتابوں کی نشان دہی بھی فرماتے جاتے، وہ طلبا خود بھی حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے فیض صحبت سے اتنے قابل ذہین وفطین اور فن مناظرہ کے ماہر ہوگیے تھے کہ خصم کی تقریر سنتے ہی اہم باتوں کی تلخیص کرنے کے بعد اپنے تئیں مناسب جواب کی تیاری بھی کرتے تھے- مبارک پور میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے مقابلہ پر دیوبند سہارنپور گوپا گنج اور گھوسی تک کی پوری دیوبندی علمی اور فکری مشینری لگی ہوئی تھیں- المصباح الجدید کی اشاعت کے بعد سب نے مل کر کسی طرح سالوں بعد مقامع الحدید کے نام سے ایک جواب نامہ شائع تو کیا مگر اس کی حیثیت کیا ہے خود ان میں کے تھوڑی سوجھ بوجھ رکھنے والے بھی اسے جانتے ہیں- خصم کو عوامی سطح پر یہ پروپیگنڈہ کرنے کا موقع دیے بغیر کہ ہم نے چھوٹے سے کتابچہ کا جواب ایک کتاب کی شکل میں دے دیا اس جواب الجواب لائیے- مناظرہ اعظم حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے صرف ایک ہفتہ کے اندر العذاب الشدید کا مسودہ تیار کر دیا اور یہ کتاب آپ کے شاگرد مولانا محبوب احمد اشرفی کے نام سے شائع ہوئی - (حیاتِ حافظ ملت، صفحہ:407)

اقوال حضور حافظ ملت:

بزرگانِ دین کے زبان وقلم سے نکلے ہوئے الفاظ وکلمات، ارشاداتِ عالیہ کا درجہ رکھتے ہیں- یہ ارشادات علم و حکمت، پند و موعظت، معرفت و حقیقت کا بیش بہا خزانہ ہوتے ہیں اور تاثیر و افادیت کے نور سے ایسے معمور ہوتے ہیں کہ عقیدہ وعقیدت کی دنیا کو

بھی منور کرتے ہیں اور فکر و ذہن و نظر کی کائنات کو بھی نور بار کرتے ہیں- دنیا میں عظیم انسانوں کے اقوال و فرمودات، ہدایت و منزل رسی اور حصولِ مقاصد کا سہل ذریعہ قرار دیے جاتے ہیں اس لیے مضمون کے آخر میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے چند اقوال پیش کر رہا ہوں یقیناً حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان سے اکتسابِ فیض کرنے والا ان سے ضرور استفادہ حاصل کرنے کی کوشش کرے گا-

مشیت ایزدی و قضائے الٰہی میں چارہ نہیں- مشیت ایزدی میں صبر ہی شان زندگی ہے، حقیقی مساوات صرف اسلام کا طرہ امتیاز ہے، مومن کے جوہر اخلاق سے یہ بھی ہیں کہ دوسروں کو حقیر و ذلیل نہ سمجھے، اپنی برتری اور تفوق کا خواب نہ دیکھے، اپنی عزت کچھ نہیں اصل عزت دین کی عزت ہے اور ہم سب کی ساری عزتیں اسی کا صدقہ ہے- وہ عزت کس کام کی جو دین کی عظمت کے لیے استعمال نہ ہو، دین کے لئے زبان کھولنا اور ہاتھ پھیلانے سے عزت کم نہیں ہوتی، مومن کبھی بوڑھا نہیں ہوتا یعنی اس کے حوصلے جوان ہوتے ہیں اور اس کا دین ترقی کرتا رہا، ہوشیار طلباء وہ ہیں جو اساتذہ سے علم کے ساتھ ساتھ عمل بھی سیکھتے ہیں، ضرورت سے زیادہ آرام کرنا زندگی کو برباد کرنا ہے، ملازمین اور مزدوروں کے ساتھ بھی نرمی و خوش اخلاقی سے پیش آئے، زندگی وہ ہے جو کسی دوسرے کے کام آسکے، آدمی کو ہمیشہ باوقار رہنے کی کوشش کرنی چاہیے، وقار، وضع اور رکھ رکھاؤ سے نہیں بلکہ مستحکم وقار عمدہ اخلاق سے قائم ہوتا ہے، کامیاب انسان وہی ہے جو دوسروں کے تجربے سے فایدہ اٹھائے خود تجربہ کرنا عمر ضائع کرنا ہے- اپنی صحت اور جسمانی قوت کی طرف خیال کیجیے دین اور دنیا کا ہر کام تندرستی چاہتا ہے، دین کی اچھی خدمت بھی اچھی صحت و تندرستی پر موقوف ہے، اس لیے صحت و تندرستی کا اہتمام کرنا چاہیے، اپنی قدر پہلے خود پہچانو، دنیا میں باعزت بنوگے، جس نے اپنا وقار خود خراب کر لیا وہ دنیا کی نظروں میں بھی ذلیل و خوار ہوا، انسان کو دوسروں کی ذمہ داریوں کے بجائے اپنے کام کی فکر کرنی چاہیے، زندگی کام کا نام ہے اور بے کاری موت کا- آدمی کام کے لیے پیدا کیا گیا ہے جو شخص بے کار ہے گویا مردہ ہے، کام کے آدمی بنو کام ہی آدمی کو معزز بناتا ہے، اتفاق زندگی ہے اور اختلاف موت، زمین کے اوپر کام زمین کے نیچے آرام، احساسِ ذمہ داری سب سے قیمتی سرمایہ ہے، جس سے کام لیا جاتا ہے اسے ناخوش نہیں کیا جاتا، انسان کو مصیبت سے نہیں گھبرانا چاہئے کامیاب وہ ہے جو مصیبتیں جھیل کر کامیابی حاصل کرے، مصیبتوں سے گھبرا کر کام چھوڑ دینا بزدلی ہے، جسم کی قوت کے لیے ورزش اور روح کی قوت کے لیے تہجد ضروری ہے، تضیع اوقات سب سے بڑی محرومی ہے، جس کی نظر مقصد پہ ہوگی اس کے عمل میں اخلاص ہوگا اور کامیابی اس کے قدم چومے گی، قابلِ قدر وہ نہیں جو عمدہ لباس میں ملبوس ہو اور علم و ادب سے بے بہرہ، بلکہ لائق تعظیم وہ ہے جس کا لباس خستہ ہو اور سینہ علم سے معمور، جس کی صحبت سے اخلاق میں گراوٹ پیدا ہو اس کی صحبت کو جلد از جلد چھوڑ دینا چاہیے، ایسی تعلیم جس میں تربیت نہ ہو بے سود ہی نہیں بلکہ نتیجتاً مضر ہے، تقریر سب سے آسان کام ہے، تدریس اس سے مشکل اور سب سے مشکل تصنیف، بزرگوں کی مجلس سے بلا وجہ اٹھنا خلافِ ادب ہے، ایسی جگہ نہیں بیٹھنا چاہیے جہاں سے اٹھنا پڑے، بے محل اعتراض و جواب کی فطرت سے لوگوں میں بدگمانی پیدا ہوتی ہے، مخالفت نفس تمام عبادتوں کا سرچشمہ ہے، بدن کی سلامتی قلت طعام میں، روح کی سلامتی ترک گناہ میں اور دین کی سلامتی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے میں ہے، آدمی کو کام کرنا چاہیے شہرت اور ناموری کی فکر میں نہیں پڑھنا چاہیے، اتفاق طاقت ہے، اتفاق زندگی ہے، اتفاق کامیابی ہے، نا اتفاقی کمزوری ہے نا اتفاقی موت ہے، سفر اور سقر میں صرف ایک نقطے کا فرق ہے، ہر ذمہ دار کو اپنا کام ٹھوس کرنا چاہیے، ٹھوس کام ہی ذمہ داری کی ضمانت ہوتا ہے، مسلمان وہی ہے جو اللہ و رسول کا فرماں بردار ہے، لمبی چوڑی عمارتیں ہو تعلیم نہ ہو تو سب بیکار ہے، حقیقت میں نماز تو جماعت ہی کی نماز ہے ورنہ صرف فرض کی ادائیگی، اللہ پر توکل کرنے والا دونوں جہاں میں سربلند رہتا ہے، دین کے لئے گردن کٹانے کی ضرورت پڑے تو کٹا دینی چاہیے مگر پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے، جب سے مسلمانوں نے خدا سے ڈرنا چھوڑ دیا ہے ساری دنیا سے ڈرنے لگے ہیں، آج کل آدمی ہم مطلب پہلے ہوتا ہے ہم مذہب بعد میں، خدا سے ڈرنے والا کسی سے نہیں ڈرتا-

(حیاتِ حافظ ملت، صفحہ:768)

****

حضور حافظ ملت بحیثیت داعی و مصلح

مولانا محمد عبدالمبین نعمانی قادری

حضور حافظ ملت استاذ العلما جلالۃ العلم حضرت علامہ شاہ حافظ عبد العزیز محدث مراد آبادی بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور متوفی (1396ھ/1976ء) ایک بھری پری اور جامع الصفات شخصیت کا نام ہے، آپ کی زندگی کا ہر پہلو تاب ناک اور قابل عبرت ہے۔ آپ کی پوری زندگی اسوۂ نبوی کا نمونہ تھی۔ فروغ علم کے لیے کوشاں رہنا اور قوم کی اصلاح و تربیت کی فکر کرنا آپ کا شیوہ تھا، انفرادی کوشش سے آپ نے جو کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں وہ تو اپنی جگہ ہیں، لیکن الجامعۃ الاشرفیہ قائم کرکے آپ نے قوم کے مستقبل کو روشن کرنے کی جو راہ ہموار کی ہے وہ ان کے پورے عہد میں ایک منفرد اور عظیم کارنامہ ہے اور آپ کی زندگی کا ایک نہایت ہی زریں باب ہے۔ یہ جامعہ ان شاء اللہ قیامت تک ہدایت کا مینار بن کر روشنی بکھیرتا رہے گا۔

یقیناً اصلاح امت اور دعوت دین کے میدان میں حافظ ملت کا یہ کارنامہ تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ علاوہ ازیں تقریر و خطابت کے ذریعے بھی آپ نے مدت العمر دین حق کی دعوت و تبلیغ کا کام کیا، بڑے بڑے دینی جلسوں میں آپ مدعو کیے جاتے اور بغیر کسی کاروباری مطالبے کے حسب وعدہ پہنچتے تھے، کرایہ ملے یا نہ ملے حتیٰ کہ نذرانہ نہ ملا تب بھی کسی انتظار کے بغیر جلسے سے واپسی میں جلدی کرتے تا کہ وقت سے پہلے درس گاہ پہنچ کر درس و تدریس کا مشغلہ شروع کر دیں، ایک جگہ ایسی بھی آپ کے لیے مقرر تھی جہاں سالوں سے آپ تشریف لے جاتے مگر کبھی نذرانہ نہیں ملا، ایک سال بغیر نذرانے کے واپس آجانے کے بعد دوسرے تیسرے سال بھی بلکہ مسلسل کئی سال جاتے رہنا یہ وہ دینی قربانی ہے جس کی مثال ملنی مشکل ہے، قوم کی اصلاح اور دعوت و تبلیغ کی ایسی فکر حافظ ملت ہی کا حصہ تھی۔ انفرادی کوششوں سے بھی آپ نے بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں۔ کہیں بھی ہوں موقع محل کی مناسبت سے دینی مسائل بیان کرنا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنا آپ کی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی۔ کبھی تو کھلے لفظوں میں نیکی کی دعوت دیتے اور برائیوں سے روکنے کی کوشش کرتے اور کبھی اشارے کنایے میں اور کبھی اپنی روحانیت کا حاضر باشوں پر ایسا اثر ڈالتے کہ بغیر کچھ کہے آدمی نیکیوں کے راستے پر چل پڑتا اور برائیوں سے بچ جاتا، حضرت کے ایک قریبی شخص کو داڑھی نہیں تھی ایک صاحب نے بڑی بے باکی سے کہا حضرت ان کو داڑھی کے لیے فرما دیتے تو وہ رکھ لیتے، حضرت نے جواب میں ارشاد فرمایا: ان کی داڑھی ان کے پیٹ میں ہے"۔ یعنی وہ رکھ لیں گے یا ان کے دل میں ہے۔ چنانچہ کچھ ہی عرصہ گزار کر انھوں نے داڑھی رکھ لی۔ چوں کہ وہ صاحب حضرت سے قریب تھے اور جو حضرت حافظ ملت سے قریب ہوتا اس کو ان کے مواعظ سننے کا موقع ملتا اور حضور حافظ ملت اپنے عقیدت کیشوں کو حکمت سے نصیحت کیا کرتے تھے اس لیے ان صاحب پر اثر پڑا اور انھوں نے داڑھی رکھ لی۔

یہ واقعہ ان لوگوں کے لیے درس عبرت ہے جو برملا اور سخت لب و لہجے میں ہر منڈے کو داڑھی کی تلقین کرتے رہتے ہیں جس سے بسا اوقات الٹا اثر ہو جاتا ہے اور جس کو تلقین کی جاتی ہے وہ متنفر و متوحش ہو کر ناصح ہی سے اپنا رشتہ توڑ بیٹھتا ہے۔ خاص طور سے جب جب وہ شخص با اثر یا اہلِ ثروت ہو تو اور ہی برا مانتا ہے، بلکہ کبھی کبھی ایسا جملہ بھی بول پڑتا ہے جس سے سنت کی تحقیر ہوتی ہے اور سنت کی تحقیر (حقیر سمجھنا) کفر ہے۔ اس لیے قرآن نے حکم دیا کہ:

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّكَ بِالۡحِكۡمَةِ وَ الۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ وَ جَادِلۡهُمۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ. (النحل 125/16)

اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔

اس آیت میں حکمت اور موعظتِ حسنہ (یعنی دانائی اور اچھی

مہتمم دار العلوم قادریہ، چریاکوٹ

نصیحت کو مقدم کیا گیا ہے جو قابلِ غور اور لائقِ توجہ ہے ، اس لیے بزرگانِ دین فرماتے ہیں، جو فائدہ نرمی میں ہے سختی میں نہیں ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادتِ کریمہ تھی کہ اصلاح فرماتے تو خاص نام لے کر یا اشارہ کر کے نہیں فرماتے بلکہ عام وعظ کے درمیان اس غلطی کا ذکر کرتے، اس کی قباحتیں بیان فرماتے جس سے وہ خاص آدمی متاثر ہو کر اپنی غلطی سے تائب ہو جاتا اور اس کو عام لوگوں کے سامنے شرمندگی بھی نہیں ہوتی۔ بہت ایسا ہوتا ہے کہ جب آدمی شرمندہ ہوتا ہے تو حق بات قبول کرنے سے رہ جاتا ہے اور اگر حکمت و نرمی سے کوئی بات کہی جائے تو اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔

اس سلسلے میں ایک بڑی خوبصورت اور حقیقت پر مبنی عبارت ایک صاحبِ دل اور صاحبِ قلم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مرحوم کی ملاحظہ کریں اور عبرت لیں۔

"ہمارا حال یہ ہے کہ دوسروں کی غلطیوں پر نظر رکھتے ہیں، اپنی غلطیاں نظر نہیں آتیں ،رب کریم اگر سختی کے ساتھ ہمارا حساب کتاب لے تو ہم تو کہیں کے نہ رہیں گے۔

بعض لوگوں کو حق گوئی کا ہوکا لگا رہتا ہے حالاں کہ حق گوئی کا بھی ایک سلیقہ وہ اپنی بات کہہ کے رہیں گے خواہ اس سے کتنی ہیں خرابیاں پیدا ہوں۔ حق گوئی نرمی کے ساتھ ہو تو بڑی خوب صورت لگتی ہے اور اپنا اثر بھی رکھتی ہے۔

کچھ ماں باپ بچوں کو، کچھ خاوند بیویوں کو، کچھ استاذ شاگردوں کو ،کچھ مالک ملازموں کو، کچھ قانون کے پاسدار ملزموں کو مارتے ہیں۔ یہ کیوں مارتے ہیں۔ حضور گرامی منزلت صلے اللہ علیہ وسلم نے تو کبھی کسی کو ہاتھ تک نہ اٹھایا۔" (نرمی اور آسانی، ص:7، تبلیغ سیرت، کلکتہ)

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے: میں اور میرے ایک رفیق مولانا حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے در دولت پر حاضر ہوئے، حضرت قیام گاہ (مکان) سے باہر کسی حاجت سے کھڑے تھے، شاید کسی مہمان کو رخصت کرنے کے لیے آئے تھے کہ ہم دونوں حاضر خدمت ہو گئے سلام و مصافحہ اور دست بوسی سے فارغ ہو کر کھڑے ہی تھے، فرمایا "بنڈا دیکھا ہے ؟"

ہم لوگ سکتے میں پڑ گئے کہ حضرت یہ کیا فرما رہے ہیں۔ ہم لوگوں کو خاموشی سے دیکھتے ہوئے دوبارہ یہی فرمایا۔ تب ہم نے کہا، ہاں!

پھر فرمایا: "بے رومال کا آدمی بنڈہ معلوم ہوتا ہے ۔"

بنڈہ ایک سبزی ہے جو بڑے سائز کی اور گول ہوتی ہے۔ اس قول اور اس انداز تخاطب میں کیسی معنویت ہے اور کیسا درس ہے اسے کچھ اہل بصیرت ہی محسوس کر سکتے ہیں۔

اتفاق سے ہم دونوں میں ایک صاحب بغیر رومال کے تھے، شاید ان کی عادت رومال رکھنے کی نہ تھی۔ یہاں رومال سے بڑا رومال مراد ہے جو کاندھے پر رکھا جاتا ہے۔ جس کا رواج اب بہت کم ہوتا جا رہا ہے، بلکہ نایاب ہو گیا ہے۔

ایسے ہی ایک مرتبہ رومال کی اہمیت وافادیت بیان کرتے ہوئے فرمایا

: "میں ہمیشہ سے رومال رکھتا ہوں اور اس کے بڑے فائدے ہیں، سفر میں اس کو بچھا کر نماز پڑھ لیتا ہوں، سردیوں میں اسی سے سر اور کان ڈھانک لیتا ہوں۔ اور الحمد اللہ اگر دس آدمی بھی میرے سامنے لاٹھی لے کر آویں، اور مجھ پر وار کرنا چاہیں تو میں اسی ایک رومال سے سب وار کو روک سکتا ہوں اللہ نے وہ صلاحیت مجھے دی ہے۔ اور رومال کا یہ فائدہ ہے۔"

شاید یہ بھی فرمایا:

"لیکن آج لوگ فیشن میں پڑ کر رومال نہیں رکھتے شاید اس میں اپنی بے عزتی محسوس کرتے ہیں۔"

یہ تھی حافظ ملت علیہ الرحمہ کی باریک بینی اور نکتہ آفرینی اور طریقۂ اصلاح و تربیت۔ واقعی حافظ ملت کی ہر بات نرالی تھی، اور ان کا طریقہ بہت دلنشین اور خوب تھا۔

****

ممبئی میں
ماہنامہ اشرفیہ حاصل کریں

مولانا شرف الدین صاحب

نئی سنی مسجد، گھڑپ دیو، ممبئی

موبائل نمبر: 9819109603

فروغ دین ودانش

جامعہ اشرفیہ مبارک پور

حافظ ملت علیہ الرحمہ کا ایک عظیم مثالی کارنامہ

محمد شاہد علی اشرفی فیضانی

مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بہت سے ایسے علمائے ربانین پیدا ہوئے ہیں جنھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی خیر خواہی اور اصلاح امت کے لیے وہ عظیم کارنامے انجام دیئے کہ جنھیں قیامت تک بھلایا نہیں جاسکتا۔ ان کے وہ کارنامے آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں... انھی علمائے ربانین کی صف میں ایک نام حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کا بھی آتا ہے، آپ کا امت مسلمہ کے لیے سب سے عظیم ترین کارنامہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور ہے، جو آج ہم سنیوں کا ایک عظیم تعلیمی قلعہ ہے۔ جسے اگر ازہر ہند بھی کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ یقیناً اس ادارہ میں حضور حافظ ملت کا خون اور پسینہ شامل ہے۔ یہ جامعہ اہلسنت وجماعت کی آن بان اور شان ہے۔ اس ادارے نے امت مسلمہ کو بڑے بڑے، حفاظ وقراء، علماء، فضلا، مفسرین، محدثین، مفتیان کرام، مصنفین، واعظین ومقررین کی ایک عظیم جماعت عطا کی ہے، بلاشبہ اس ادارے کا احسان پوری دنیائے سنیت پر ہے، اس لیے کہ آج آپ دنیا بھر میں جہاں بھی چلے جائیں تو آپ کو اس ادارے کا پروردہ کوئی نہ کوئی عالم حافظ امام مسجد وغیرہ ضرور مل جائے گا۔ یہ سب فیضان ہے حضور حافظ ملت کا، حضور حافظ ملت کوئی معمولی شخصیت کا نام نہیں ہے۔ بلکہ حضور صدر الشریعہ کے ایک قابل رشک اور قابل فخر شاگرد کا نام حافظ ملت ہے۔

حافظ ملت کا مختصر تعارف:

نام عبدالعزیز، لقب جلالۃ العلم، حافظِ ملت، محدث مراد آبادی کنیت ابوالفیض ہے۔

حافظِ ملت علامہ الشاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ کی ولادت بروز دوشنبہ مبارکہ 1313ھ 1894ء کو ضلع مراد آباد اترپردیس کے موضع بھوجپور میں ہوئی، ابتدائی تعلیم گاؤں کے اسکول میں حاصل کی، والد ماجد حافظ غلام نور کی نگرانی میں حفظ قرآن کی تکمیل کی فارسی اور عربی کی ابتدائی کتاب جناب عبدالمجید بھوجپوری سے پڑھنے کے بعد جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں داخلہ لیا۔ وہاں متوسطات پڑھیں، تین سال وہاں رہے پھر اعلیٰ تعلیم ومنتہی کتابوں کی تحصیل کے لیے چند رفقا کے ساتھ صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ مصنف بہار شریعت کے حلقہ درس میں شامل ہوگئے۔ ان رفقا میں مولانا غلام جیلانی میرٹھی، قاضی شمس الدین جونپوری، مولانا قاری اسد الحق اور حافظ ضمیر حسن صاحبان کا نام آتا ہے۔ شوال 1342ھ میں مدرسہ معینیہ اجمیر شریف میں داخلہ لیا اور یہاں رہ کر صدر الشریعہ اور دیگر اساتذہ ذوی الاحترام کی بارگاہِ فیض میں اکتسابِ علم کرتے رہے۔ حدیث شریف کی تکمیل حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں کی۔ 1351ھ میں دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف سے سند فراغت حاصل کی۔ (حافظِ ملت خدمات، اثرات اور علمی فتوحات \مضمون مولانا توفیق احسن برکاتی مصباحی)

حافظ ملت اور الجامعۃ الاشرفیہ کا قیام:

شوال 1352ھ میں صدر الشریعہ کے حکم پر مبارک پور اعظم گڈھ اترپردیش میں خدمت دین کا مقصد لے کر پہنچے اور اپنے استاذ محترم کے اعتماد ووقار کو ذرہ برابر ٹھیس نہ پہنچائی، پوری دلجمعی کے ساتھ میدان عمل کے اس دشوار ترین سفر کو جاری رکھا اور ہر طرح کی کامیابی حاصل کی، اس چھوٹے سے مدرسے کو جہاں معیار تعلیم فارسی، نحو میر، پنج گنج تک تھا تھوڑے ہی عرصے میں دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم میں تبدیل کردیا۔ جس کا سنگ بنیاد 1353ھ میں حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں اور حضور صدر الشریعہ علیہما الرحمہ کے مقدس ہاتھوں رکھا گیا۔ جس میں محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی نے بھی شرکت فرمائی تھی۔ لیکن جب دارالعلوم کی یہ عمارت اپنی تنگ دامنی پر شکوہ کناں ہوئی تو قصبہ مبارکپور سے باہر ایک وسیع خطہ زمین ایک شہرستان

علم بسانے کے لیے حاصل کی۔ اور ربیع الاول 1392ھ مطابق مئی 1972ء میں الجامعۃ الاشرفیہ کا جشن تاسیس منایا گیا۔ جو اشرفیہ کی تاریخ میں تاریخ ساز تعلیمی کانفرس کے نام سے مشہور ہوا اور آج بھی اس کانفرنس کو بطور مثال پیش کیا جاتا ہے۔ جہاں سے تحریک اشرفیہ کو ایک نئی جہت ملی۔

6 مئی 1927ء کو منعقد کی جانے والی اس تاریخی کانفرنس میں بے شمار مشائخ واساتذہ وعلماء کے علاوہ شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم علامہ مصطفی رضا نوری، سید العلماء سید آل مصطفی قادری برکاتی مارہروی، مجاہد ملت علامہ الشاہ حبیب الرحمن قادری اڑیسوی، شمس العلما قاضی شمس الدین جونپوری، خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی، مفتی مالوہ مولانا محمد رضوان الرحمن فاروقی، سلطان الواعظین علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی اور رئیس القلم علامہ ارشد القادری قدس سرہم جیسی عبقری شخصیات نے شرکت فرمائی اور الجامعۃ الاشرفیہ کا سنگ بنیاد رکھا۔(حوالہ سابق)

تعلیمی میدان میں حافظ ملت کا مصلحانہ کردار:

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے اپنا جو نظریہ تعلیم پیش کیا تھا اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا ایاز احمد مصباحی رقمطراز ہیں:

ایک انٹریو کے موقع پر جامعہ کے مقصد اور غرض وغایت کے متعلق سوال کیا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ: الجامعۃ الاشرفیہ سے میرا مقصد درس نظامیہ کے طلبہ کو ہندی، انگریزی، عربی زبان کا صاحب قلم اور صاحب لسان بنانا ہے تاکہ وہ ہند اور بیرون ہند مذہب اہلسنت کی اشاعت کرسکیں۔(حافظ ملت افکار اور کارنامے: ص59)

مذکورہ اقتباس سے معلوم ہوا کہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی سوچ کس قدر بلند وبالا تھی کہ آپ جانتے تھے کہ آنے والا دور انگریزی اور عربی کا ہوگا بیرون ممالک میں دین کی تبلیغ واشاعت کے لیے ان زبانوں کی ضرورت پڑے گی اس لیے آپ نے شروع ہی سے اپنے ادارے میں ان سبجیکٹ(مضامین) کو لازمی قرار دیا تاکہ کوئی بھی اس ادارے کا فارغ بیرون ملک میں جہاں بھی جائے اسے تبلیغی میدان میں دشواری در پیش نہ ہو۔ اللہ اکبر! کیا ہی پیاری سوچ تھی، الحمد اللہ۔ آج بھی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم بھی طلبہ کو پڑھائے جاتے ہیں۔

حافظ ملت کا عظیم علمی کارنامہ:

حضرت علامہ بدر القادری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

الجامعۃ الاشرفیہ کا قیام حافظِ ملت کا سب سے عظیم کارنامہ ہے۔ آج جامعہ اشرفیہ ہی کے فارغین ہند کی سرزمین سے لے کر ایشیا کے مختلف ممالک نیز یورپ وامریکہ اور افریقہ وغیرہ میں غلبۂ اسلام کا کارنامہ انجام دے رہے ہیں۔ اگر جامعہ اشرفیہ نہ ہوتا تو مسلمانان ہند جہالت، پسماندگی اور احساس کمتری کے جانے کس تاریک صحرا میں بھٹک رہے ہوتے۔

اپنی ایک نجی مجلس میں مولانا حبیب الرحمن شیروانی نے وہابیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا:

"مولانا احمد رضا خان صاحب نے بہت اہم اور مفید دلائل وبراہین سے مضبوط کتابیں تصنیف کیں اور وہابیوں نے کثرت سے مولوی پیدا کئے۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے میگزین تیار کی سپاہی نہیں پیدا کئے اور وہابیوں نے زیادہ سے زیادہ سپاہی پیدا کئے۔

لیکن آج دنیا دیکھ رہی ہے سارا عالم اسلام دیکھ رہا ہے کہ امام احمد رضا نے جو میگزین تیار کی تھی اس کے استعمال اور اس کے توسط سے غلبہ اسلام کا کارنامہ انجام دینے کے لیے حافظِ ملت نے جامعہ اشرفیہ سے ایسی تربیت یافتہ فوج تیار کردی جو صرف وہابیت ہی نہیں بلکہ ہر باطل کو شکست وریخت سے دوچار کردے۔"(حیات حافظ ملت ص،533-534)

سبحان اللہ! کیا شان تھی حضور حافظ ملت کی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے اس بندے کے دل میں قوم وملت اور دین کی خدمت کا کیسا سچا درد پیدا کیا تھا کہ اس بندے نے امت مسلمہ کی خیر خواہی اور بھلائی کے لیے وہ عظیم کارنامہ انجام دے دیا جسے صبح قیامت تک آنے والی نسلیں بھلا نہیں سکتیں، جب تک جامعہ اشرفیہ قائم رہے گا اس ادارہ سے دین کے سپاہی مجاہدین اسلام پیدا ہوتے رہیں گے۔ اور قیامت تک آپ کی روح کو اس کا ثواب پہنچتا رہے گا، اس لیے کہ حدیث پاک میں ہے۔ جب بندہ انتقال کر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے مگر تین اعمال ایسے ہیں کہ جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی بندے کو ملتا رہتا ہے۔ ان میں سے ایک علم نافع بھی ہے کہ مرنے والا اگر مر گیا مگر اپنے پیچھے علم نافع کی دولت چھوڑ گیا تو جب تک لوگ اس پر عمل کرتے رہیں گے مرنے والے کو اس کا ثواب پہنچتا رہے گا، یقیناً اس

حدیث پاک کی روشنی میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کو ان کے اس لگائے ہوئے شجر اسلام کا صلہ قیامت تک ملتا رہے گا۔

جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے حوالے سے حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ مفکرانہ، مدبرانہ و مصلحانہ کردار و عمل پر روشنی ڈالتے ہوئے پروفیسر شمیم قریشی تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت حافظ ملت ایک زبردست معلم تھے۔ بڑا منصوبہ بنانے والا ذہن رکھتے تھے۔ عزم کار سے بہرہ مند تھے۔ اور قوت وصلاحیت کے آخری حربے کو بھی داؤ پر لگانے کا حوصلہ رکھتے تھے۔ انہوں نے لاکھوں انسانوں کے تصور کو پیکر حقیقت بخش دیا۔ اور اتنے بڑے کام کا سلسلہ ڈال دیا کہ نسلیں اس سے لپٹی رہیں گی۔ اور خیر جاریہ کا اجر جنت الفردوس کی نورانی دنیا میں انہیں برابر ملتا رہے گا۔

عمرہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات... تا زبزم عشق یک دانائے راز آید بروں۔" (ماہنامہ اشرفیہ کا حافظ ملت نمبر: ص 88)

الجامعۃ الاشرفیہ کی خدمات جلیلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی صاحب رقم طراز ہیں:

"تقسیم ہند کے بعد ملک میں اہلسنت وجماعت کے اندر تاریخ وادب کا مذاق اور علمی ودینی تعلیم وتحقیق کی ایک نئی روایت اشرفیہ نے قائم کی۔ مسلک اہلسنت کی نشر واشاعت میں تیزی اور گرمی اشرفیہ نے پیدا کی۔ اعلیٰ حضرت کے کتب و رسائل کی اشاعت نیز ان میں ترتیب جدید کے ساتھ منظر عام پر لانے کا کام اشرفیہ نے انجام دیا۔ 14 صدی ہجری کے مجدد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نور اللہ مرقدہ کے تجدیدی تبلیغی اور علمی کارناموں کو اجاگر کرنے اور اعلیٰ حضرت اور ان کے علمی کارناموں پر تصنیفی، تحقیقی اور اشاعتی کام کرنے کی پہل اشرفیہ نے کی۔ دینی تعلیم کو فروغ اشرفیہ نے دیا طلبۂ اسلام وعلمائے دین کو جدید تعلیم یافتہ پروفیسروں اور اسٹوڈینٹس کے سامنے ایک نئی جرأت واحساس اور وقار وطمانیت کے ساتھ اشرفیہ نے لاکھڑا کر دیا۔

مغربیت کے سامنے مشرقیت کو سرخرو اشرفیہ نے کیا۔ قدیم وجدید کو اسلامی دائرہ کار میں شیر وشکر اشرفیہ نے کیا۔ مسلمانوں کے جمود میں رخنے اشرفیہ نے پیدا کئے اور انہیں جہد وعمل کی راہ اشرفیہ نے دکھائی۔ (حافظ ملت افکار اور کارنامے)

الجامعۃ الاشرفیہ علما و مشائخ کی نظر میں:

حضور سید العلما سید آل مصطفی قادری برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ نے الجامعۃ الاشرفیہ کے سنگ بنیاد کے موقع پر اپنے خطاب میں فرمایا تھا: اشرفیہ اور حافظ ملت کے ساتھ آل رسول ہے اور جس کے ساتھ آل رسول ہے اس کے ساتھ رسول اللہ صلی الہ علیہ وسلم ہیں۔ ضرورت پیش آئی تو آل رسول اپنے مریدین ومخلصین کو ساتھ لے کر اس کے لیے ہر طرح کی قربانی پیش کرے گا۔

اور شہزادہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علامہ مصطفی رضا نوری کی یہ دعا آج بھی اشرفیہ کی بنیادوں کو روحانی توانائی دے رہی ہے۔،، دار العلوم اشرفیہ مبارکپور کو ایک عظیم یونیورسٹی میں تبدیل کرنے کی نیک کوشش کا میں خیر مقدم کرتا ہوں اور حافظ ملت حضرت مولانا عبد العزیز صاحب کے حق میں دعا کرتا ہوں کہ مولی تعالی انہیں اپنے عظیم مقاصد میں کامیاب فرمائے اور حضرات اہلسنت کو توفیق بخشے کہ وہ اشرفیہ عربی یونیورسٹی کی تعمیر میں حصہ لے کر دین کی ایک اہم اور بنیادی ضرورت پوری فرمائیں اور عند اللہ ماجور ے ہوں۔ (حافظ ملت خدمات، اثرات اور علمی فتوحات: بمضمون مولانا توفیق احسن برکاتی مصباحی)

خانقاہ برکاتیہ کے نامور صحافی پروفیسر سید جمال الدین اسلم مارہروی رقم طراز ہیں:

"بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت کا آستانہ علم وافتاء شیخ کامل حضور مفتی اعظم کی قیادت میں ایک خانقاہ کی صورت میں منتقل ہو گیا، غالباً شیخ کامل نے اپنی حیات میں دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور کی سرپرستی فرماکر اس کے احیا میں بھرپور تعاون فرماکر اسے حیات نو دے کر یہ طے فرمادیا تھا کہ یہ دار العلوم اہلسنت کا علمی مرکز بنے گا اور بریلی شریف میں آستانہ رضویہ اہلسنت کی ایک مرکزی خانقاہ کی صورت میں مقبول عام ہوگی، مرشدان سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی روحانی عظمتوں کے طفیل اللہ رب العزت ان دونوں علمی اور روحانی آستانوں کو ہمیشہ قائم رکھے۔"

(پیغام رضا مفتی اعظم نمبر: ص 336/335)

دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس مرکز علم وادب جامعہ اشرفیہ مبارکپور کو روز افزوں ترقی عطا فرمائے اور اس کے ذریعہ سے اہلسنت وجماعت اور مسلک اعلیٰ حضرت کا خوب خوب کام ہو...اور حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے آستانہ مبارک پر اپنی انوار وبرکات کی بارش نازل فرمائے... آمین یارب العلمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

❋❋❋❋

تعمیروتربیت

حافظِ ملت کا نظریۂ صحافت

نشاط اختر رومی

حافظ ملت علیہ الرحمہ نے اپنی اعلیٰ افکار و نظریات کے توسط سے قوم و ملت کی زلف پریشاں کو سنوارنے اور جماعت اہل سنت کے تانے بانے سلجھانے کے لیے ہمہ جہت و ہمہ گیر منصوبہ بندی و افراد سازی فرمائی۔ یہ ان کی فکری وسعت اور بلند نگاہی کا ہی کمال ہے کہ جس کے اثرات ان کے تلامذہ در تلامذہ پر مرتب ہوتے گئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مصباحی علما نے ہر محاذ، ہر مقام پر فتح و کامرانی کا پرچم لہرایا اور دین و ملت کی بے لوث خدمات انجام دیں۔ حافظ ملت علیہ الرحمہ کے ان ہی ہمہ جہت اور بلند افکار و نظریات میں ایک صحافی نظریہ بھی ہے۔ صحافت انتہائی اہم اور حساس فیلڈ ہے، جس کا ہدف اصلی عوام کی ذہنی تعمیر و تربیت اور معاشرتی تہذیب و ثقافت کی ترویج ہے۔

انسانی افکار کو منظم کرنے اور ان کے اقدار کو بحال کرنے میں صحافت کا اہم کردار ہوتا ہے۔ صحافتی قوت متحرکہ نے ہر دور میں اپنا اثر دکھایا ہے۔ یہ تمام مثبت نتیجے اس وقت برآمد ہو سکتے ہیں جب صحافت اصول و آداب اور اپنے اہداف اصلی پر موقوف ہو ورنہ اس کے برعکس منفی نتائج ہی نکل سکتے ہیں جیسا کہ عصر حاضر میں صحافت نے اسے بالکل واضح کر دیا ہے۔

صحافت کی اہمیت و افادیت تب اور دوبالا ہو جاتی ہے کہ آج کے اس ڈیجیٹل زمانے میں صحافتی اثر و رسوخ کے بغیر قومی ملی، مذہبی، سیاسی، سماجی روز افزونی کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا چونکہ آج جس کے پاس میڈیائی طاقت اور صحافتی سطوت ہے اس کی آواز پوری دنیا میں سنی جاتی ہے۔ چنانچہ اس جدت پسند دور تک پہنچتے پہنچتے صحافت کے مختلف آلات و اسباب کی فراہمی اور اسلوب و طرز کی خوش آئند تبدیلی سے غیر معمولی ترقی اور سہولت ہوگئی ہے تاہم رسائل و جرائد اور اخبارات صحافتی میدان کے وہ اہم عناصر ہیں جن کے ذریعے جہاں اسلامی تعلیمات کی تبلیغ کی جاسکتی ہے وہیں اپنی زریں تاریخ کو صفحۂ قرطاس پر اتار کر نسل مستقبل تک پہنچایا جاسکتا ہے، جس کے آئینے میں وہ اپنی صلاحی وفلاحی لائحۂ عمل تشکیل دے سکتے ہیں۔ اس حوالے سے حافظ ملت علیہ الرحمہ کا نظریہ گراں بہا قابل ملاحظہ ہے کہ جب آپ علیہ الرحمہ سے پریس اور قلم سے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

ہر مسلمان مذہب و ملت کا ذمہ دار ہے، علمائے کرام زیادہ ذمہ دار ہیں۔ عوام یہ محسوس کرتے ہیں کہ پریس کی طاقت بھی حفاظت مذہب کے لیے ضروری ہے تو علمائے اہل سنت کا تعاون کریں، علمائے اہل سنت ان شاءاللہ قلمی خدمت بھی کریں گے اور حتی الامکان کرتے بھی ہیں۔ یہ کھلی اور ظاہر حقیقت ہے کہ سینیوں میں جذبۂ تعاون نہیں کہ کتنے جرائد و رسالے شائع ہوئے اور اسی بیماری کی نذر ہو گئے، جماعتیں قائم ہوئیں اور اس مرض کا شکار ہوگئیں۔

(حیات حافظ ملت بحوالہ حافظ ملت نمبر قدیم، اشرفیہ ص:76/77)

مندرجہ بالا اقتباس سے حافظ ملت علیہ الرحمہ کے صحافتی نظریہ کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اور اس نظریہ کی کسوٹی پر صحافت کی معنویت و افادیت کو بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ اس جانب انھوں نے جہاں علمائے کرام کی توجہ مبذول کرائی وہیں عوام اہلسنت کو دست تعاون دراز کرنے کی ترغیب بھی دی۔ جب حافظ ملت علیہ الرحمہ سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا سنی علما پیچھے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا یہ بات غلط ہے کہ سنی علما وہابیوں سے پیچھے ہیں، یہ اور بات ہے کہ وہابیوں، دیوبندیوں میں پروپیگنڈہ ہے۔ وہابیوں، دیوبندیوں میں تنظیم ہے، سنیوں میں تنظیم نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ غیروں کا کام منظر عام پر کار نمایاں معلوم ہوتا ہے۔ اور اپنوں کا کام منظر عام پر معلوم نہیں ہوتا۔ اتفاق اور انتشار میں بڑا فرق ہے۔

(حافظ ملت نمبر قدیم، ماہنامہ اشرفیہ ص:77)

اس اقتباس سے جہاں حافظ ملت کا تنظیمی تحریکی مزاج سمجھ میں آتا ہے وہیں صحافت کی اہمیت بھی اجاگر ہو جاتی ہے۔ کیوں کہ کسی بھی

سرگرمی کی تشہیر بغیر صحافت کے ناممکن ہے اور جب ہمارے افراد صحافتی میدان میں ہوں گے ہی نہیں تو ہمارے کام منظر عام پر کیوں کر نمایاں ہوں گے؟ اور اسلامی افکار و نظریات کیسے عام ہوں گے؟

اس موقع پر علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کی ادارت میں نکلنے والا ماہنامہ "پاسبان" کے نشاۃ ثانیہ پر حافظ ملت علیہ الرحمہ نے جو علامہ نظامی علیہ الرحمہ کے نام مکتوب ارسال فرمایا تھا وہ بھی کئی جہتوں سے اہمیت کا حامل ہے جس میں انہوں نے علامہ نظامی علیہ الرحمہ کی صحافتی خدمت کی پذیرائی و حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ اور صحافتی تحریک کو واضح فرمایا ہے۔

مکتوب آپ کے نظر نواز ہے:

"اس دور الحاد میں تبلیغ و ہدایت کی جس قدر شدید ضرورت ہے، اظہر من الشمس ہے۔ مسلمان اپنی جہالت سے بے دینی کا شکار ہو رہا ہے۔ دولت ایمان کھو رہی ہے، کفر کی تاریکی ظلم وطغیان کی اندھیری چھائی ہوئی ہے حق و صداقت کی آواز کان تک پہنچا سخت دشوار ہو گیا۔ ایسے نازک دور میں "پاسبان" کی دوبارہ زندگی سے بے حد مسرت ہے۔ پاسبان بڑا زریں مقصد لے کر اٹھا ہے، دین وملت کی پاسبانی کرنا چاہتا ہے۔ مولائے کریم اس کو ثبات و دوام اور استحکام عطا فرمائے اور اس مقصد کے تحت چلنے کی توفیق بخشے۔

(ماہنامہ اشرفیہ، انوار حافظ ملت نمبر نومبر، دسمبر 1992ء ص:50/49)

اسی طرح 1944ء میں جب آپ ہی کے شاگر درشید قائد اہل سنت، رئیس القلم علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے کلکتہ سے پندرہ روزہ "جام کوثر" کا پہلا شمارہ جاری فرمایا تو وہ رسالہ حافظ ملت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں بھی پہنچا جس پر آپ نے مسرت و شادمانی کا اظہار فرماتے ہوئے قائد اہل سنت علیہ الرحمہ کے نام مکتوب روانہ فرما یا، مکتوب ملاحظہ فرمائیں:

"آپ "کا جام کوثر" جمشید پور میں ملا تھا۔ جام کوثر کے متعلق یہ عقیدہ تھا اور ہے کہ ایک ہی جام پی کر پیاس ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گی۔ مگر آپ کا جام کوثر وہ ہے جس نے بے پناہ تشنگی بڑھادی۔ جی چاہتا ہے کہ اس کو پندرہ روزہ نہیں، ہفتہ وارانہ نہیں، روزانہ بار بار پیا جائے۔ یہ "جام کوثر" اپنی صوری و معنوی خوبیوں میں آپ اپنا نظیر ہے۔ پہلا ہی قدم اتنی بلندی پر ہے کہ چاروں طرف سے متوالے ٹوٹ پڑے، ہاتھوں ہاتھ لگی، جو پڑھتا ہے پرچہ نہیں دینا چاہتا، بہ دشواری ایک پرچہ مبارک پور تک لایا، بہ حفاظت اپنے پاس رکھا، مگر حضرت مولانا شاہ غلام آسی صاحب نے اس پر قبضہ کر لیا۔ امید ہے کہ وہ اس سے "جام کوثر" کا کچھ کام ہی کریں گے مگر میں بے جام ہی رہ گیا۔ میں چاہتا ہوں کہ سب پرچہ اپنے پاس رکھوں۔ میری دلی منشا اور قیمتی مشورہ ہے کہ مسلمان اس کو اس طرح اپنائیں کہ جام کوثر ہر مسلمان کے گھر میں رہے اور ہر ہر پرچہ محفوظ رہے۔ بفضلہ تعالیٰ آپ صاحب لسان ہونے کے ساتھ ساتھ پیکر ایثار و اخلاص ہیں۔ پھر جام کوثر کے ثبات و دوام میں کیا کلام ہو سکتا ہے؟ صرف استقلال کی ضرورت ہے۔ مولا تعالیٰ کرم فرمائے، بام عروج و ترقی کی انتہائی منزل پر گامزن فرمائے، آمین بجاسید المرسلین علیہ الی افضل الصلوٰۃ والسلام۔

(علامہ محمد احمد مصباحی احوال و افکار بحوالہ حیات حافظ ملت، اجمع الاسلامی، 489)

اس پورے مکتوب سے جہاں حافظ ملت علیہ الرحمہ کے علمی، ادبی اور اخلاقی ذوق کا اندازہ ہوتا ہے وہیں صحافتی بصارت و بصیرت کا بھی پتا لگتا ہے۔ سابق مدیر ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور حضرت مولانا بدر القادری مصباحی رحمۃ اللہ علیہ نے ماہنامہ اشرفیہ 1978ء کا اداریہ "ہندوستان میں سنی صحافت" کے زیر عنوان چند دہائیوں کے گزشتہ اور موجودہ رسائل و جرائد کا جائزہ لیتے ہوئے "استقامت کان پور" کے تعارفی حصے میں رقم طراز ہیں:

"استقامت جناب ظہیر الدین صاحب کی جفاکش محنتی اور مصائب بر دوش شخصیت سے عبارت ہے، اس غریب لفظ کو بھی چرخ صحافت کے سارے برجوں کی سیر کرنی پڑی۔ ابھی یہ پندرہ روزہ تھا، ہفتہ وار ہوا، پھر روز نامہ کی شکل اختیار کر گیا۔ انھی دنوں ظہیر صاحب مبارکپور بھی آئے اور بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور حضور حافظ ملت نے گولہ بازار میں لفظ "استقامت" پر اپنی عالمانہ اور نکتہ بارانہ تقریر فرمائی تھی اور ظہیر صاحب کو مبارک پور سے پچیس لائف ممبر دیے تھے اور خود مبارک پور کی گلی گلی پھر کر اس اخبار کو زندہ رکھنے کی سعی فرمائی تھی۔" ❋❋❋

ذکرِ جمیل

ام المومنین

سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

محمد اعظم مصباحی مبارک پوری

نام ونسب: امام زرقانی رحمہ اللہ کی روایت کے مطابق سیدہ صفیہ کا اسم مبارک ”زینب“ تھا لیکن جنگ خیبر میں جب مال غنیمت میں رسول اللہ ﷺ کے حصہ میں آئی تھیں اور عرب میں یہ دستور تھا کہ غنیمت کا جو حصہ امام یا بادشاہ کے لیے مخصوص ہوتا اسے ”صفیہ“ کہا جاتا تھا۔ اس لیے سیدہ بھی صفیہ کے نام سے مشہور ہوگئیں۔

سلسلہ نسب اس طرح ہے: صفیہ بنت حیی بن اخطب بن سعنہ بن ثعلبہ بن عبید بن کعب بن الخزرج بن ابی حبیب النضیر بن النحام بن تخوم۔

خاندانی پس منظر: ام المومنین صفیہ کا باپ حیی ابن اخطب قبیلہ بنی نضیر کا سردار تھا اس کا سلسلہ نسب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام تک پہنچتا ہے ماں کا نام ضرہ ہے یہ قبیلہ بنی قریظہ کے سردار کی بیٹی تھیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے، اسلام کی دعوت دی، لوگوں نے اسلام کو قبول کیا، مدینہ میں پہلے سے موجود مذہبی اثر رسوخ کے مالک یہود کے مذہبی وقار میں خاطر خواہ کمی آنے لگی۔ بت پرست مشرکوں میں تسلسل کے ساتھ پھیلتی ہوئی یہودیت، سکڑ گئی۔ دوسری طرف مکہ کے قریشی بدر میں ہلاک ہونے والے اپنے سرداروں کا انتقام لینے اور اسلام کو ختم کرنے کے لیے مدینہ کے یہودیوں کو اپنے ساتھ ملا رہے تھے۔ گویا مشرکین مکہ اور یہود مدینہ دونوں اسلام کو مٹانے کے لیے اکٹھے ہوگئے۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے قبیلے بنو نضیر نے ایک بار سازش کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر گرا کر قتل کرنا چاہا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس سازش کی اطلاع کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے راستے سے بحفاظت نکلنے میں کامیاب ہوگئے۔ دوسری بار قریش مکہ کے کہنے پر بنو نضیر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنا چاہا اور چال یہ چلی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ آپ تین آدمی لے کر ہمارے پاس تشریف لائیں۔ ہم بھی تین علما کو ساتھ لے کر آتے ہیں۔ آپ اسلام سمجھائیں اگر ہمارے علماء نے آپ کی دعوت کو تسلیم کر لیا تو ہم بھی ایمان لے آئیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منظور فرمایا۔ راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ تلواریں باندھ کر آپ کو قتل کرنے کے درپے ہیں۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ کیا۔ کئی دن تک یہ محاصرہ جاری رہا۔ لشکر اسلام نے ان کی معاشی قوت کے استیصال کے لیے ان کے باغات تک جلا دیے۔ جب یہ ہر طرف سے بے بس ہو گئے تو انہوں نے صلح کی درخواست کی۔ بالآخر بنو نضیر کو مدینہ سے جلاوطنی اختیار کرنے پر مجبور کیا گیا وہ اس شرط کے ساتھ راضی ہوئے کہ جس قدر مال واسباب اونٹوں پر لے جا سکیں، لے جانے دیں تو ہم مدینہ سے نکل جائیں گے۔ چنانچہ جلاوطنی پر مجبور ہونے والوں میں سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہ کے والد حیی بن اخطب اور سلام بن ابی الحقیق، کنانہ بن الربیع کے علاوہ چند دیگر لوگ بھی بنو نضیر سے خیبر کی طرف چلے گئے، وہاں لوگوں نے ان کا اس قدر احترام کیا کہ خیبر کا سردار تسلیم کر لیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع حضرت صفیہ سے فرمایا کہ بے شک تم ایک نبی کی بیٹی، ایک نبی کی بھتیجی اور ایک نبی کے عقد نکاح میں ہو۔

نکاح: سیدہ صفیہ کا پہلا نکاح سلام بن مشکم قرظی سے ہوا تھا وہ ایک نامور شاعر اور سردار تھا لیکن دونوں میاں بیوی میں بن نہ سکی، آخر کار سلام بن مشکم قرظی نے انہیں طلاق دے دی، طلاق کے بعد ان کے باپ نے ان کا نکاح بنو قریظہ کے ایک نامور سردار کنانہ بن ابی حقیق سے کر دیا جو ابو رافع تاجر حجاز اور خیبر کے رئیس کا بھتیجا تھا وہ بھی ایک شاعر تھا۔ 7 ہجری میں حضور انور ﷺ نے یہودیوں کی سازشوں کا قلع قمع کرنے کے لیے ان کے مرکز خیبر کا رخ کیا، یہیں

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

جنگ خیبر واقع ہوئی اور مسلمانوں کو تاریخی فتح و نصرت حاصل ہوئی اور ''القموص'' جیسا مضبوط قلعہ بھی مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔

کنانہ بن ابی الحقیق اپنے قلعہ ہی میں مارا گیا اس کے تمام اہل و اعیال کے ساتھ سیدہ صفیہ بھی قید ہوئیں اس جنگ میں سیدہ کے باپ، شوہر اور بھائی مارے گئے۔ دونوں شوہروں سلام بن مشکم اور کنانہ بن ابی حقیق سے سیدہ کے یہاں کوئی اولاد نہ تھی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح میں: حضرت صفیہ کی آنکھ کے بالائی حصے پر زخم کا نشان تھا ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس زخم کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے خواب دیکھا کہ چاند میری گود میں آگرا میں نے یہ خواب اپنے شوہر سے بیان کیا تو اس نے میرے چہرے پر زور دار طمانچہ رسید کرتے ہوئے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم یثرب کے بادشاہ کو چاہتی ہو اس کا اشارہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت صفیہ کے نکاح کی تفصیل یہ ہے کہ

سیدہ صفیہ جنگ خیبر میں قید ہو کر آئیں تھیں ان کا شوہر کنانہ بن ابی حقیق جنگ خیبر میں قتل ہو گیا بعض حضرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سیدہ صفیہ کے حسن و جمال کا تذکرہ کیا لیکن آپ نے کوئی توجہ نہ فرمائی۔ اسی اثناء میں حضرت دحیہ کلبی نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے ایک باندی عطا کر دیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کسی ایک باندی کا انتخاب از خود کر لو۔ انہوں نے حضرت صفیہ کو لے لیا۔ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، صفیہ بنو قریظہ کی رئیسہ ہیں ایک سردار کی بیوی اور ایک سردار کی بیٹی ہیں، خاندانی وقار اور وجاہت ان کے چہرے سے عیاں ہے۔

حالانکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کے لیے موزوں نہیں وہ تو صرف آپ ہی کے لیے سزاوار ہیں مقصود یہ تھا کہ عرب کی رئیسہ کے ساتھ عام عورتوں کا سا برتاؤ مناسب نہیں۔ چنانچہ سرور دو عالم ﷺ نے لوگوں کی نفسیات کا جائزہ لیتے ہوئے فرمایا کہ دحیہ کلبی کو بلاؤ، حضرت دحیہ کلبی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ صفیہ کو ایک نظر دیکھا اور حضرت دحیہ کلبی سے فرمایا: اے دحیہ: اس کی جگہ دوسری باندی پسند کر لو۔ پھر ان کی دلجوئی کی خاطر دوسری باندیوں کے بدلے سیدہ صفیہ کو ان سے خرید کر آزاد کر دیا اور اسلام کی دعوت پیش کی انہیں اختیار دے دیا کہ چاہیں تو اپنے گھر واپس چلی جائیں۔ یا اسلام قبول کر لیں تو ہمارے نکاح میں آجائیں، سیدہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے اپنے قلب کو اللہ و رسول پر ایمان کے نور سے منور کر لیا ہے اب میرا یہودیت اور اس کے علم برداروں سے کوئی تعلق نہیں پھر حضرت صفیہ نے شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کو پسند فرمایا۔ یہ نکاح مقام صہبا میں ہوا اور وہیں دعوت ولیمہ بھی ہوئی، صہبا سے واپسی کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں خود اونٹ پر سوار کیا اور اپنی عبا سے پردہ کیا۔

سیدہ صفیہ کا مہر: حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ صفیہ کو آزاد کرنے کے بعد ان سے نکاح فرمایا ثابت بنانی نے حضرت انس سے دریافت کیا کہ آپ نے سیدہ کا مہر کیا ادا فرمایا تھا؟ تو حضرت انس نے کہا کہ ان کو آزاد کرنا ہی مہر ٹھہرا تھا۔

مدینہ منورہ تشریف آوری: دعوت ولیمہ وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ تشریف لائیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کو حضرت حارث بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر ٹھہرایا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے حسن و جمال کا تذکرہ مدینہ کی عورتوں میں پھیل گیا چنانچہ ازواج مطہرات اور انصار و مہاجرین کی خواتین آپ کو دیکھنے کے لیے تشریف لائیں۔

حضرت فاطمہ سے محبت: اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بھی سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کے لیے تشریف لائیں۔ جب سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر ہیں تو انہوں نے اپنے کانوں کے جھمکے اور زیورات اتار کر ان کی خدمت میں پیش کیا اور ان کے ساتھ جو دوسری خواتین تشریف لائیں انہیں بھی کوئی نہ کوئی زیور تحفے میں دیا۔

فضل و کمال: ام المومنین سیدہ صفیہ میں بہت سے محاسن

اخلاق جمع تھے: 'وہ عورتوں میں بہت ہی زیادہ عقل مند تھیں''۔
علامہ زرقانی لکھتے ہیں:
''سیدہ صفیہ عقل مند، بردبار، تحمل والی اور فاضلہ تھیں''
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے چند حدیثیں مروی ہیں، جن کو حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ، اسحاق بن عبد اللہ بن حارث، مسلم بن صفوان، کنانہ اور یزید بن معتب وغیرہ نے روایت کیا ہے: دیگر ازواج کی طرح حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی اپنی زمانہ میں علم کا مرکز تھیں؛ چنانچہ حضرت صہیرہ رضی اللہ عنہا بنت جیفر حج کرکے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس مدینہ آئیں بہت سی عورتیں مسائل دریافت کرنے کی غرض سے بیٹھی ہوئی تھیں، صہیرہ رضی اللہ عنہا کا بھی یہی مقصد تھا، اس لیے انہوں نے کوفہ کی عورتوں سے سوال کرائے، ایک فتویٰ نبیذ کے متعلق تھا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو بولیں اہل عراق اس مسئلہ کو اکثر پوچھتے ہیں۔

اخلاق و کردار: حلم و تحمل ان کے باب فضائل کا نہایت جلی عنوان ہے، غزوۂ خیبر میں جب وہ اپنی بہن کے ساتھ گرفتار ہوکر آرہی تھیں تو ان کی بہن یہودیوں کی لاشوں کو دیکھ دیکھ کر چیخ اٹھتی تھیں، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے محبوب شوہر کی لاش سے قریب ہوکر گذریں؛ لیکن اب بھی اسی طرح پیکرِ متانت تھیں اور ان کی جبین تحمل پر کسی قسم کی شکن نہیں آئی، ایک مرتبہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ان کو یہودیہ کہا، ان کو معلوم ہوا تو رونے لگیں، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک کنیز تھی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جاکر ان کی شکایت کیا کرتی تھی؛ چنانچہ ایک دن کہا کہ ان میں یہودیت کا اثر آج تک باقی ہے، وہ یوم السبت کو اچھا سمجھتی ہیں اور یہودیوں کے ساتھ صلہ رحمی کرتی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تصدیق کے لیے ایک شخص کو بھیجا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ یوم السبت کو اچھا سمجھنے کی کوئی ضرورت نہیں، اس کے بدلے خدا نے ہم کو جمعہ کا دن عنایت فرمایا ہے؛ البتہ میں یہود کے ساتھ صلہ رحمی کرتی ہوں، وہ میرے خویش واقارب ہیں اس کے بعد لونڈی کو بلا کر پوچھا کہ تو نے میری شکایت کی تھی؟ بولی ہاں! مجھے شیطان نے بہکا دیا تھا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خاموش ہوگئیں اور اس لونڈی کو آزاد کردیا۔

رسولِ خدا ﷺ کا ادب واحترام اور عقیدت و محبت: آپ کے اسلام قبول کرنے کے بعد غزوۂ خیبر سے واپسی کے سفر میں جب سواری کے لیے اُونٹ قریب لایا گیا، تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے کپڑے سے پردہ کرایا اور زانوئے مُبارک کو قریب کیا تاکہ حضرتِ صفیہ رضی اللہ عنہا اس پر پاؤں رکھ کر اُونٹ پر سُوار ہوجائیں۔ لیکن آپ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زانوئے مُبارک پر پاؤں نہیں رکھا بلکہ گھٹنا رکھ کر سوار ہوئیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات میں تمام ازواج مطہرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تشریف لائیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بے چینی کی حالت میں دیکھا تو آپ کا دل بھر آیا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ''یارسول اللہ! کاش آپ کی بیماری مجھے ہوجاتی۔'' ازواج مطہرات نے ان کی طرف دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''واللہ وہ سچّی ہیں۔'' یعنی ان کا اظہار عقیدت سچے دل سے ہے۔

وِصال پر ملال: رَمَضانُ المُبارَک کے مہینے میں صحیح قول کے مُطابِق 50 ہجری کو آپ رضی اللہ عنہا نے اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا، یہ حضرتِ سیّدُنا امیر مُعاوِیہ رضیَ اللہُ عنہ کا دورِ حکومت تھا۔ بوقتِ وفات عمرمُبارَک 60 برس تھی۔ آپ کا مزار شریف مَدِیْنَۃُ المُنَوَّرَہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْماً کے مشہور قبرستان جَنّتُ البَقِیْع میں ہے۔

وصیت: آپ رضی اللہ عنہا نے اپنا ذاتی مکان اپنی زندگی میں ہی اللہ کی راہ میں صدقہ کردیا تھا البتہ ترکہ میں ایک لاکھ دراہم چھوڑے اور اس کے ایک تہائی کی وصیت اپنے بھانجے کیلیے کی۔ جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوا تھا۔ لوگ اس کو حصہ دینے میں شش وپنج کا شکار ہونے لگے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:
''لوگو! اللہ سے ڈرو اور صفیہ کی وصیت پوری کرو۔'' چنانچہ آپ کی وصیت پر عمل کیا گیا۔

ماٰخذ: بخاری شریف، ترمذی شریف، السمط الثمین فی مناقب امہات المؤمنین، المواہب اللدنیہ، الاصابۃ، الطبقات وغیرہ۔

✪✪✪✪

چراغِ خانہ

عورت کی معاشی جدوجہد اور اسلامی تعلیمات

تمنا مبین اعظمی

ہر دور اور ہر قوم میں مرد و زن کے سامنے اپنی معاشی ترقی کا مسئلہ رہا ہے۔ اور دور قدیم سے ہی عورتیں بھی مردوں کے شانہ بشانہ معاشی سرگرمیوں میں مشغول رہی ہیں۔ وقت، حالات اور مخصوص طرز فکر کی وجہ سے ان سرگرمیوں میں تبدیلیاں رونما ہوتی رہی ہیں۔ لیکن کسی بھی دور میں معاش کی تمام تر ذمہ داریاں عورت کے کاندھے پر نہیں ڈالی گئیں۔ کچھ استثنائی صورتیں ہر دور میں مل جائیں گی لیکن عمومی طور پر ضرورت زندگی کو مہیا کرنے اور اس کے لیے جدوجہد کرنے کو مرد پر لازم قرار دیا گیا۔ عورتیں معاش میں مختلف طریقے سے مردوں کا ہاتھ بٹاتی رہی ہیں۔ کھیتی باڑی، مویشی پالنے، کپڑا بننے، پتھر توڑنے، دایا، درزی، موچی، دھوبن اور کمہارن کے روپ میں اپنے خاندان کی آمدنی بڑھاتی رہی ہیں۔ دور حاضر نے تو اس قدر ”احسان“ کیا کہ ملازمت اور معاشی سرگرمیوں کا ہر میدان خواتین کے لئے کھول دیا گیا۔ چاہے آفس ہو یا فیکٹری، فوج اور پولیس کی نوکری ہو یا پائلٹ ڈاکٹر اور سائنسداں بننے کی بات ہو عورتوں کے لئے سارے راستے کھلے ہوئے ہیں۔ آج عورتیں ہر جگہ، ہر پوسٹ پر مل جائیں گی۔ وہ وزیر اعظم بھی بن رہی ہیں اور دل بہلانے کا ذریعہ بھی۔ عورت کی اس آزادی اور ترقی کے پیچھے مغرب کا وہ فلسفہ مساوات ہے کہ معاشی جدوجہد کرنا عورت کا فطری اور بنیادی حق ہے۔ وہ ہر شعبے میں مرد کی طرح حصہ لے سکتی ہے اس کے بغیر اسے معاشی استحکام حاصل نہیں ہو سکتا اور وہ ہمیشہ مرد کے ظلم و ستم کا نشانہ بنتی رہے گی اور سماج میں فروتر سمجھی جائے گی۔ اس آزادی سے عورتوں کو بہت سے فوائد حاصل ہوئے۔ انھیں اپنی صلاحیتوں اور قابلیتوں کو آزمانے کا موقع ملا۔ انھوں نے بہت سے ایسے کام کر دکھائے جس نے دنیا کو حیران کر دیا۔ مردوں کے ظلم و ستم اور تسلط سے بڑی حد تک نجات پالی۔ لیکن اس اندھادھند دوڑ نے بہت سے نقصانات کو بھی جنم دیا جس کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ خاندانی نظام کا شیرازہ بکھر گیا۔ ازدواجی رشتہ کمزور ہو گیا۔ بچے ماں کی محبت بھری تربیت سے محروم ہو گئے۔ فحاشی اور عریانیت کا سیلاب پھوٹ پڑا۔ معاشی جدوجہد اندھی ہوڑ میں تبدیل ہو گئی۔ ہل من مزید کی طلب نے اچھائی اور برائی کا فرق مٹادیا۔ برائیوں کے ساتھ ساتھ بہت سی بیماریاں بھی وجود میں آگئیں۔ مذہب، اخلاقی تعلیمات قصہ پارینہ بن گئیں۔ بچے وقت سے پہلے بڑے بن گئے۔ جس نے ان معصوموں کی زندگی کو جرائم کا پلندہ بنادیا۔ کیونکہ صحیح و غلط کا فرق بتانے والی ماں کو فرصت ہی نہ رہی۔ یہ نقصان بہت ہی شدید قسم کا ہے۔ خاندان جو سماج کی اکائی ہے، وہ نظام درہم برہم ہو گیا۔ اگر ان حالات کا تدارک نہ کیا گیا تو جلد ہی دنیا برائیوں کی آماجگاہ بن جائے گی۔

اسلامی تعلیمات: مرد و زن دو الگ صنف ہیں۔ دونوں کی جسمانی ساخت، فطری اور ذہنی صلاحیتیں الگ الگ ہیں۔ خدا تبارک و تعالیٰ نے دونوں کو الگ الگ مقاصد کے لئے پیدا کیا ہے۔ دونوں کے اندر کے کیمیائی مادّے بھی الگ ہوتے ہیں۔

جسمانی ساخت اور ہارمون کی یہ تفریق زندگی میں نہ صرف ان کے کردار کو الگ کر دیتی ہے بلکہ بہت سے کاموں میں دونوں کی ترجیحات مختلف ہو جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عورتیں تعلیم و تدریس نرسنگ، بچوں کی دیکھ بھال اور ڈاکٹری وغیرہ کے پیشے میں زیادہ دلچسپی ظاہر کرتی ہیں۔

مردوں اور عورتوں کے بارے میں اسلام کا بنیادی تصور یہ ہے کہ انھیں تقسیم کار کے ساتھ زندگی گزارنی چاہئے۔ معاشی جدوجہد کرنا اور اپنے اہل و عیال کی ضروریات کو پورا کرنا مرد پر فرض ٹھہرایا گیا۔ شادی سے پہلے لڑکی کے نان نفقہ کی ذمہ داری اس کے باپ یا ولی کی ہوتی ہے۔ شادی کے بعد شوہر کا فرض ہوتا ہے کہ وہ بیوی کو اپنی استطاعت کے مطابق گھر، کھانا، کپڑا اور دوسری ضروریات زندگی خوشدلی کے ساتھ مہیا کرے اور اس کے لئے تگ و دو اور کوشش کرے۔ بوڑھے ہونے پر یہ ذمہ داری بالغ بیٹوں پر آجاتی ہے کہ وہ اپنی ماں کو نفقہ دیں۔ عام حالات میں شریعت عورت کو نفقہ مہیا کرنے کی ذمہ داری سے بری کرتی ہے۔ عورت کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کے گھر مال اور اولاد کی نگرانی و نگہبانی کرے۔ بچوں کی تعلیم و تربیت اور دیکھ بھال کرے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اسلام عورتوں کو کسب معاش کے لئے نکلنے کو بالکل

ممنوع قرار دیتا ہے۔ بلکہ قرآن و حدیث اور اس سے مستنبط فقہاء کے اجتہادات میں خواتین کو شرعی حدود و قیود کو ملحوظ رکھتے ہوئے ملازمت کرنے کی اجازت ملتی ہے۔ قرآن مجید میں حضرت شعیب علیہ السلام کی دو صاحبزادیوں سے متعلق ایک واقعہ کا ذکر ملتا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ پانی کی ضرورت کی وجہ سے باہر جایا کرتی تھیں اور خود پانی بھر کر لاتی تھیں۔

اور مدین کے پانی پر جب آپ پہنچے تو دیکھا کہ لوگوں کی ایک جماعت وہاں پانی پلا رہی ہے اور دو عورتوں کو الگ کھڑی اپنے جانوروں کو روکتی ہوئی دیکھا، پوچھا کہ تمھارا کیا حال ہے، وہ بولیں جب تک یہ چرواہے واپس نہ لوٹ جائیں ہم پانی نہیں پلاتے اور ہمارے والد بہت بوڑھے ہیں۔" (القصص:23)

خود عہد نبوی کے واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں جہاد میں جو کہ اسلامی شریعت کے مطابق صرف مردوں کا کام ہے، میں بھی شرکت کرتی تھیں۔ یہ صحابیات زخمیوں کی دیکھ بھال، ان کا علاج معالجہ، نقل وحمل میں اعانت، سامان رسد کی فراہمی اور دوسری رفاہی خدمات انجام دیتی تھیں۔ چنانچہ حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

"ہم لوگ حضور کے ساتھ جہاد میں شریک رہتے تھے۔ قوم کو پانی پلاتے تھے اور ان کی خدمت کرتے تھے، نیز مقتولوں اور زخمیوں کو مدینہ لے جاتے تھے۔" (بخاری حدیث نمبر 2883)

اسی طرح حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے کہ غزوہ احد میں وہ اپنے پائینچے چڑھائے ہوئے اپنی پیٹھ پر مشکیزے لادے لاتی تھیں اور سپاہیوں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں اور جب مشکیزے خالی ہوجاتے تو پھر ان کو بھر کر لاتی تھیں۔ (بخاری کتاب الجہاد)

ان عورتوں نے موقع پڑنے پر شاندار جنگی صلاحیت اور فوجی خدمات کا مظاہرہ کیا۔ ان میں ام عمارہ، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی جنگی خدمات جو انھوں نے جنگ احد اور حنین وغیرہ میں انجام دیں وہ قابل تحسین ہیں۔

جہاد میں عورتوں کی شرکت کے بارے میں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ پردہ کے احکام کے نزول سے پہلے اور بعد میں بھی عورتیں اس جوش کے ساتھ جہاد میں حصہ لیتی رہی ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انھیں شرکت کرنے کی پوری اجازت دیتے۔

جہاد میں شرکت کے علاوہ عہد نبوی میں عورتوں کو اس وقت کے رائج کسب معاش کے ذرائع تجارت، زراعت، صنعت و حرفت اور مزدوری و اجرت کو اختیار کرنے کی پوری آزادی حاصل تھی۔ وہ صرف اپنی ضروریات کی تکمیل کے لیے ہی نہیں بلکہ اپنے معیار زندگی کو بلند کرنے کے لئے بھی معاشی جدوجہد کرتی تھیں۔ جن میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تجارت کا واقعہ بہت ہی معروف و مشہور ہے۔ آپ کا شمار قریش کی دولت مند خواتین میں ہوتا ہے۔ آپ کی تجارت شام و یمن کے بین الاقوامی مراکز کے علاوہ عرب کے مختلف بازاروں سے بھی ہوتی تھی۔ آپ مضاربت اور اجرت کی بنیاد پر مختلف مردوں سے تجارت و کاروبار کراتی تھیں اور نفع کماتیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی تجارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسل سے شادی کے بعد بھی جاری رہی جس میں آپ کی ذات مبارک بھی شریک تھی۔

مشہور سردار مکہ ابوجہل مخزومی کی ماں اسماء بنت مخربہ ثقفی دور جہالت اور عہد اسلامی میں گھر گھر عطر فروخت کرتی تھیں۔ ان کے ایک فرزند حضرت عبداللہ ابن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ یمن سے ان کے پاس عطر بھیجا کرتے تھے جسے وہ فروخت کرتی تھیں۔ (اسد الغابۃ، 5/452)

حضرت حولاء رضی اللہ عنہا ایسی عطر فروش تھیں کہ وہ "العطارہ" کے نام سے ہی مشہور ہوگئی تھیں۔ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خانہ مبارک میں آتی تھیں اور عطر فروخت کرتی تھیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے عطروں کی خوشبوؤں سے ان کو پہچان لیا کرتے تھے۔ (اسد الغابۃ 5/433-432)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی خالہ کو دوران عدت کھجوروں کے چند خوشے کاٹنے اور فروخت کرنے کا حکم دیا۔

کھیت جاؤ اور اپنے کھجور کے درخت کاٹو (اور فروخت کرو) اس رقم سے بہت ممکن ہے تم صدقہ و خیرات یا اور کوئی بھلائی کا کام کر سکو۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اسماء رضی اللہ عنہا جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات النطاقین کا لقب دیا وہ فرماتی ہیں کہ زبیر رضی اللہ عنہ سے شادی کے بعد میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عطیہ کردہ زمین جو انھوں نے زبیر رضی اللہ عنہ کو کاشت کرنے کے لیے دی تھی اس زمین سے میں کھجور کی گٹھلیاں لایا کرتی تھی۔ (بخاری)

تجارت اور زراعت میں حصہ لینے کے علاوہ عورتیں اس وقت کی صنعت و حرفت کو بھی اپنی معاشی آمدنی بڑھانے کے لئے ذریعہ کے طور پر استعمال کرتی تھیں۔

حضرت زینب بنت جحش اسدی خزیمی رضی اللہ عنہا ام المومنین ایک دستکار خاتون تھیں وہ طرح طرح کی چیزیں بنا کر انھیں فروخت کر دیتیں البتہ اس سے حاصل کردہ آمدنی صدقہ وخیرات کر دیا کرتی تھیں۔ (اسد الغابۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی ریطہ صنعت و حرفت سے واقف تھیں۔ اس کے ذریعے اپنے بچوں اور شوہر کے اخراجات پورے کرتیں۔ ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

میں ایک کاریگر عورت ہوں۔ چیزیں تیار کر کے فروخت کرتی ہوں۔ میرے شوہر اور بچوں کا (کوئی ذریعہ آمدنی نہیں ہے اس لئے) ان کے پاس کچھ نہیں ہے۔ (طبقات: ابن سعد)

خولہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہا سے ایک بار ان کے شوہر نے کہہ دیا کہ آج سے تمھاری حیثیت میری ماں کی سی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شوہر کو حکم دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت ملنے تک اپنی بیوی سے الگ رہیں۔ یہ سن کر خولہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

”اے اللہ کے رسول! ان کے پاس تو خرچ کے لیے کچھ بھی نہیں ہے، میں ہی ان پر خرچ کرتی ہوں۔“ (ابن سعد)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خولہ رضی اللہ عنہا کے پاس کوئی ذریعہ آمدنی تھا۔ ساتھ ہی یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ خود عہد نبوی میں بہت سے شوہر بیوی کا نان نفقہ مہیا کرنے سے قاصر تھے۔ ایسے میں خود بیوی اپنی کمائی سے بچوں اور شوہر پر خرچ کرتی تھی۔

ایک خالص نسوانی ذریعہ آمدنی رضاعت کا تھا۔ عورتیں دور جاہلیت میں بھی رضاعت کے ذریعہ آمدنی حاصل کرتی تھیں۔ ان میں مشہور ترین مرضعہ یقیناً دائی حلیمہ ہیں جنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پالا۔ اس کام کے ذریعہ رضاعی ماؤں کا ایک طبقہ آمدنی پاتا رہا۔ اس کے علاوہ کچھ اور پیشے بھی تھے جن میں عورتیں منسلک ہوتی تھیں جیسے مشاطہ، قابلہ، ختانہ، حاضنہ وغیرہ وغیرہ۔ ان سب کے ساتھ ساتھ بازار کے خالص مردانہ تجارتی کاروبار کی دیکھ بھال اور انتظام و انصرام کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاتون کا تقرر کیا تھا وہ تھیں حضرت شفا جو مدینہ کے ایک بازار کی افسر تھیں۔ (نبی اکرم اور خواتین ایک سماجی مطالعہ، ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی۔ ص156)۔

عہد رسالت میں عورتوں نے جس طرح معاشی جدوجہد کی اس کا مختصر سا مطالعہ یہ واضح کرنے کے لئے کافی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسب معاش کی پوری آزادی دی تھی۔ اس وقت کے رائج ذریعۂ معاش کو عورتیں بھی اختیار کرتی تھیں۔ ان کے ساتھ ساتھ اپنے حقوق کی حفاظت، دین کی دفاع و خدمت، تعلیم و تدریس، طب و جراحت وغیرہ میں بھی عورتیں پیش پیش نظر آتی ہیں۔

ان واقعات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ کام جو مردوں کے لئے جائز ہیں عورتیں بھی شرعی حدود و قیود کے ساتھ انھیں انجام دے سکتی ہیں۔ کیونکہ یہ انسانی ضرورت کا تقاضا ہے۔ بسا اوقات عورتوں کے لئے کسب معاش مجبوری بن جاتا ہے۔ کچھ ایسے پیشے بھی موجود ہیں جس میں عورتوں کے داخلہ سے معاشرے کی اجتماعی ضرورت پوری ہو سکتی ہے جیسے طبی خدمات، عورتوں کی مخصوص بیماریوں کے لئے خاص طور پر اگر عورت ڈاکٹر ہو تو یہ ایک سماجی خدمت کے ساتھ ساتھ فرض کفایہ کا درجہ بھی رکھتی ہے۔

یہ بات البتہ یاد رکھنے کی ہے کہ عورتوں کی ملازمت کے کچھ حدود و قیود ہیں۔ اسلام انھیں باہر نکلنے اور کام کرنے کی اجازت ان ہی حدود کے ساتھ دیتا ہے۔ ان حدود میں سے پہلا پردے کے احکام کی پیروی کرنا ہے۔ تقریباً تمام فقہائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عورت کا پورا بدن ستر ہے سوائے چہرے اور ہتھیلیوں کے۔ اختلاف صرف چہرے کے پردے کے سلسلے میں ہے۔ اگر چہرے کے پردہ نہ کرنے کی رعایت سے فائدہ بھی اٹھایا جائے تب بھی یہ ضروری ہے کہ باہر نکلے وقت عورت زیب و زینت سے احتراز کرے۔ ایسا لباس زیب تن نہ کرے جس سے اس کے جسمانی اعضا نمایاں ہوں یا اتنا باریک نہ ہو کہ جسم نظر آئے، ایسے زیورات سے احتراز کرے جس سے آواز پیدا ہوتی ہو۔ خوشبو جو دوسروں کو متوجہ کرے۔ اس کی ممانعت ہے۔ غض بصر کا حکم مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کے لیے بھی ہے۔ عورت کے لئے ضروری ہے کہ گھر سے باہر نکلتے وقت ان باتوں کو ملحوظ رکھے۔

دوسری حد اختلاط سے اجتناب ہے۔ اسلام بے محابا، بے وجہ اور بے قید اختلاط مرد و زن کا قائل نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ایک غیر محرم مرد اور ایک غیر محرم عورت تنہائی میں نہ ملا کریں۔

”حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا:...................... (باقی ص:15 پر)

فکر ونظر

شیخ عبد الحق محدث دہلوی

بزمِ دانش میں آپ ہر ماہ بدلتے حالات اور ابھرتے مسائل پر فکر و بصیرت سے لبریز نگارشات پڑھ رہے ہیں۔ ہم اربابِ قلم اور علمائے اسلام کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ دیے گئے موضوعات پر اپنی گراں قدر اور جامع تحریریں ارسال فرمائیں۔ غیر معیاری اور تاخیر سے موصول ہونے والی تحریروں کی اشاعت سے ہم قبل از وقت معذرت خواہ ہیں۔ از: مبارک حسین مصباحی

دسمبر 2023 کا عنوان: مسجد اقصیٰ اور فلسطین کی تاریخی اور دینی حیثیت

جنوری 2024 کا عنوان: شاعروں اور مقرروں کا متعین اوقات کی اجرت طے کرنا ــ شرعی نقطۂ نظر

شیخ محقق حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ

از: اعلیٰ حضرت ڈاٹ نیٹ

پیش نظر مضمون اچھی معلومات پر مشتمل ہے، اس میں رسم الخط وغیرہ کی اصلاح کر دی گئی ہے، ہماری خوش بختی ہے کہ ہم نے دو بار شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ کے مزار اقدس پر حاضری کی سعادت حاصل کی، اس وقت کے سجادہ نشیں اور خانقاہ کے ذمہ دار سے بڑے قریبی روابط ہو گئے۔ ان کی محبت اور دعوت پر ان کی قیام گاہ پر دعوت کھانے کا شرف بھی حاصل کیا۔ مزار شریف پر ایک بار کی حاضری اور دعوت میں محترم المقام ڈاکٹر شرر مصباحی مبارک پوری علیہ الرحمہ سرپرستی فرما رہے تھے۔ محترم میزبان فکر و تدبر کے حامل اور دور اندیش تھے، انھوں نے فرمایا: آپ فرمائیں کہ ہم دہلی کے رہنے والے ہیں شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی نسل سے ہیں تو ہم دہلوی لکھتے ہیں تو کیا یہ غلط ہے؟ ہم نے عرض کی بالکل صحیح لکھتے ہیں، پھر ہم سے بریلوی لکھنے کے لیے بعض لوگ کیوں زور دیتے ہیں۔ موصوف بڑی خوبیوں کی حامل شخصیت تھے، قانون اور سیاست میں بھی پکڑ رکھتے تھے، خانقاہ کے گیٹ پر ایک بڑے کمرے میں لائبریری بنا رکھی تھی، اس میں اہم کتب تھیں۔ ایک کتاب جو برسوں پہلے ہم نے ڈاکٹر شرر مصباحی کو دی تھی وہ بھی اس میں موجود تھی۔ اس کا موضوع امام احمد رضا محدث بریلوی کا سلام تھا، پاکستان کے ایک پروفیسر کی تحقیق و تنقید پر مشتمل تھی۔ کتاب ادبی تحقیق کی شاہ کار تھی، آغاز کر دیجیے اور ورق پلٹتے رہیے، یہ مطبوعہ پاکستان کسی محب نے بھیجی تھی، اللہ تعالیٰ ان سب پر فضل و کرم کی بارش فرمائے، آمین، بجاہ سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم۔ از: **مبارک حسین مصباحی**

شیخ محقق علی الاطلاق حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سیف الدین بن سعد اللہ بن شیخ فیروز بن ملک موسیٰ بن ملک معز الدین بن آغا محمد ترک بخاری کی ولادت ماہ محرم 958ھ/1551ء کو دہلی میں ہوئی۔ یہ سلیم شاہ سوری کا زمانہ تھا، مہدوی تحریک اس وقت پورے عروج پر تھی جس کے بانی سید محمد جونپوری تھے۔ شیخ کی ابتدائی تعلیم و تربیت خود والد ماجد کی آغوش ہی میں ہوئی۔ والد ماجد نے ان کو بعض ایسی ہدایتیں کی تھیں جس پر آپ تمام عمر عمل پیرا رہے، قرآن کریم کی تعلیم سے لے کر کافیہ تک والد ماجد ہی سے پڑھا۔

شیخ سیف الدین اپنے بیٹے کی تعلیم خود اپنی نگرانی میں مکمل کرانے کے لیے بے چین رہتے تھے، ان کی تمنا تھی کہ وہ اپنے جگر

گوشہ کے سینہ میں وہ تمام علوم منتقل کردیں جو انھوں نے عمر بھر کے ریاض سے حاصل کیے تھے، لیکن ان کی پیرانہ سالی کا زمانہ تھا، اس لیے سخت مجبور بھی تھے کبھی کتابوں کا شمار کرتے اور حسرت کے ساتھ کہتے کہ یہ اور پڑھالوں۔ پھر فرماتے۔

مجھے بڑی خوشی ہوتی ہے جس وقت یہ تصور کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو اس کمال تک پہنچادے جو میں نے خیال کیا ہے۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صرف تین ماہ میں پورا قرآن پاک مکمل قواعد کے ساتھ اپنے والد ماجد سے پڑھ لیا۔ اور ایک ماہ میں کتابت کی قدرت اور انشاء کا سلیقہ حاصل ہوگیا، اٹھارہ سال کی عمر میں آپ نے تمام علوم عقلیہ اور نقلیہ اپنے والد ماجد سے حاصل کر لیے۔ اس دوران آپ نے جید علمائے کرام سے بھی اکتساب علم کیا۔

شیخ محدث خود بے حد ذہین تھے، طلب علم کا سچا جذبہ تھا، بارہ تیرہ برس کی عمر میں شرح شمسیہ اور شرح عقائد پڑھ لی اور پندرہ برس کی عمر ہوگی، کہ مختصر و مطول سے فارغ ہوئے، اٹھارہ برس کی عمر میں علوم عقلیہ ونقلیہ کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جس کی سیر نہ کرچکے ہوں۔

عربی میں کامل دست گاہ اور علم کلام و منطق پر پورا عبور حاصل کرنے کے بعد شیخ محدث نے دانش مندان ماوراء النہر سے اکتساب کیا۔ شیخ نے ان بزرگوں کے نام نہیں بتائے، بہر حال ان علوم کے حصول میں بھی ان کی مشغولیت اور انہماک کا یہ عالم رہا کہ رات اور دن کے کسی حصہ میں فرصت نہ ملتی تھی۔

شیخ نے پاکیٔ عقل وخرد کے ساتھ ساتھ عفت قلب ونگاہ کا بھی پورا پورا خیال رکھا، بچپن سے ان کو عبادت وریاضت میں دلچسپی تھی، ان کے والد ماجد نے ہدایت کی تھی۔ ”ملائے خشک وناہموار نباشی“۔

چنانچہ عمر بھر ان کے ایک ہاتھ میں جام شریعت رہا اور دوسرے میں سندان عشق۔ والد ماجد نے ان میں عشق حقیقی کے وہ جذبات پھونک دیئے تھے جو آخر عمر تک ان کے قلب وجگر کو گرماتے رہے۔

اس زمانہ میں شیخ محدث کو علماء ومشائخ کی صحبت میں بیٹھنے اور مستفید ہونے کا بڑا شوق تھا، اپنے مذہبی جذبات اور خلوص نیت کے باعث وہ ان بزرگوں کے لطف وکرم کا مرکز بن جاتے تھے۔ شیخ اسحاق متوفی 989ھ سہروردیہ سلسلہ کے مشہور بزرگ تھے اور ملتان سے دہلی سکونت اختیار کرلی تھی، اکثر اوقات خاموش رہتے لیکن جب شیخ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تو بے حد التفات وکرم فرماتے۔

شیخ نے تکمیل علم کے بعد ہندوستان کیوں چھوڑا اس کی داستان طویل ہے، مختصر یہ کہ آپ کچھ عرصہ فتح پور سیکری میں رہے، وہاں اکبر کے درباریوں نے آپ کی قدر بھی کی لیکن حالات کی تبدیلی نے یوں کروٹ لی کہ اکبر نے دین الٰہی کا فتنہ کھڑا کر دیا۔ ابوالفضل اور فیضی نے اس دینی انتشار کی رہبری کی، یہ دیکھ کر آپ کی طبیعت گھبرا گئی، ان حالات میں ترک وطن کے سوا کوئی چارہ نہ تھا، لہذا آپ نے غیرت دینی سے مجبور ہوکر حجاز کی راہ لی۔

996ھ میں جب کہ شیخ کی عمر اڑتیس سال تھی وہ حجاز کی طرف روانہ ہوگئے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے تقریباً تین سال کا زمانہ شیخ عبدالوہاب متقی کی خدمت میں گذرا۔ ان کی صحبت نے سونے پر سہاگے کا کام کیا، شیخ نے علم کی تکمیل کرائی اور احسان وسلوک کی راہوں سے آشنا کیا۔

شیخ عبدالوہاب متقی نے آپ کو مشکوۃ کا درس دینا شروع کیا، درمیان میں مدینہ طیبہ کی حاضری کا شرف بھی حاصل ہوا اور پھر تین سال کی مدت میں مشکوۃ کا درس مکمل ہوا۔

اس کے بعد آداب ذکر، تقلیل طعام وغیرہ کی تعلیم دی اور تصوف کی کچھ کتابیں پڑھائیں۔ پھر حرم شریف کے ایک حجرہ میں ریاضت کے لیے بٹھادیا۔ شیخ عبدالوہاب متقی نے اس زمانہ میں ان کی طرف خاص توجہ کی۔ ان کا یہ دستور تھا کہ ہر جمعہ کو حرم شریف میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ جب یہاں آتے تو شیخ عبدالحق سے بھی ملتے اور ان کی عبادت وریاضت کی نگرانی فرماتے۔

فقہ حنفی کے متعلق شیخ محدث کے خیالات قیام حجاز کے دوران بدل گئے تھے اور وہ شافعی مذہب اختیار کرنے کا ارادہ رکھتے تھے، شیخ عبدالوہاب کو اس کا علم ہوا تو مناقب امام اعظم پر ایسا پر تاثیر خطبہ ارشاد فرمایا کہ شیخ محدث کے خیالات بدل گئے اور فقہ حنفی کی عظمت ان کے دل میں جاگزیں ہوگئی۔ حدیث، تصوف فقہ حنفی اور حقوق العباد کی اعلی تعلیم در حقیقت شیخ عبدالوہاب متقی کے قدموں میں حاصل کی۔

علم وعمل کی سب وادیوں کی سیر کرنے کے بعد شیخ عبدالوہاب متقی نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو ہندوستان واپس جانے کی ہدایت کی اور فرمایا۔ اب تم اپنے گھر جاؤ کہ تمھاری والدہ اور بچے بہت پریشان حال اور تمھارے منتظر ہوں گے۔

شیخ محدث ہندوستان کے حالات سے کچھ ایسے دل برداشتہ

ہو چکے تھے کہ یہاں آنے کو مطلق طبیعت نہ چاہتی تھی۔ لیکن شیخ کا حکم ماننا ازبس ضروری تھا، شیخ نے رخصت کرتے وقت حضرت سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک، پیراہن مبارک عنایت فرمایا۔

آپ 1000ھ میں ہندوستان واپس آئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب اکبر کے غیر متعیّن مذہبی افکار نے دین الٰہی کی شکل اختیار کرلی تھی۔ ملک کا سارا مذہبی ماحول خراب ہو چکا تھا۔ شریعت وسنت سے بے اعتنائی عام ہوگئی تھی۔ دربار میں اسلامی شعار کی کھلم کھلا تضحیک کی جاتی تھی۔

حجاز سے واپسی پر شیخ عبدالحق نے دہلی میں مسند درس وارشاد بچھادی۔ شمالی ہندوستان میں اس زمانہ کا یہ پہلا مدرسہ تھا جہاں سے شریعت وسنت کی آواز بلند ہوئی۔ درس وتدریس کا یہ مشغلہ آپ نے آخری لمحات تک جاری رکھا۔ انکا مدرسہ دہلی ہی میں نہیں سارے شمالی ہندوستان میں ایسی امتیازی شان رکھتا تھا کہ سیکڑوں کی تعداد میں طلبہ استفادہ کے لیے جمع ہوتے اور متعدّد اساتذہ درس وتدریس کا کام انجام دیتے تھے۔

یہ دارالعلوم اس طوفانی دور میں شریعت اسلامیہ اور سنت نبویہ کی سب سے بڑی پشت پناہ تھا، مذہبی گمراہیوں کے بادل چاروں طرف منڈلائے، مخالف طاقتیں بار بار اس دارالعلوم کے بام ودر سے ٹکرائیں لیکن شیخ محدث کے پائے ثبات میں ذرا بھی لغزش پیدا نہ ہوئی۔ آپ نے عزم واستقلال سے وہ کام انجام دیا جو ان حالات میں ناممکن نظر آتا تھا۔

شیخ نے سب سے پہلے والد ماجد سے روحانی تعلیم حاصل کی تھی اور انہیں کے حکم سے حضرت سید موسیٰ گیلانی کے حلقہ مریدین میں شامل ہوئے۔ یہ سلسلہ قادریہ کے عظیم المرتب بزرگ تھے۔ مکہ معظمہ سے بھی سلسلہ قادریہ، چشتیہ، شاذلیہ اور مدینیہ میں خلافت حاصل کی۔

ہندوستان واپسی پر حضرت خواجہ باقی باللہ کے فیوض وبرکات سے مستفید ہوئے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کی ذات گرامی احیائے سنت اور اماتت بدعت کی تمام تحریکوں کا منبع ومخرج تھی۔ ان کے ملفوظات ومکتوبات کا ایک ایک حرف ان کی مجد دانہ مساعی، بلندی فکر ونظر کا شاہد ہے۔

شیخ کا قلبی اور حقیقی تعلق سلسلہ قادریہ سے تھا، ان کی عقیدت وارادت کا مرکز حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ان کے دل ودماغ کا ریشہ ریشہ شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے عشق میں گرفتار تھا، یہ سب کچھ آپ کی تصانیف سے ظاہر وباہر ہے۔

حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد عقیدت ومحبت تھی۔ اسی عقیدت ومحبت کی بنا پر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے والی ہر شے سے محبت رکھتے تھے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب بھی مدینہ شریف حاضر ہوتے تو اپنے جوتے اتار دیتے اور ننگے پائوں رہتے۔ آپ نے تین سال حجاز مقدس میں قیام فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چار مرتبہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی سلیم شاہ بنوری کے عہد میں پیدا ہوئے اور شاہجہاں کے سنہ جلوس میں وصال فرمایا۔

اکبر، جہانگیر اور شاہجہاں کا عہد انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور حالات کا بغور مطالعہ کیا تھا لیکن انہوں نے کبھی سلاطین یا ارباب حکومت سے کوئی تعلق نہ رکھا۔ عمر بھر گوشہ تنہائی میں رہے۔

وصال شریف: 21 ربیع الاول 1052ھ کو یہ آفتاب علم جس نے چورانوے سال تک فضائے ہند کو اپنی ضوفشانی سے منور رکھا تھا غروب ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی وصیت کے مطابق حوض شمسی کے کنارے سپرد خاک کیا گیا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی دعا: اے اللہ! میرا کوئی عمل ایسا نہیں جسے تیرے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں، میرے تمام اعمال فساد نیت کا شکار ہیں البتہ مجھ فقیر کا ایک عمل محض تیری ہی عنایت سے اس قابل (اور لائق التفات) ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقع پر کھڑے ہوکر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی و انکساری، محبت و خلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجتا ہوں۔

اے اللہ! وہ کون سا مقام ہے جہاں میلاد پاک سے بڑھ کر تیری طرف سے خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے؟ اس لیے اے ارحم الراحمین مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی رائیگاں نہیں جائے گا بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا اور جو کوئی درود وسلام پڑھے اور اس کے ذریعے سے دعا کرے وہ کبھی مسترد نہیں ہوسکتی۔ (اخبار الاخیار: 624)

تصانیف: آپ کی تصانیف سو سے زائد شمار کی گئی ہیں، المکاتیب والرسائل کے مجموعہ میں 68 رسائل شامل ہیں، انکو ایک

کتاب شمار کرنے والے تعداد تصنیف پچاس بتاتے ہیں۔

آپ نے بیسوں موضوعات پر لکھا لیکن آپ کا اصل وظیفہ احیاء سنت اور نشر احادیث رسول تھا، اس لیے اس موضوع پر آپنے ایک درجن سے زیادہ کتابیں تصنیف فرمائیں، چند کتابیں نہایت مشہور ہیں۔

اشعۃ اللمعات ۔اشعۃ اللمعات فارسی زبان میں مشکوۃ کی نہایت جامع اور مکمل شرح ہے۔شیخ محدث نے یہ کارنامہ چھ سال کی مدت میں انجام دیا۔

لمعات التنقیح ۔عربی زبان میں مشکوۃ کی شرح ہے، دو جلدوں پر مشتمل، فہرست التوالیف میں شیخ نے سر فہرست اسکا ذکر کیا ہے، اشعۃ اللمعات کی تصنیف کے دوران بعض مضامین ایسے پیش آئے جن کی تشریح کو فارسی میں مناسب نہ سمجھا کہ یہ اس وقت عوام کی زبان تھی، بعض مباحث میں عوام کو شریک کرنا مصلحت کے خلاف تھا، لہذا جو باتیں قلم انداز کر دی تھیں وہ عربی میں بیان فرمادیں۔ لمعات میں لغوی، نحوی مشکلات اور فقہی مسائل کو نہایت عمدہ گی سے حل کیا گیا ہے۔علاوہ ازیں احادیث سے فقہ حنفی کی تطبیق نہایت کامیابی کے ساتھ کی گئی ہے۔ اسی طرح دوسری تصانیف حدیث واصول پر آپکی بیش بہا معلومات کا خزانہ ہیں۔

اخبار الاخیار ۔حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی مشہور و معروف تصنیف اخبار الاخیار میں ہند و پاک کے تقریبًا تین سو اولیاے کرام و صوفیائے عظام کا مشہور و مستند تذکرہ ہے جس میں علما و مشائخ کی پاکیزہ زندگیوں کی دل آویز داستانیں پوری تحقیق سے لکھی گئی ہیں۔

ان کے علاوہ، مدارج النبوۃ، ما ثبت من السنۃ، جمع البحرین زاد المتیقین، شرح اسماء الرجال بخاری وغیرہ۔

شیخ کی علمی خدمات کے ساتھ عظیم خیانت: شیخ کی علمی خدمات کا ایک شاندار پہلو یہ ہے کہ انھوں نے تقریبًا نصف صدی تک فقہ و حدیث میں تطبیق کی اہم کوشش فرمائی۔ بعض لوگوں نے اس سلسلہ میں ان کی خدمات کو غلط رنگ میں پیش کیا ہے۔

مثلا نواب صدیق حسن خاں نے لکھا: فقیہ حنفی وعلامہ دین حنفی است، اما بمحدث مشہور است۔

شیخ محقق فقہاے احناف سے تھے اور دین حنیف کے زبر دست عالم لیکن محدث مشہور ہیں۔

یعنی یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ شہرت واقعی نہ تھی، گویا محدث ہونا اسی صورت میں متصور ہوتا ہے جب کسی امام کی تقلید کا قلادہ گردن میں نہ ہو۔

مزید لکھا: دستگاہش در فقہ بیشتر از مہارت در علوم سنت سنیہ ست۔ولہذا جانب داری اہل رائے جانب او گرفتہ۔ معہذا جابجا حمایت سنت صحیحہ نیز نمودہ۔طالب علم راباید کہ در تصانیف وے ”خذما صفا ودع ماکدر“ پیش نظر دارد وزلات تقلید اورا بر محامل نیک فرود آرد۔از سوء ظن در حق چنیں بزرگواراں خود رادور گرداند۔

شیخ علم فقہ میں بہ نسبت علوم سنت زیادہ قدرت رکھتے تھے، لہذا فقہاء رائے زیادہ تر ان کی حمایت کرتے ہیں، ان تمام چیزوں کے باوجود انہوں نے سنن صحیحہ کی حمایت بھی کی ہے۔ لہذا طالب علم کو چاہیئے کہ ان کی صحیح باتیں اختیار کرے اور غیر تحقیق باتوں سے پرہیز کرے۔لیکن ان کے تقلیدی مسائل کو اچھے مواقع و محامل پر منطبق کرنا چاہیئے۔اسے بزرگوں سے بدگمانی اچھی چیز نہیں۔

اہل علم پر واضح ہے کہ یہ راے انصاف و دیانت سے بہت دور اور پر تشدد خیالات کو ظاہر کرتی ہے۔

شیخ محدث کا اصل مقصد یہ تھا کہ فقہ اسلامی کو عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جانا چاہیئے۔اس لیے کہ اس کی بنیاد قرآن وحدیث پر ہے اور وہ ایک ایسی روح کی پیداوار ہے جس پر اسلامی رنگ چیڑھا ہوا ہے، خاص طور پر فقہ حنفی پر یہ اعتراض کہ وہ محض قیاس اور رائے کا نام ہے بالکل بے بنیاد ہے، اس کی بنیاد مستحکم طور پر احادیث پر رکھی گئی ہے۔ مشکوۃ کا گہرا مطالعہ فقہ حنفی کی برتریت کو ثابت کرتا ہے۔

ایسے دور میں جب کہ مسلمانوں کا سماجی نظام نہایت تیزی سے انحطاط پذیر ہو رہا تھا۔جب اجتہاد گمراہی پھیلانے کا دوسرا نام تھا، جب علماء سو کی حیلہ بازیوں نے بنی اسرائیل کی حیلہ ساز فطرت کو شرما دیا تھا، سلاطین زمانہ کے درباروں میں اور مختلف مقامات پر لوگ اپنی اپنی فکر و نظر میں الجھ کرامت کے شیرازہ کو منتشر کر رہے تھے تو ایسے وقت میں خاص طور پر کوئی عافیت کی راہ ہو سکتی تھی تو وہ تقلید ہی تھی، اس لیے کہ: مضمحل گردد چو تقویم حیات ملت از تقلید می گیرد ثبات۔

رہا علم حدیث تو اس کی اشاعت کے سلسلہ میں شیخ محقق کا تمام اہل ہند پر عظیم احسان ہے خواہ وہ مقلدین ہوں یا غیر مقلدین۔ بلکہ غیر مقلدین جو آج کل اہل حدیث ہونے کے دعوی دار ہیں ان کو تو خاص طور پر مرہون منت ہونا چاہیے کہ سب سے پہلے علم حدیث

کی ترویج واشاعت میں نمایاں کردار شیخ ہی نے ادا کیا بلکہ اس فن میں اولیت کا سہرا آپ ہی کے سر ہے۔ آج کے اہل حدیث خواہ اس کا انکار کریں لیکن ان کے سرخیل مولوی عبدالرحمن مبارکپوری مقدمہ شرح ترمذی میں لکھتے ہیں۔

حتی من اللہ تعالیٰ علی الھند بافاضۃ ھذا العلم علی بعض علمائھا ، کالشیخ عبدالحق بن سیف الدین الترک الدھلوی المتوفی سنۃ اثنتین وخمسین والف وامثالھم وھو اول من جاء بہ فی ھذاالاقلیم وافاضہ علی سکانہ فی احسن تقویم .ثم تصدی لہ ولدہ الشیخ نورالحق المتوفی فی سنۃ ثلاث وسبعین والف ، وکذلک بعض تلامذتہ علی القلۃ ومن سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجرمن عمل بھا ، کما اتفق علیہ اھل الملۃ .

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہندوستان پر احسان فرمایا کہ بعض علماے ہند کو اس علم سے نوازا۔ جیسے شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی 1052ھ وغیرہ۔ یہ پہلے شخص ہیں جو اس ہندوستان میں یہ علم لائے اور یہاں کے باشندگان پر اچھے طریقے سے اس علم کا فیضان کیا۔ پھر ان کے صاحب زادے شیخ نورالحق متوفی 1073ھ نے اس کی خوب اشاعت فرمائی۔ اسی طرح آپ کے بعض تلامذہ بھی اس میں مشغول ہوئے۔ لہٰذا جس نے اچھا طریقہ ایجاد کیا اس کو اس کا اجر ملے گا اور بعد کے ان لوگوں کا بھی جو اس پر عمل پیرا رہے، جیسا کہ اہل اسلام کا اس پر اتفاق ہے۔

غرض یہ بات واضح ہو چکی کہ شیخ محقق علی الاطلاق محدث دہلوی نے علم حدیث کی نشرواشاعت کا وہ عظیم کارنامہ انجام دیا ہے جس سے آج بلا اختلاف مذہب ومسلک سب مستفید ہیں، یہ دوسری بات ہے کہ اکثر شکر گذار ہیں اور بعض کفران نعمت میں مبتلا ہیں۔

آپ کی اولاد امجاد اور تلامذہ کے بعد اس علم کی اشاعت میں نمایاں کردار ادا کرنے والے آپ کے صاحبزادگان ہیں جن کی علمی خدمات نے ہندوستان کو علم حدیث کے انوار وتجلیات سے معمور کیا۔

(شیخ محدث دہلوی۔ مقدمہ اخبار الاخیار)

میرِ عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے

شاہ سہیل فریدی

وطن عزیز ہندوستان میں جہاں سے میر عرب کو ٹھنڈی ہوا آئی ان میر عرب کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ جن کو احادیث نبوی ﷺ کہا جاتا ہے) کی گراں قدر خدمات جن علمائے ربانیین نے انجام دیں ان میں تین ہندی علماء کے نام سرفہرست آتے ہیں جن کی علمی جلالت کا عالم معترف ہے وہ تین علمائے حق یہ ہیں:-

(1) مولانا شیخ رضی الدین حسن محدث صغانی ثم بدایونی متوفی (650ہجری) (2) شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی (1052 ہجری) (3) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی (1176ہجری)۔

شیخ عبدالحق محدث محرم، (958ہجری) مطابق (1551ء) میں دہلی میں پیدا ہوئے اور (1052ہجری) کو دہلی میں وفات پائی آپ نے زندگی کی 94 بہاریں دیکھیں، آپ کے والد کا نام سیف الدین قادری ہے وہ عالم اور درویش صفت انسان تھے اور شعری ذوق سخن رکھتے تھے شیخ کے حالات اختصار سے تحریر کرنے کے لیے آپ کے مزار کے سرہانے لگے کتبہ کا سہارا لیتے ہیں آپ کا مزار شریف مہرولی میں شمسی تالاب کے پاس اولیاء مسجد کے پیچھے ہے مزار شریف پر قدیمی گنبد بنا ہوا ہے سرہانے میں اونچائی پر ایک بڑی لوح نسب ہے جس پر آپ کے مختصر حالات لکھے ہوئے ہیں یہ فارسی میں ہیں ہم اس کا عام فہم ترجمہ لکھ رہے ہیں یہ لوح آپ کے صاحب زادہ وجانشین شیخ نور الحق محدث قاضی آگرہ نے آپ کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے نصب کرائی شیخ کی وصیت تھی کہ اگر مصلحت دانند لوحے قائم کنند کے دروے تاریخ ولادت وفوت بابرخے از احوال تحصیل وسفر واقات آں را باختصار نوشتہ بکنند۔ آپ نے یہ بھی وصیت فرمائی کہ قبر وسعی بکنند تجاوز از حد اعتدال و درون قبر گچ بکنند۔ دیوار ہائے اور بخشت خام بر آرند وبدیوار بالیں طاق بسازند وشجرۂ پیراں دراں نہند۔ وصیت کے مطابق شیخ نورالحق نے نماز جنازہ پڑھائی اور مزار پر یہ کتبہ نصب کرایا۔

(حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ 150)

سجادہ نشیں خانقاہ فریدیہ، بدایوں شریف

تیسیر القاری شرح صحیح البخاری کے مؤلف شیخ نورالحق محدث نے دونوں وصیت پر عمل کیا قبر کو وسیع بنایا اعتدال سے کام لیا اور قبر کے اندر چونے اور مسالے کا استعمال نہیں کیا قبر کے سرہانے طاق بنائیں اور اس میں پیروں کے شجرات رکھے اور مزار کے سرہانے کتبہ نصب کرایا یہ کتبہ اونچائی پر ہے اس کی عبارت نہایت جامع اور مکمل ہے اس کو پڑھ کر قاری کو ایک نظر میں آپ کے حالات سے واقفیت ہوجاتی ہے۔

ابو المجد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے شیخ وقت اور مقتدائے زمانہ تھے۔ آپ کی پرواز بلند تھی آپ کے مختصر حالات یہ ہیں کہ ابتدائی دور سے ہی اللہ تعالی کی عبادت اور حصول علم میں مشغول رہے، عہد جوانی کے قریب پہنچے تو اکثر علوم پر دسترس حاصل کرلی تھی بائیس سال کی عمر میں ان سے فراغت حاصل کرلی اس کے بعد قران مجید حفظ کیا اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آغاز جوانی ہی سے آپ کے دل میں شوق الہی تھا اچانک دوست احباب اور وطن سے دل بیزار ہوا اور حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ ایک طویل عرصے تک ان مقامات مقدسہ میں قیام پذیر رہے اور زمانے کے اقطاب اور اولیاے کبار کی صحبت میں رہے۔ ان مقامات سے واپسی پر آپ کو تصوف، طریقت، معرفت کے طالبوں کی تلقین کرنے کی خصوصیت یعنی اجازت و خلافت سلاسل حاصل ہوئی اس کے علاوہ آپ کو فن حدیث پر بھی عبور حاصل ہوا۔ یہ تمام نعمتیں اور برکات لے کر آپ اپنے وطن دہلی شریف واپس آئے باون (52) سال تک یکسوئی کے ساتھ یہاں مقیم رہے اور اپنے صاحب زادگان اور طالبان علم کی تربیت کی۔ مختلف علوم اور خاص طور پر حدیث کی اشاعت میں مصروف رہے اور ایسا ممتاز منفرد مقام حاصل کیا کہ اولین اور متاخرین علما میں سے کوئی بھی آپ کا ثانی نہ تھا۔ علمی فنون خاص کر فن حدیث پر بڑی معتبر کتابیں لکھیں۔ علمائے زمانہ نے آپ کی تصنیفات کا بغور مطالعہ کیا اور ان کو اپنا دستور العمل بنایا۔ عوام و خواص میں علم دوست لوگ آپ کی تصنیفات حاصل کرتے ہیں۔ اس عالی نسب اور فیض بخش شخصیت کی بڑی اور چھوٹی تصنیفات 100 ہیں اور سطور کی تعداد پانچ لاکھ ہیں ماہ محرم (958ھ) میں آپ کے ظہور پر نور کا سایہ اس دنیا پر پڑا اور(ھ) میں پوری آگاہی اور کشادہ پیشانی کے ساتھ آپ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ آپ کی تاریخ ولادت شیخ اولیاء (958ھ) اور تاریخ رحلت (1052ھ) فخر عالم ہے۔

اس لوح میں شیخ کے بیزار دل ہونے کا تحریر ہے۔ اس بارے میں پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں کہ آخر وہ ہندوستان میں اپنے آپ کو بے خانماں کیوں سمجھتے تھے؟ اور وہ وحشت جس کا ذکر انہوں نے زادالمتقین میں کیا ہے ان کو ہندوستان میں کیوں محسوس ہونے لگی تھی؟ شیخ عبدالوہاب کی خدمت میں پہنچ کر انہوں نے اس وحشت کا سبب اس طرح بیان کیا یا سیدی میں وہ شخص ہوں جو بچپن ہی سے تحصیل علم اور عبادت گزاری کی محنت اور ریاضت میں پلا ہوں میں کبھی عام لوگوں کی صحبت اور میل جول کو خاطر میں نہیں لایا اور جب اللہ کے کرم سے مجھے علم کا اچھا خاصہ حصہ مل گیا اور میں نے اپنی ضروریات یہاں کی چیزوں سے پوری کرلی تو بعض اہل حقوق نے مجھے دنیا دار لوگوں کی طرف بلایا چنانچہ بادشاہ وقت اور امراء کے پاس گیا، انھوں نے میری طرف توجہ کی، میرا رتبہ بلند کیا اور یہ ارادہ کیا کہ میرے ذریعہ اپنی جماعت بڑھائیں اور مجھ کمزور سے اپنی طاقت مضبوط کریں، پس اللہ نے مجھے محفوظ رکھا اور ان کے ساتھ مجھے نہ چھوڑا، اپنے بندہ کے دل میں ایک جذبہ پیدا کیا جس نے اس مقام شریف تک پہنچایا (حیات شیخ عبدالحق دہلوی ص 91-92)۔

شیخ عبدالوہاب متقی نے آپ کو حضرت غوث الثقلین کا پیراہن مبارک عطا کیا اور فرمایا بیکار نباشد وازیں جانب امداد انوار ان شاءاللہ متوالی خواہد بود۔ شیخ نے مکہ معظمہ میں قیام کے دوران خواب میں دیکھا کہ نبی کریم ﷺ ایک تخت پر جلوہ افروز ہیں اور حدیث شریف کا درس دے رہے ہیں۔ آپ نے دہلی آکر ایک مدرسہ قائم کیا اور حدیث کا درس دینا شروع کیا۔ یہ شمال ہند میں پہلا مدرسۃ الحدیث تھا، اس نے بڑا کام کیا اور برصغیر میں حدیث شریف کا خوب چرچا ہوا، حضرت شیخ اکبر کے دور میں ہندستان آئے، یہاں کے اسلامی ماحول میں پراگندگی آگئی تھی۔ ایک طرف مہدوی تحریک کا زور تھا دوسری طرف اکبر اور اس کے ہم نوا دین میں نئی نئی باتیں شامل کررہے تھے، شیخ فکر مند ہوئے آپ نے عقیدہ کو درست رکھنے اور ایمان کی تکمیل کے لیے رسالہ تکمیل الایمان لکھا۔ آپ نے کثیر موضوعات پر خامہ سرائی کی۔ شاید ہی کوئی ایسا موضوع ہو جس پر آپ کی تصنیف نہ ہو، شیخ میں بہت سی خوبیاں تھیں آپ معلم، مدرس، مصنف مترجم اور شاعر کے ساتھ عارف باللہ ولی کامل، شیخ طریقت اور صوفی باصفا تھے آپ کا نام رہتی دنیا تک روشن رہے گا اور آپ کی خدمات کو اہل علم سراہتے رہیں گے۔ ❊❊❊

گوشۂ ادب

تکلّف برطرف اب قمر اعظمی سے ملیے

مبارک حسین مصباحی

باغ فردوس کی علمی کہکشاں میں ایک قمر بھی ہے، جسے ہم بڑے ادب سے مفکر اسلام حضرت علامہ قمر الزماں اعظمی مدظلہ العالی کہتے ہیں۔ فلک کے قمر کی طرح قمر اعظمی بھی آفاقیت اور خوش گوار ٹھنڈی روشنی کا استعارہ ہے۔حسن فطرت اگر صورت جسمیہ میں سمٹ جائے تو اسے چاند سا پیکر کہتے ہیں اور اگر خطابت فکر وفن کی جمالیات کے ساتھ کسی پیکر میں ٹھہر جائے تو اسے قمر اعظمی کہتے ہیں۔

سنا ہے بولتے ہیں وہ تو پھول جھڑتے ہیں
اگر ہے سچ تو چلو بات کر کے دیکھتے ہیں

مجھے بارہا علامہ کی محفل میں بیٹھنے اور بات کرنے کا شرف ملا ہے۔ یہ 26 جنوری 2011ء کی بات ہے تنظیم ابنائے اشرفیہ ممبئی کے زیر اہتمام عروس البلاد میں مجاہد آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی کا نفرنس تھی۔ نماز ظہر سے قبل کانفرنس کا پہلا دور ختم ہو چکا تھا۔ دوسرے دور میں میری تقریر کے بعد علامہ اعظمی کا آخری اور خصوصی خطاب ہونا تھا۔ علامہ صاحب تنظیم کے آفس میں جلوہ افروز تھے۔ اسٹیج پر جانے سے پہلے جب میں ان کی محفل میں حاضر ہوا تو انھوں نے اپنی روایتی بلند اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خوش آمدید کہا۔ علامہ اعظمی کی زیارت کا شرف ہم بار بار حاصل کر چکے ہیں لیکن اس بار ہم نے انھیں ایک فکر انگیز کتاب کی طرح پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کی، واقعی اس نستعلیق جمالیاتی پیکر کی ہر ادا کسی فکری کتاب کی طرح فکر انگیز نظر آئی اور کتاب حیات سے زیادہ کتاب کے بین السطور معارف سے لبریز نظر آئے۔ جب وہ بولتے ہیں تو ان کے لبوں سے پھولوں کے ساتھ فکروں کے گہر بھی ٹپکتے ہیں، جب وہ مسکراتے ہیں تو صرف لب ہی خنداں نہیں ہوتے بلکہ ان کے کتابی چہرے کی ہر سطر مسکراتی ہے۔ آنکھوں کی جھیل میں حکمتوں کے اسرار تیرتے نظر آتے ہیں اور درخشاں پیشانی پر عظمتوں کے نشانات بہت دور سے پڑھے جا سکتے ہیں اور خاص بات یہ کہ گفتگو کسی بھی موضوع پر ہو دل کا رخ تو مدینے کی طرف ہوتا ہے اور پھر باتوں باتوں میں پوری محفل عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو میں نہا جاتی ہے۔

اگر اس مقام پر ہم ان کے علمی قد زیبا کی بات کریں تو چند جملوں میں اس طرح بیان کر سکتے ہیں کہ علامہ اعظمی بیک وقت خطیب بھی ہیں ادیب بھی، معلم بھی ہیں، عالمی مبلغ بھی، مفکر بھی ہیں، حکیم امت بھی، نیک سیرت بھی ہیں، بلند اخلاق بھی، عاشق رسول بھی ہیں، پابند شریعت بھی۔ ورلڈ اسلامک مشن برطانیہ کے جنرل سکریٹری بھی ہیں اور جامعہ اسلامیہ روناہی انڈیا کے سربراہ بھی۔ یہ اوصاف اور کارنامے علامہ اعظمی کی فکر و شخصیت کی تنویریں ہیں۔

ذکر تھا علامہ اعظمی کی محفل کا۔ میں نے اسٹیج پر جانے کے لیے اجازت طلب کی تو فرمانے لگے کہ میں بھی چلتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ اسی وقت اسٹیج پر تشریف لے جائیں۔ میں نے عرض کیا، آپ ابھی جا کر کیا کریں گے۔ فرمایا: آپ کی تقریر سنوں گا۔ میرے مختلف لطائف الحیل کے باوجود علامہ اعظمی صاحب رونق اسٹیج ہو ہی گئے اور پھر مجھے ان کی موجودگی میں جبراً تقریر کرنے کا اور مجبوراً شرف حاصل کرنے کا موقع ملا۔ آخری خطاب علامہ اعظمی نے فرمایا۔ کانفرنس کے اختتام پر جب ہجوم کم ہوا تو مجھے یاد فرمایا اور ایک نعتیہ مجموعہ بنام **"خیابان مدحت"** عطا فرمایا۔ کتاب کے مصنف کی جگہ "قمر الزماں قمر اعظمی" دیکھ کر میں ورطۂ حیرت میں ڈوبتا چلا گیا۔ میں نے عالم حیرت میں کئی بار کتاب کے چہرے کو ان کے کتابی چہرے سے ملانے کی کوشش کی۔ جب قلبی اطمینان نہیں ہوا تو پوچھ ہی ڈالا، کیا آپ شاعر بھی ہیں؟ آپ نے نعت نگاری کب شروع فرما دی؟ علامہ اعظمی میرے حیرت بھرے تمام سوالات کے جواب میں صرف مسکراتے رہے۔ علامہ اعظمی تو نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش بو بکھیر کر رخصت ہو گئے، مگر میرے خیالوں میں غور و فکر کا ایک طوفان چھوڑ گئے۔ میرا ذہن کسی طرح یہ قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہو سکا کہ خطیب اعظم علامہ قمر الزماں اعظمی قمر اعظمی بھی ہیں۔ ان کے علم و فن کی بلندی ہمیں تسلیم ہے۔ ان کے کردار کی عظمت پر قسمیں کھائی جا سکتی ہیں۔ میرا

یقین بولتا ہے کہ خانۂ کعبہ کے غسل شریف میں ان کی شرکت و سعادت مقبولیت کی سند پا چکی ہے۔ وہ بلا شبہ بارگاہ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی مقبول ہیں۔ ان کا عشق رسول، ان کا سوز و ساز، لفظوں پر ان کی حکمرانی، بدلتے ادبی اسالیب پر ان کی نظر، سب کچھ تسلیم، مگر وہ شاعر اور نعت نگار بھی ہیں، ہزار جبری دباؤ کے باوجود ذہن اسے قبول کرنے کے لیے آمادہ نہیں۔ کیوں کہ چچا غالب سے لے کر ڈاکٹر شکیل اعظمی تک جہاں تک میری معلومات کے ہاتھ پہنچے ہیں مضبوط سے مضبوط معدے کا شاعر سب کچھ ہضم کر سکتا ہے، مگر اپنی شاعری کو ہضم نہیں کر سکتا۔ گفتگو مشاہدۂ حق کی کسی بھی مقام پر ہو اور کسی بھی موسم میں ہو، بات بادہ و مینا تک پہنچ ہی جاتی ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ علامہ اعظمی نے اپنی پوری شاعری کو ایک طویل عرصہ تک سیات تالوں میں بند کر رکھا ہو، اگر علامہ اعظمی واقعی شاعر ہیں تو اس پردہ پوشی پر ہم ان کے اس محیر العقول صبر و تحمل کو کرامت ہی کہہ سکتے ہیں۔ اس طرح علامہ قمر اعظمی کو صرف نعت نگار نہیں بلکہ "کراماتی نعت نگار" کہنا اور لکھنا چاہیے۔

ان تمام مضبوط دلائل کے باوجود طبیعت اپنے میزان پر آنے سے قاصر ہے اور بار بار یہی خیال پریشان کیے ہوئے ہے کہ شاعر ہو اور اظہار شاعری نہ ہو، حسن ظاہری ہو یا باطنی و بیز پردوں کے باوجود اجالا پھیل ہی جاتا ہے۔ شاعروں کے تعلق سے تو یہاں تک مشہور ہے کہ وہ چاے پلا پلا کر اپنے حلقہ احباب کو اشعار سناتے ہیں۔ ہم پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ علامہ اعظمی نے طویل دور شناسائی میں ہمیں نہ کبھی کوئی اپنا شعر سنایا اور نہ کبھی ایک پیالی چائے پلائی۔ اب جب کہ علامہ اعظمی کی نعت گوئی کا پردہ فاش ہو گیا ہے تو یہ امید ہو چلی ہے کہ شاید ان کے اشعار سننے کے بہانے چائے نوشی کا موقع بھی مل ہی جائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

میں ابھی اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ اچانک ذہن میں ایک بات آئی۔ دراصل بعض حریفوں نے ہمارے بارے میں یہ مشہور کر رکھا ہے کہ ہم کبھی بھی کسی شاعر کا شعر صحیح نہیں پڑھتے مجلس خاص ہو یا اجلاس عام، شعر پڑھتے ہیں تو یا تو ایک آدھ مصرع چھوٹا ہو جاتا ہے یا بڑھ جاتا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ یہ خبر معتبر ذرائع سے علامہ اعظمی تک بھی پہنچی ہو اور انھوں نے بجائے خود ہمارے بارے میں یہ فیصلہ کر لیا ہو کہ جس طرح ہم شعر خوانی کی صلاحیت نہیں رکھتے، شعر فہمی کی صلاحیت سے بھی عاری ہوں گے، اس لیے انھوں نے قصداً ہمارے سامنے اپنے اشعار سنانے سے گریز کیا ہو، مگر پھر ذہن نے خدشہ ظاہر کیا کہ چلیے صحیح ہے علامہ صاحب نے اس وجہ سے ہمارے سامنے شعر سنانے سے گریز کیا ہو گا لیکن کبھی کوئی ذکر تو ہوتا کہ علامہ صاحب نے فلاں محفل یا فلاں اجلاس میں اپنے نعتیہ اشعار سنائے، یا کسی رسالے میں ان کی نعتیں شائع ہوئیں، یا فلاں قوال ان کی نعتیں بڑے اچھوتے انداز سے پڑھتا ہے۔ بیکل اتساہی بلرام پوری ہی کو دیکھ لیجیے، اتنے اشعار کہتے نہیں جتنے سناتے ہیں اور تفصیلات بھی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے کلام کو اس قوال نے خوب پڑھا ہے یا فلاں پاکستانی ملکہ ترنم نے میرے گیتوں کے ذریعہ بے پناہ مقبولیت حاصل کی ہے۔ اگر گفتگو کا رخ جبراً دوسری جانب نہ پھیرا جائے تو حضرت بیکل اتساہی کی گفتگو بیکلیات پر زلف جاناں کی طرح دراز ہوتی ہی چلی جاتی ہے۔

خیر علامہ قمر الزماں اعظمی کے مجموعۂ نعت نے ہمیں ورطہ حیرت میں ڈال رکھا ہے اور اب ایک خدشہ اور یہ بڑھ گیا ہے کہ جس طرح علامہ اعظمی نے اپنی نعت نگاری کو عرصہ دراز تک پردے میں رکھا ہے، بہت ممکن ہے کہ اس کے علاوہ بھی انھوں نے اپنی کچھ علمی خدمات یا تصانیف انڈر گراؤنڈ کر رکھی ہوں۔ اگر ایسا ہے تو ہم علامہ اعظمی سے بصد ادب گزارش کریں گے کہ ان تمام مخفیات کو اپنے سامنے ہی منظر عام پر پیش فرمادیں ورنہ بعد میں اہل علم و تحقیق اور ارباب نقد و ادب کے لیے بڑے مسائل کھڑے ہو جائیں گے۔

علامہ قمر الزماں اعظمی کی نعت نگاری کے حوالے سے جب ہم نے اپنے ایک مخلص سے تشویش کا اظہار کیا تو انھوں نے بڑی رازداری کے ساتھ ہمیں یہ مفید مشورہ دیا۔ خبردار! علامہ اعظمی کی نعت نگاری کا انکار کرنے یا کسی قسم کا شبہ ظاہر کرنے کی غلطی مت کرنا۔ ہم نے کہا، اس سے کون سی قیامت آجائے گی۔ ادبی دنیا میں اس قسم کے بہت سے اختلافات کی مثالیں ملتی ہیں۔ ہم ابھی اپنا سلسلہ گفتگو جاری رکھنا چاہتے تھے کہ انھوں نے ہمیں سختی سے خاموش کر دیا اور ہاتھ پکڑ کر تنہائی میں لے گئے۔ اور کہا آپ جانتے ہیں کہ میرا کوئی مشورہ بلاوجہ نہیں ہوتا۔ اب سنیے آپ اس کی پہلی وجہ تو یہ ہے کہ رضا اکیڈمی ممبئ علامہ قمر الزمان اعظمی کی علمی اور تبلیغی خدمات کے اعتراف میں 3 اپریل 2011ء کو ایوارڈ دینے والی ہے۔ اگر رضا اکیڈمی نے علامہ کی گوناگوں خدمات کے ضمن میں ان کی نعت نگاری کا بھی اعتراف کر لیا تو خاک ہند کے علما اور ادبا بھی انھیں نعت نگار تسلیم کر لیں گے۔ اور آپ

اپنے نقطۂ نظر میں تنہا رہ جائیں گے۔ کیوں کہ رضا اکیڈمی ممبئی ایک مشہور اور معتبر ادارہ ہے۔ اور آپ جانتے ہیں کہ رضا اکیڈمی کے جنرل سکریٹری الحاج سعید نوری صاحب کوئی مناسب موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے اس لیے قرین قیاس یہی ہے کہ وہ علامہ اعظمی کی نعت نگاری کا بھی اعتراف ضرور کریں گے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ علامہ اعظمی کی نعت نگاری کا انکار کریں گے اور یاران نکتہ داں اسی وقت لفظ نگاری ترک کر کے ایک استفتا ملک کے تمام دار الافتاؤں میں بھیج دیں گے کہ کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید نے نعت مصطفیٰ کا صریحًا انکار کر دیا ہے۔ زید ایک عالم دین اور خطیب وقلم کار بھی ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا، انھیں جلسوں میں مدعو کرنا اور ان کی تحریریں پڑھنا اور ان سے ملنا جلنا کیسا ہے؟ اب آپ جانتے ہیں کہ مفتیان زود نویس تمام ضروری کام چھوڑ کر پہلی فرصت میں آپ کے خلاف حکم صادر فرمائیں گے۔ ہم نے عرض کیا جناب ہم نے علامہ اعظمی کی نعت نگاری کا انکار کیا ہے، معاذ اللہ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہیں کیا ہے۔ کہنے لگے، جناب اس وقت یہی ہو رہا ہے۔ ابھی ایک مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ علامہ محمد احمد مصباحی کا مفتی اعظم ہند کو مفتی اعظم ہند ماننے سے انکار۔ حالاں کہ علامہ مصباحی نے صرف اتنا لکھا تھا کہ مفتی اعظم کا خطاب اعلی حضرت نے نہیں بلکہ دیگر علما اور اکابر نے دیا ہے۔ ہمارے مخلص دوست نے اپنے استدلال کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: دراصل اس وقت مفتیان کرام کی چار قسمیں ہیں۔ تعلیم وتربیت یافتہ مفتی، سندیافتہ مفتی، مسندیافتہ مفتی، خودساختہ مفتی۔ میں نے عرض کیا۔ اس تقسیم کا کیا مطلب ہے؟ فرمانے لگے پہلی اور دوسری قسم کا مفہوم تو ظاہر ہے۔ تیسری قسم میں وہ لوگ ہیں جن کے پاس نہ علم ہے نہ سند بلکہ کسی معروف مفتی کی جگہ پر قابض ہو گئے ہیں۔ اور چوتھی قسم میں وہ لوگ ہیں جن کے پاس نہ علم افتا ہے، نہ سند افتا اور نہ انھیں اب تک کسی کی مسند ہاتھ لگی۔ وہ بقلم خود اپنے کو مفتی لکھتے ہیں۔ فرمایا کہ انھیں بعد والی دونوں قسموں کی زد میں اگر آپ آ گئے تو لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ ہم یہ گفتگو سن کر دیر تک سوچتے رہے اور پھر اپنے بارے میں یہی فیصلہ کیا کہ خیریت اسی میں ہے کہ علامہ قمر الزماں اعظمی کو قمر اعظمی تسلیم کر لیا جائے۔ جب ذرا طبیعت مطمئن ہوئی تو ہم علامہ قمر اعظمی کی "خیابان مدحت" کھول کر بیٹھ گئے۔ اب جب مطالعہ شروع کیا تو دل و دماغ کے در بچے کھلنے لگے۔ نعتوں میں کیف و سوز عشق و محبت، ترکیبوں کا دروبست، اسلوب کی سحر بیانی، جذبوں کی فراوانی، خیالوں کی بلندی سب کچھ وہی جو علامہ اعظمی کی تقریروں میں سنتے رہے ہیں۔ یہ نعتیں تو صد فی صد علامہ اعظمی کے افکار و جذبات کی ترجمان ہیں۔

میں "خیابان مدحت" کے ورق پلٹتا رہا اور دل و دماغ میں ان کی شاعرانہ عظمتوں کا اجالا بڑھتا رہا۔ نعت نگاری کے لیے صرف شاعرانہ فن کاری ہی ضروری نہیں بلکہ علم شریعت اور جذبوں کی صداقت بھی ضروری ہے، اور ان سب کے باوجود ممکن حد تک مقام مصطفیٰ کا عرفان اور بارگاہ مصطفی کی ادب شناسی بھی ضروری ہے۔ "خیابان مدحت" میں یہ ساری خوبیاں بھرپور نظر آتی ہیں۔ علامہ قمر اعظمی کی نعتوں میں عصری حسیت کے ساتھ اپنے عہد کے مسلم مسائل کو بھی منفرد اور دردمندانہ انداز سے پیش کیا گیا ہے اور غم جہاں کو غم جاناں بنا کر مختلف اسالیب میں بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں استغاثہ کیا گیا ہے۔ علامہ اعظمی کی شاعری میں چست بندشیں بھی ہیں اور لہجے کا بانکپن بھی، موضوعات و افکار میں جدت بھی ہے اور مختلف جہتوں میں پھیلاؤ بھی۔ یقینا ایک آفاقی مفکر اگر نعت کہتا ہے تو اس سے اس قسم کی توقع رکھنا ہی چاہیے۔ علامہ قمر اعظمی واقعی اکیسویں صدی کے ایک عظیم نعت نگار ہیں۔ اکیسویں صدی صنف نعت کی صدی ہے۔ ظہور قدسی کے خیابان مدحت میں ظہور اعظم بے وقت نہیں بر وقت ہوا ہے، اس کو کہتے ہیں۔ دیر آید درست آید۔

اب نعتیہ عہد کا تقاضا ہے کہ قمر اعظمی کی نعت نگاری پر مقالات تحریر کیے جائیں، رسائل و جرائد کے خصوصی شمارے شائع کیے جائیں۔ خود ہم بھی وعدہ کرتے ہیں کہ انشاء اللہ علامہ قمر اعظمی کی نعتیہ شاعری پر لکھیں گے سر دست پیش ہیں علامہ قمر اعظمی کے "خیابان مدحت" سے چند منتخب اشعار۔

محمد باعث تخلیق عالم
بشر پیکر مگر نور مجسم

وہ نقشِ اولینِ کلکِ قدرت
نبوت اور رسالت کے وہ خاتم
وہ جن کے دم سے قائم بزمِ ہستی
وہ جن کے نور سے روشن دوعالم
سنواری جس نے زلفِ آدمیت
نکھارا جس نے روئے ابنِ آدم
بدلتی رُت بدلتے موسموں میں
بہارِ جاوداں قانونِ محکم
عطا ہو قومِ مسلم کو دوبارہ
محبت، شوکتِ دیں، جذبِ باہم

-*-*-*-

میرے افکار ہوں محرومِ ضیا ناممکن
وہ سکھائیں نہ مجھے طرزِ ادا ناممکن
سوئے طیبہ درِ دل میں نے کھلا رکھا ہے
میرے گھر آئے نہ طیبہ کی ہوا ناممکن
خانۂ دل میں ہیں مہمان رسولِ عربی
غیر محرم کوئی آجائے بھلا، ناممکن
صرف ہمت سوئے آں شاہدِ اعظم کردم
بے خیال ان کے ہو سجدہ بھی ادا، ناممکن
ان کی توہین اور امیدِ شفاعت توبہ
بے وفاؤں کو ملے دادِ وفا، ناممکن
میرا دل ٹوٹا تو آواز سنی دنیا نے
کیا نہ سن پائیں گے وہ دل کی صدا ناممکن
سر ہو، سودائے محبت ہو، تری چوکھٹ ہو
ایسے میں دل نہ ہو سجدے میں جھکا، ناممکن
حشر میں جب تو اٹھے داغِ محبت لے کر
پھر بھی بخشے نہ قمرؔ تجھ کو خدا، ناممکن

-*-*-*-

علومِ حضرتِ آدم سے تا دمِ عیسیٰ
ہر ایک علم مکمل رسولِ اعظم میں
نقوشِ لوحِ مقدس بہ خامۂ قدرت
سبھی نقوش ہیں علمِ نبیِ خاتم میں
نہیں ہے نام ونسب وجہِ شرف دیں کے بغیر
یہ راز پنہاں ہے اتقیٰ میں اور اکرم میں
چلے تھے سوئے نبی قتل کے ارادے سے
قتیلِ عشق ہوئے خود ہی دارِ ارقم میں
تلاشِ امن ہے باطل، نظامِ باطل میں
ملے گا امن تو دینِ رسولِ اکرم میں

-*-*-*-

تمھاری یاد نہ ہوتی تو میں کہاں جاتا
میں کیسے کرتا بھلا زندگی بسر تنہا
تمھارا ذکر مری زندگی کا حاصل ہے
اسی سہارے میں کر لوں گا یہ سفر تنہا
دیارِ سنگ و آہن میں آپ نے بخشا
دلوں کو آئنہ سازی کا یہ ہنر تنہا
تمھارے نقشِ کفِ پا کا عکس دل پہ لیے
ہجومِ کاہکشاں میں رہا قمرؔ تنہا

ان اشعار کے پڑھنے اور کچھ کچھ سمجھنے سے اب یقین ہو گیا کہ مفکر اسلام حضرت علامہ قمر الزماں اعظمی واقعی عظیم شاعر ہیں۔ ہمیں اپنی لاعلمی اور فکری کوتاہی پر سخت شرمندگی ہوئی، کسی چیز سے واقف نہ ہونا اس چیز کے نہ ہونے کی دلیل نہیں ہے۔

بعد میں ہم نے ڈاکٹر شکیل اعظمی علیہ الرحمہ کا ایک اقتباس پڑھا تو یقین ہو گیا کہ آپ عہدِ طالب علمی ہی سے شعر و سخن سے دل چسپی رکھتے تھے۔

معروف شاعر و نقاد ڈاکٹر شکیل اعظمی اپنے عہدِ طالب علمی کا ایک دل چسپ واقعہ بیان فرماتے ہیں:

"ایک اور دلچسپ واقعہ بیان کروں، مولوی قمر الزماں (مفکر اسلام علامہ قمر الزماں اعظمی، جنرل سکریٹری ورلڈ اسلامک مشن، انگلینڈ) اشرفیہ میں، مین گیٹ کے سامنے پوربی جانب جہاں دیوار گھڑی آویزاں رہتی تھی، اس کے پاس ایک ستون تھا وہیں پر ایک تخت

بچھا رہتا تھا، جس پر عموما مولانا علی احمد صاحب مرحوم بیٹھ کر طلبہ کی نگرانی فرمایا کرتے تھے، اس تخت پر بیٹھ کر گرد و پیش سے بے نیاز ہو کر فکر سخن میں محو تھے، میں نے دور سے دیکھ کر ان کی کیفیت بھانپ لی تھی، قریب جا کر ستون کی آڑ سے میں نے ان کے لکھے ہوئے اشعار پڑھ کر ذہن میں محفوظ کر لیے تھے، میں نے اپنے خاص احباب یعنی مولانا سید مدنی میاں (شیخ الاسلام پیر طریقت حضرت سید مدنی میاں صاحب قبلہ اختر کچھو چھوی) اور مولانا محمد نعمان خاں صاحب اثر دیو گامی (سابق پرنسپل الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی فیض آباد) سے اس واقعہ کا ذکر کیا، آپس میں یہ طے ہوا کہ آج شام کو بالائی چھت پر حسب معمول جب ہم لوگ جمع ہوں گے تو ایک دوسرے سے تازہ اشعار سنانے کی فرمائش کریں گے، آپ مولوی قمر الزماں کے وہی اشعار سنائیں گے، جو آج انھوں نے کہے ہیں، پھر دیکھیے کتنا مزہ آتا ہے۔ چناں چہ پروگرام کے مطابق ہم لوگ چھت پر اکٹھا ہوئے تو اشعار سنانے کی فرمائش کی گئی، پہلے سید مدنی میاں نے اپنے کچھ اشعار سنائے پھر مولوی نعمان صاحب نے اور جب میری باری آئی تو میں نے خصوصیت سے مولوی قمر الزماں صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے انھیں کے کہے ہوئے تازہ اشعار سنائے تو اس وقت ان کی کیفیت عجیب و غریب ہوگئی، حیرت و استعجاب کے عالم میں دیر تک ڈوبے رہے، ان کی سمجھ ہی میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ یہ سب کیسے ہوا، بہت چھیڑنے اور پریشان کرنے کے بعد ان کو صحیح صورت حال سے آگاہ کیا گیا، وہ اشعار یاد نہیں رہ گئے، صرف ایک مصرع یاد ہے، ملاحظہ ہو۔

ع — مونگ دشمن کی چھاتی پہ دلتے رہے

ایک محاورے کو کس خوبصورتی کے ساتھ نظم کیا ہے، سبحان اللہ!

بلا شبہ مفکر اسلام حضرت علامہ قمر الزماں اعظمی اپنی دیگر عظیم خوبیوں کے ساتھ عظیم شاعر بھی ہیں۔ یہ الگ بات کہ ان کی شہرت اور مقبولیت عظیم دانش ور اور صاحبِ طرز بلیغ خطیب کی حیثیت سے ہے۔ عالم اسلام کی بڑی شخصیات کے ساتھ ایسا ہوتا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے سایۂ کرم کو دراز فرمائے۔ آمین۔

▫▫▫

(ص:56 کا بقیہ) حالاں کہ کچھ ہی مہینوں کے بعد ان لڑکیوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور عام طور پر انھیں موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے کہ سن سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور مظالم پر پولیس اور حکومت بھی کوئی توجہ نہیں کرتی۔

کتنے ہی مسلم خاندانوں سے لڑکیاں غائب ہیں، کچھ لڑکیوں کا علم بھی ہو گیا ہے، مگر اہلِ خانہ کیا کر سکتے ہیں، ان ہندو لڑکوں نے قانونی طور پر اپنے رشتے کو مضبوط کر لیا ہے۔

آپ اس کے ابواب دیکھیں لگتا ہے کہ حضرت نے احوال زمانہ پر نظر کرتے ہوئے کتاب مرتب فرمائی ہے، چند دیگر بڑے گناہوں کو دیکھیے:

گناہ کبیرہ نمبر 11: سود خوری۔

گناہ کبیرہ نمبر 13: تکبر کرنا۔

گناہ کبیرہ نمبر 15: شراب نوشی۔

گناہ کبیرہ نمبر 24: خودکشی کرنا۔

گناہ کبیرہ نمبر 26: مشابہت بالمشابہ یعنی مردوں کا عورتوں جیسی ہیئت اختیار کرنا اور عورتوں کا مردوں جیسی شکل اختیار کرنا۔

گناہ کبیرہ نمبر 30: عورت کا اپنے خاوند کی نافرمانی کرنا۔

گناہ کبیرہ نمبر 33: پڑوسی کو تکلیف دینا۔

گناہ کبیرہ نمبر 34: ناپ تول میں کمی کرنا۔

گناہ کبیرہ نمبر 37: سحر اور جادو۔

گناہ کبیرہ نمبر 40: ریاکاری/دکھاوا۔

بہر کیف کتاب اپنے موضوع پر اچھی اور مفید ہے، بس بعض موضوعات پر تفصیل درکار تھی، مگر یہ مولانا کی ابتدائی کاوش ہے، کوئی بھی کام کرنے سے آتا ہے۔ مولانا اگر مستقل محنت و مطالعہ کرتے رہے اور لکھتے رہے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اچھے قلم کار کی حیثیت سے اپنی شناخت بنالیں گے۔

قابلِ مبارک باد ہیں ناشر الرحمٰن اسلامک تحقیقاتی مشن خانقاہ رحمانیہ کیری شریف، بونسی، بانکا، بہار۔

اس کتاب کا مطالعہ امتِ مسلمہ کے لیے ضروری ہے ہم سب کو چاہیے کہ کتاب حاصل کر کے پڑھیں اور اس کی روشنی میں اہل و عیال کو راہِ مستقیم پر لانے کی کاوش کریں۔ ▫▫▫

نقد و نظر

چالیس بڑے گناہ

از: محمد زاہد رضا مصباحی

محب گرامی حضرت مولانا فیض الحق مصباحی خطیب و امام شاہی مسجد شکر اللہ چک، حسین آباد، بھاگل پور ایک سنجیدہ عالم دین ہیں۔ فاضل اشرفیہ ہیں اور لکھنے پڑھنے کا شعور رکھتے ہیں۔ اس وقت ہمارے سامنے آپ کی محنت کا حاصل "چالیس بڑے گناہ" کے موضوع پر لکھی گئی کتاب ہے۔ صفحات ایک سو ساٹھ، کاغذ بہتر اور طباعت عمدہ ہے۔

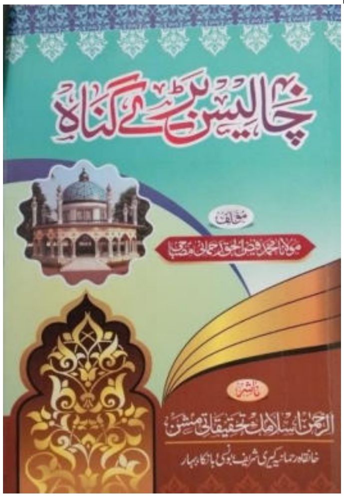

خاص بات یہ ہے کہ کتاب کے عنوانات بڑے اہم اور ضرورت کے عین مطابق ہیں، چند عنوانات آپ ملاحظہ فرمالیں۔ آپ لوگ عام طور پر قتل و غارت گری کی واردات دیکھتے ہیں اور اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ سے معلومات فراہم کرتے ہیں، ناحق اور بلا سبب قتل کسی بھی انسان کا درست نہیں۔ حضرت مولف نے مسلمانوں کے ناحق قتل کے تعلق سے آیات اور احادیث کو پیش کیا ہے اور ذمیوں کے تعلق سے بھی روایت نقل کی ہے۔ اے کاش آپ دیگر لوگوں کے قتل کے تعلق سے بھی وضاحت فرمادیتے۔

والدین کی نافرمانی بھی گناہ کبیرہ ہے آپ نے اس حوالے سے مستقل ایک باب قائم فرمایا ہے، آپ لکھتے ہیں:

گناہ کبیر نمبر: 7۔ والدین کی نافرمانی

والدین کے ساتھ حسن سلوک نہ کرنا اور ان کی نافرمانی کرنا سخت گناہ کبیرہ ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا

ترجمہ:۔ اور تمھارے رب نے فیصلہ فرمایا (حکم دیا) کی صرف اس کی عبادت کرو اور ماں باپ سے اچھا سلوک کرو۔

(پارہ: 15 سورہ: بنی اسرائیل، آیت: 23)

نیز فرمایا: اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا ۝

ترجمہ: اگر تمھارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائے تو ان کو لفظ "اف" نہ کہو اور نہ ہی ان کو جھڑکو۔

(پارہ: 15 سورہ: بنی اسرائیل، آیت: 23)

یعنی جب وہ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان سے ایسی بات نہ کہو جس سے وہ پریشان ہو جائیں اور ان کی خدمت اس طرح کرو جس طرح انھوں نے تمھاری پرورش کی ہے لیکن اس کے باوجود ان ہی کو فضیلت حاصل ہے کیونکہ پہل کرنے والے کو فضیلت حاصل ہوتی ہے اور دونوں (پہل کرنے والے اور بعد میں خدمت کرنے والے) میں برابری کیسی ہو سکتی ہے وہ تمھاری زندگی کی امید رکھتے ہوئے تمھاری مشقت برداشت کرتے رہے، اور اگر تمھیں ان کی مشقت برداشت کرنا پڑے تو تم ان کی موت کی امید رکھتے ہو۔

پھر ارشاد خداوندی ہے: وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا ۝

ترجمہ:۔ اور ان دونوں سے نرم بات کرو۔

(پارہ: 15 سورہ: بنی اسرائیل، آیت: 23)

مزید ارشاد خداوندی ہے: وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ۝

ترجمہ:۔ اور ان کے لیے نرمی کا پہلو جھکاؤ اور یوں کہو، اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما جس طرح انھوں نے بچپن میں میری پرورش کی۔ (بنی اسرائیل، آیت: 24)

نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: رضى الله فى رضى الوالدين وسخط الله في سخط الوالدين.

اللہ تعالیٰ کی رضا والدین کی کے راضی ہونے میں ہے اور اللہ تعالیٰ کا غضب والدین کی ناراضی میں ہے۔

(الترغیب والترہیب، ج 3، ص: 223)

متعلم جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

قرآنی آیتوں اور احادیث کریمہ کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے والدین کو بہت بڑا مقام عطا فرمایا ہے اور اللہ رب العزت نے خود والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے تو والدین کی نافرمانی کرنا یقیناً بہت بڑا گناہ ہے اور باعث عذاب ہے۔

جیسا کہ نبی کریم علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الا انبئكم باكبر الكبائر الاشراك بالله وعقوق الوالدين.

کیا میں تمھیں سب سے بڑے کبیرہ گناہ کی خبر نہ دوں؟ (تو یہ) اللہ تعالیٰ ساتھ شریک ٹھہرانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا ہے۔

(بخاری شریف، ج:2، ص:884، مسلم شریف، ج:1 ص:64)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لعن الله العاق لوالديه"

اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے نافرمان پر لعنت فرمائی ہے۔

(الدر منثور، ج4، ص:75)

اس شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے جو اپنے ماں باپ کو گالی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آدمی پر لعنت فرمائی جو اپنی ماں کو گالی دیتا ہے۔ (موارد الظمآن، ص:43)

ایک روایت میں ہے کہ جب ماں باپ کے نافرمان شخص کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر اسے دباتی ہے حتیٰ کہ اس کی پسلیاں ایک دوسری میں گھس جاتی ہیں اور قیامت کے دن سب سے سخت عذاب تین قسم کے لوگوں کو ہوگا۔ ایک مشرک، دوسرا زانی، اور تیسرا ماں باپ کا نافرمان۔ (ص:48 تا 51)

آپ نے زنا، لواطت اور بدفعلی کے حوالے سے بھی مستقل ابواب قائم کیے ہیں۔ زنا کے تعلق سے آپ لکھتے ہیں:

گناہ کبیرہ نمبر:9۔ زناکاری۔

غلیظ ترین گناہوں میں سے ایک زناکاری بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے غضب کا سبب اور دنیا و آخرت میں نقصان و خسران کا باعث ہے۔

بعض زنا دوسرے بعض کے مقابلے میں زیادہ بڑا گناہ ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝

ترجمہ۔ اور زنا کے قریب نہ جاؤ بے شک یہ بے حیائی کا کام ہے اور برا راستہ ہے۔ (پارہ:15، سورہ بنی اسرائیل، آیت:32)

بے شک زنا اور اس کے اسباب و ذرائع انسان مرد و عورت کو ذلیل اور بے حیا و بے شرم بنانے والے ہیں۔ اس کی لذت وقتی، عارضی اور فانی ہے، مگر اس کا عذاب دردناک اور باقی رہنے والا ہے۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ: اصل زنا مرد و عورت کی فرج داخلی کا نام ہے۔ لیکن حکمی زنا دیگر اعضا کا بھی ہے مثلاً آنکھ کا زنا شہوت سے دیکھنا ہے، ہاتھ کا زنا جسم کا چھونا، منہ کا زنا شہوت سے چومنا اسی طرح کان ناک دل دماغ پیروں کا بھی زنا ہے۔

زنا کے اسباب نو ہیں:

(1) بے پردہ عورتوں کا اجنبی مردوں کے ساتھ گھلنا، ملنا۔

(2) اجنبی کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا، ملنا جلنا۔ اسلام میں پوری عورت پردہ ہے یعنی پورا جسم، چہرہ اور بال، لٹکے ہوئے بال بھی پردہ ہیں، غرض کہ وہ حصہ جس کو دیکھ کر شہوت بھڑکتی ہے، اس کا پردہ کرنا عورت پر فرض ہے۔

(3) بھڑکیلا فیشن لباس پہن کر اجنبی کے سامنے آنا۔ چومنے چاٹنے اور بوس و کنار کا رواج ڈالنا۔

(4) مخلوط تعلیم۔

(5) فلم ڈرامے اور تصویریں دیکھنا۔

(6) گانے ناچ اور طبلے اور سارنگی سننا۔

(7) چست لباس پہننا۔

(8) سرخی پوڈر لگا کر عام محفلوں میں آنا۔

(9) کاروبار عورتوں کے ہاتھ میں دینا جب کہ غیر مرد گراہک ہوں۔ شریعت مطہرہ میں ہر وہ شخص اجنبی ہے جس سے نکاح جائز ہو۔

اب وہ خطرناک زمانہ آگیا ہے کہ بہن، بیٹی کو بھائی اور باپ سے بھی دور رہنا چاہیے اور ایک مکان میں تنہائی باپ بیٹی کے لیے بھی منع ہے۔ (العیاذ باللہ)۔ (تفسیر نعیمی، پارہ:15، ص:135، 136)[ص:58، 59]

آج آپ دنیا اور اپنے ملک پر نگاہ ڈالیں تو اندازہ ہوگا کہ بعض مسلم لڑکیاں شہوت کی تکمیل کے لیے غیر مسلم لڑکوں سے دوستی کر رہی ہیں اور مقام افسوس یہ ہے کہ وہ لڑکیاں اپنا مذہب ترک کر کے انہی کے مذہبی رسم و رواج کے مطابق شادیاں کر رہی ہیں۔ **(باقی ص:54 پر)**

منظومات

نعتیہ غزل

ہم دل جلے ہیں عشق میں ہم ہیں جگر جلے
کب تک خدایا دید کی خاطر نظر جلے

ہر قطرہ خوں ہو گنبدِ خضرا کا آئنہ
دل میں چراغِ سبز وہ شام و سحر جلے

سانسیں ہوں بادِ یاد سے ہر دم دھواں دھواں
سوزِ دروں سے ہائے مری چشمِ تر جلے

اکثر تو اپنی راکھ بھی باقی نہیں رہی
اکثر تو ان کی یاد میں ہم رات بھر جلے

میں کیوں بجھانے جاؤں کہ ہے دشمنِ حبیب
گھر اس کا جل رہا ہے تو پھر اس کا گھر جلے

جلتے ہیں جلتے جائیں گے راحت نہ پائیں گے
جلتی بجھانے والے سے جو عمر بھر جلے

ان کا چراغِ نقشِ قدم کاش کوئی شب
ظلمت زدہ حیات کی دہلیز پر جلے

مہتاب کیا مقابلہ پائے حبیب کا
آگے بڑھے تو بلبلِ سدرہ کا پر جلے

مہتاب پیامی

بیمار ذہنوں کے طبیب

رئیس التحریر مقرر بے نظیر حضرت
علامہ مولانا **مبارک حسین**
صاحب مصباحی مدیر ماہ نامہ
اشرفیہ مبارک پور کی دار العلوم
وارثیہ لکھنؤ میں تشریف آوری
اور استقبالیہ کے موقع پر پیش کی
گئی نظم۔
از سید قیصر وارثی
16 جون 20226ء

اشرفیہ کے مدیرِ محترم
عالمِ دیں، اہلِ سنت کے نقیب
مستند اور معتبر اہلِ قلم
حافظِ ملت کے یہ سچے حبیب
وارثیہ میں قدم رنجہ ہوئے
ہو گئے یہ اہلِ سنت کے قریب
میزبانی کا شرف حاصل ہوا
وارثیہ کے ہیں طلبہ خوش نصیب
آپ کی آمد مبارک کیوں نہ ہو
آپ ہیں بیمار ذہنوں کے طبیب
ان کے ہر جملے میں ہے عشقِ نبی
یہ شہنشاہِ قلم ہیں اور خطیب
آپ کی تقریر اور تحریر سے
شاد ہے قیصر بھی اور جملہ ادیب

سید قیصر وارثی

کب تک

خدایا قلبِ اقصیٰ سے اٹھے گا یوں دھواں کب تک
کرے گا ظلم ویراں اور بھی آبادیاں کب تک
ہجومِ کرب سے اگلے گی بھپکے یہ زباں کب تک
ہنسے گا ظلم دانتوں میں دبا کر انگلیاں کب تک
غضب کے اشتہاروں میں کرم کی سرخیاں کب تک
یہ مشقِ خون ریزی حامیِ امن و اماں کب تک
بجھے قندیل سے سورج تری تابانیاں کب تک
ارے بیوہ عروسِ کفر کی من مانیاں کب تک
سنے گا کون چیخیں بھوک کے شورِ تشدد میں
نشانے پر رہیں گے بے قصوروں کے مکاں کب تک
کٹے اعضا، لہو لاشے، یہ ٹوٹی ہڈیاں ڈھانچے
سکونِ روحِ انساں چاٹتی بربادیاں کب تک
حکومت کا جنوں سیلابِ خوں میں غسل کا شوقیں
شقاوت کا قلم لکھے گا آئینِ جہاں کب تک
نگل جائے گا اک دن متحد آہوں کا سناٹا
جفا پرور کے چہرے پر خوشی کی جھریاں کب تک
غبارِ راہِ ناحق میں شرارے برق و آتش کے
دبے پاؤں چلیں گے سازشوں کو کارواں کب تک
چراغِ خونِ ناحق اور ظلمت کو بڑھا دے گا
کروگے جھوٹ کا سچ پر ہمارے تم گماں کب تک
کیا ہے فیصلہ تیری فنا کا نسلِ دوزخ نے
اے آلِ خلد یہ نیندوں بھری بے ہوشیاں کب تک
یقیں ہے غیرتِ رحمت کو جامی جوش آئے گا
یہودی ظلم کے بل پر رہیں گے شادماں کب تک

سید عبد الوہاب قادری جامی

سفرِ آخرت

الجامعۃ الاشرفیہ کے شیخ الحدیث

محدث جلیل حضرت علامہ عبد الشکور عزیزی علیہ الرحمہ

مبارک حسین مصباحی

استاذ الاساتذہ محدث جلیل حضرت علامہ شاہ عبد الشکور عزیزی سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارک پور 21 ربیع الآخر 1445ھ /6 نومبر 2023ء دوشنبہ دن 9بج کر 11 منٹ پر محلہ غوث نگر کریلی الہ آباد میں وصال فرماگئے۔ یہ اندوہناک خبر جیسے ہی کانوں میں آئی دل دھک سے ہوگیا، غم کی تاب نہ لاکر دماغ بوجھل ہوگیا، بمشکل تمام کسی طرح زبان سے کلمات استرجاع دہرائے۔ دراصل یہ افسوسناک خبر محدث جلیل کے لخت جگر محترم ڈاکٹر رضوان احمد نے حضرت مولانا محمد نعیم الدین عزیزی کو بذریعہ کال سنائی، یہ 6 نومبر ساڑھے 9 بجے دن کا وقت رہا ہوگا، افسوس تو بہت ہوا مگر اسی دن بعد نماز ظہر دو بجے ہماری خوش دامن صاحبہ مرحومہ کی نماز جنازہ ہونا تھی، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے، اے رب جلیل تو غفور ہے، تو رحیم ہے اور تو کریم ہے، تیری نگاہ کرم کے سب محتاج ہیں تو اپنے خصوصی فضل وکرم سے حضرت محدث جلیل علیہ الرحمہ کی خوب خوب مغفرت فرما۔ آمین۔

سچائی یہ ہے کہ محدث جلیل بلا شبہ دینی اور علمی علوم وفنون میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ جامعہ اشرفیہ میں اپنے آخری عہد میں سب سے معمر بزرگ اور استاذوں کے جلیل القدر استاذ تھے، اس لیے عام طور پر آپ کو ”دادا حضور“ کہا جاتا تھا۔ اور استاذ گرامی حضرت علامہ اسرار احمد مصباحی علیہ الرحمہ کو سب ”بابا“ کہہ کر پکارتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دونوں کی قبروں پر رحمت وغفران کی موسلا دھار بارش فرمائے۔ آمین۔

حضرت محدث جلیل علیہ الرحمہ سادہ اور سفید کرتا اور ڈھیلی موری کا پائجامہ، اکثر صدری اور کبھی کبھی شیروانی، سادہ کپڑے کی دوپلی ٹوپی، سفید وبڑا رومال، متوسط مائل بہ دراز قدِ زیبا، قدرے بھاری بدن، انتہائی موزوں اور بھری ریش مبارک، سانولہ ملاحتی رنگ، اوقات اور اصولوں کے پابند، لبوں پر ہلکی اور خوش کن مسکراہٹ، سلام کرنے میں پیش رفت اور کیسے ہیں بھائی؟ کے لفظوں سے شرفِ ہم کلامی بخشتے، دار العلوم اشرفیہ گولہ بازار قصبہ مبارک پور کے ایک کمرے میں مستقل رہائش پذیر، اقامت گاہ کا سارا نظام متوازن، اٹھنے، بیٹھنے اور سونے جاگنے کے اوقات متعیّن، عصر کی نماز کے بعد اخبار پڑھنا معمول میں داخل، اگر کوئی صاحب آگئے تو ان سے بیرونی یا اندرونی نشست گاہ میں انتہائی محتاط، شرفِ ہم کلامی سے نوازتے، جانے والے عام طور پر دست بوسی کرتے، دو چار طلبہ قریبی کمرے میں رہتے جو کھلانے پلانے میں آپ کے خدمت گزار رہتے، مہمانوں اور ملاقاتیوں کے ناشتے اور پانی وغیرہ کا اہتمام بھی وہی کرتے، کبھی کبھار ہم بھی پہنچ جاتے، سلام اور دست بوسی کی سعادت حاصل کی جاتی تو فرماتے: آئیے آئیے بیٹھیے، بڑی شفقت سے خالی نشست گاہ کی جانب اشارہ کرکے بٹھاتے، فرماتے: کہیے مولانا صاحب!، ہم کچھ عرض کرتے، نرم شیریں گفتگو فرماتے، دل ودماغ باغ باغ فرمادیتے۔ پنج وقتہ باجماعت نمازوں کا اہتمام نماز ہال میں فرماتے، اکثر نمازوں کی امامت کے فرائض خود انجام دیتے، اگر کوئی اور ہوتا تو اسی کو منصبِ امامت پر فائز فرمادیتے۔ ہزار معذرت خواہی کے باوجود متعدّد بار ہمیں بھی نماز پڑھانے کی سعادت عطا فرمائی۔ خیر یہ ان کی نوازش اور ذرہ نوازی تھی جو ہمیشہ ان کی یادوں کے چراغ روشن رکھے گی۔

آپ سادہ لباس پہنتے اور سادہ زندگی گزارتے۔ نام ونمود اور نمائش سے سخت اجتناب فرماتے، ریاکاری اور مکاری کا شائبہ بھی نہیں تھا۔ حق گو اور صداقت شعار تھے۔ غیبت، چغل خوری نہ کبھی کرتے اور نہ سننا گوارا کرتے، جب بھی کسی کا ذکر فرماتے ستائش ہی فرماتے، کم کھانا کم سونا اور کم بولنا آپ کی زندگی کے لازمے تھے۔ عام طور پر کسی نہ کسی کا ذکر ہوتا ہے تو لوگ کچھ نہ کچھ ”**لیکن**“ بھی لگادیتے ہیں۔ آپ کی زندگی صاف وشفاف اور شریعت وطریقت کی پاکیزہ حدوں میں رہتی، آپ کی حیات مستعار میں کوئی ”لیکن“ لگانے کی گنجائش ہی نہیں تھی، اس لیے بڑے سے بڑا ابلکڑ بھی آپ کے تعلق سے کوئی تکلیف دہ بات

نہیں کرتا بلکہ تعریف و توصیف ہی میں رطب اللسان رہتا ۔ جامعہ اشرفیہ کے مہمان بھی آتے جن میں اکابر علما و مشائخ بھی ہوتے ، اور سیاسی قائدین بھی ، مخیرانِ اشرفیہ بھی ہوتے اور طلبہ کے سرپرست حضرات بھی ۔ آپ میں نہ کبھی خود غرضی کی بو محسوس ہوئی اور نہ کبھی خلاف واقعہ ملمع سازی ، چاپلوسی اور لالچ کا ادنیٰ تصور محسوس ہوا، حق بیانی اور زمینی سچائی آپ کی زبان پر جاری رہتی ۔ آپ زبردست حافظ قرآن عظیم تھے تلاوت اور دیگر اوراد آپ کے معمولات کے لازمی عناصر تھے، فجر کی نماز کے بعد تلاوت تو لازمی طور پر فرماتے تھے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ جامعہ جانے سے قبل ایک منزل تلاوت فرما لیتے، نوافل و سنن کا اہتمام آپ ہر ممکن حد تک فرماتے ۔ کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے میں سنن مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دلکش ادائیں آپ کا عملی نمونہ ہوتیں، آپ اچھے اور بڑے کارناموں کا ڈھنڈورا نہیں پیٹتے ، ایسے مواقع پر بعض حضرات آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے آپ کی تعریف کرتے تو آپ پسند نہیں فرماتے ۔ اب ہمیں سرکار حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کا ارشاد گرامی شدت سے یاد آرہا ہے " کام کرو کام، نام تو ہو ہی جائے گا جو صرف نام کے لیے کام کرتے ہیں نام بھی نہیں ہوتا اور کام بھی نہیں ہوتا۔ "

اب آپ ذرا غور کریں، اس فتنہ پرور دور میں دیانت داری اور تقوی شعاری کیا ہے ۔ بلا شبہ حضرت محدث جلیل علیہ الرحمہ اپنے اطوار و کردار اور داخلی و خارجی معمولات میں تقویٰ شعاری کے بلند مقامات پر فائز تھے ۔ حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی بانی جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے سچے شیدائی، معتمد اور وفاشعار شاگرد رشید تھے ۔ آپ نے اپنے مخلص و مربی اور استاد عارف باللہ سے صرف معقولات و منقولات کی کتابیں ہی نہیں پڑھی تھیں بلکہ ان کی صالح زندگی کے کرداروں کا مخلصانہ مطالعہ بھی فرمایا تھا۔ یعنی آپ نے اپنے شیخ سے علم کے ساتھ عمل کا بھی درس لیا تھا ۔ ، آپ کے درس دینے میں صرف علم ہی نہیں ہوتا تھا بلکہ عملی وارفتگی کا سوز و ساز بھی ہوتا تھا ۔ حضرت محدث جلیل علیہ الرحمہ کا عہد طالب علمی بھی خوش گوار تھا، آپ بڑی حد تک شرعی تقاضوں کے پابند رہتے تھے ۔ آپ کا قیام سرکار حافظ ملت کی قیام گاہ کے بیرونی کمرے میں رہتا تھا ، یہاں اپنے استاذ جلیل کی خدمت بھی کرتے اور ان کی جلوت و خلوت آپ کی نگاہ میں رہتی تھی ۔ کسی سخنور نے سرکار حافظِ ملت پر سلام کے بند میں بڑی سچی ترجمانی کی ہے۔

جس نے پیدا کئے کتنے لعل و گہر
حافظ دین و ملت پہ لاکھوں سلام

بلا شبہ آپ حضور حافظ ملت کی درس گاہ علم و عمل کے لعل و گہر تھے ، دنیاوی لعل و گہر کبھی کبھی اپنی چمک دمک کھو دیتے ہیں مگر ایک عارف باللہ کی فیض بار درس گاہ میں ڈھلے ہوئے لعل و گہر اپنی اپنی اثر انگیزی اور زیبائش سے ہمیشہ دلوں کو تابندہ رکھتے ہیں ۔ گزرتے دنوں کے ساتھ ان کی قدر و قیمت میں اضافہ ہی ہوتا ہے ان کی آرائش و زیبائش کبھی مضمحل نہیں ہوتی ۔ سچی بات یہ ہے کہ حضرت محدث جلیل اتنے نور بار اور تابندہ لعل و گہر تھے کہ سرچشمۂ فیض سے ہزاروں دل جگمگا اٹھے اور ہزاروں سے لاکھوں منور اور تابناک ہوگئے ۔ اس منبع سیل رواں کے فیض سے جہانِ سنیت کی زمینوں میں علم و عمل کے گلستاں سرسبز و شاداب ہو رہے ہیں ۔ آپ کے تلامذہ اور فیض یافتگان مبارک پور کی سرزمین سے اٹھے اور دنیا کے کثیر ممالک میں ابرِ باراں بن کر چھا گئے اور تشنگانِ علم و حکمت کے دلوں پر جھوم کر برس رہے ہیں۔

خاندانی احوال:

آپ کا اسم گرامی اور نسب اس طرح ہے: عبد الشکور بن علی محمد ابن صولت علی عرف سولی میاں ۔ حضرت محدث جلیل علیہ الرحمہ کے خاندان میں موجود شرافت اور نیک نامی دور دور تک مشہور تھی، احباب اور معاشرے میں آپ کے والد گرامی اور جد امجد کے خاصے اثرات تھے ، والد ماجد رئیس اور ذمہ دار تھے، علاقے بھر میں "چودھری صاحب" کے لقب سے معروف تھے ۔ علما، مشائخ اور اہل علم کے قدرداں تھے ۔ بیرونی مقامات سے اہم شخصیات کی آمد ہوتی تو میزبانی کی ذمہ داریاں ان کے حصے میں بھی آتیں ، حضور سید العلما علامہ سید آل مصطفیٰ برکاتی مارہروی، سرکار مفتی اعظم ہند بریلوی قدس سرہ اور پیر طریقت حضرت علامہ شاہ نور الہدیٰ گیاوی وغیرہ اکابر اہل سنت کی جلوہ گری ہوتی تو اہتمام کا شرف اسی خاندان کو حاصل ہوتا ۔ حضرت محدث جلیل علیہ الرحمہ کی عمر شریف ابھی تقریباً 36 برس تھی کہ والد ماجد جناب علی محمد مرحوم ربیع الآخر 1391ھ مطابق 5 جون 1971، بروز شنبہ وصال فرما گئے ۔ اللہ تعالیٰ جنت الفردوس بنائے ۔ چند برس بعد آپ کی والدہ ماجدہ محترمہ تیسیر النساء مرحومہ بھی وصال فرما گئیں ۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جنت نشیں بنائے ۔

عہد طالب علمی ہی میں ہی والدین کریمین نے عقد مسنون نکاح کرادیا تھا، آپ کی اہلیہ نیک سیرت اور صالحہ تھیں، نمازوں کی پابندی اور امور خانہ داری میں مہارت رکھتی تھیں، خاندانی معاملات کا معیار اپنے شعور سے برقرار رکھتیں اور اعزہ و اقارب کے ساتھ برتاؤ کے حسن میں بڑا توازن رکھتی تھیں، علما و مشائخ اور مہمانوں کے لیے وسعت بھر اچھے اچھے پکوان تیار کرتی تھیں، اپنے رفیق حیات حضرت محدث جلیل علیہ الرحمہ کے احکام اور آداب کا بھرپور خیال فرماتیں نیز حضرت محدث جلیل علیہ الرحمہ بھی ان کے حقوق کی ادائیگی میں یادگار امور انجام دیتے، خاص بات یہ کہ محترمہ مرحومہ نے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت میں قابلِ ذکر خدمات انجام دیں۔ بفضلہ تعالیٰ تمام اولاد خوش اخلاق اور نیک نام ہے۔

آپ کی پانچ اولاد امجاد ہیں، سب نیک اور بڑی حد تک پابند شرع ہیں۔ تین فرزندار جمند ہیں، بڑے ماسٹر جمیل احمد ہائی اسکول کے ٹیچر تھے، ریٹائر ہو گئے تھے اور افسوس، دنیا سے رخصت بھی ہو گئے، اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے، آمین۔ دوسرے فرزند ارجمند جناب حافظ اجمل مصباحی ہیں۔ ماشاء اللہ کپڑے کے تاجر ہیں اور اپنے گھر پر مقیم ہیں، اللہ تعالیٰ حسنِ عمل کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے، آمین۔ چھوٹے فرزند ارجمند ڈاکٹر رضوان احمد ایک کامیاب معالج ہیں۔ محلہ غوث نگر، کریلی الہ آباد میں خوب صورت اور وسیع مکان تعمیر کر لیا ہے۔ آپ اپنی فیملی کے ساتھ اسی میں مقیم ہیں۔ الہ آباد میں معروف و مقبول ہاسپٹل چلاتے ہیں۔ آپریشن وغیرہ میں بھی کامیاب سرجن ہیں۔ آپ نے مبارک پور رہ کر انٹر کیا تھا، ان دنوں آپ سے ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں۔ والد گرامی کی نکوکاری کا آپ پر پورا اثر ہے۔ انٹر کے بعد ڈاکٹریٹ کے ایڈمیشن کے لیے آپ کاوشیں فرمارہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے آپ کو کامیاب اور مقبول ڈاکٹر بنادیا۔ علاج و معالجہ کرنا بھی خدمت خلق کا بہترین ذریعہ ہے۔ حضرت محدث جلیل علیہ الرحمہ بھی جب بیمار ہوئے اور چلنے پھرنے سے معذور ہوئے تو ڈاکٹر رضوان احمد الہ آباد میں موجود اپنی قیام گاہ پر لے گئے اور بڑے اطمینان و سکون سے رکھا۔ ضروری خدمات بھی انجام دیں اور علاج بھی کراتے رہے۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر رضوان احمد کی ایک بڑی ہمشیرہ بھی اپنے والد گرامی کی خدمت کے لیے الہ آباد پہنچ گئی تھیں۔ حضرت محدث جلیل علیہ الرحمہ کے متعدّد قریبی رشتہ دار بھی پہلے سے الہ آباد میں رہتے ہیں۔ آپ کی بارگاہ میں ان کا آنا جانا بھی مسلسل لگا رہتا تھا۔ حضرت محدث جلیل کی دو صاحب زادیاں ہیں، بفضلہ تعالیٰ صالحہ اور پابند صوم و صلاۃ ہیں، انھوں نے بھی والدین مرحومین کی خوب خوب خدمت انجام دی۔ اللہ تعالیٰ انھیں لمبی عمر اور دنیا و آخرت کی خوشیاں نصیب فرمائے۔ آمین۔

ذاتی کوائف اور تعلیمی مراحل:

آپ کی ولادت با سعادت باعتبار سند 25 رمضان المبارک 1353ھ/یکم جنوری 1935ء بروز منگل موضع ست گاواں تحصیل ہریہر گنج ضلع پلاموں بہار میں ہوئی۔ مذہبی اور صالح خاندان میں محبتوں کی چھاؤں میں پرورش ہوئی، والدین اور اہلِ خاندان کو مذہبی اقدار کا احترام کرتے ہوئے دیکھا، اسی کا نفسیاتی اثر آپ کے دل و دماغ نے فطری طور پر قبول کیا، افکار و معلامات میں اس کے اثرات محسوس کیے گئے۔ محلہ اررواں، ہریہر گنج میں مدرسہ سراج العلوم ہے، اس میں ایک بافیض استاذ گرامی حضرت عبد السبحان مرحوم کی درس گاہ تھی جس سے حضرت محدث جلیل علیہ الرحمہ نے تعلیم کا آغاز کیا، چند برس پہلے ہم مدرسہ سراج العلوم کے سالانہ جلسۂ دستار بندی میں مدعو تھے، اس ادارے میں شب بھر قیام کرنے کی سعادت بھی حاصل کی۔ اراکین اور اساتذہ نے بڑی محبتوں کا مظاہرہ فرمایا، اجلاس کی صدارت شیخ طریقت حضرت مولانا شاہ نعیم الہدیٰ سراجی مصباحی دام ظلہ العالی نے فرمائی جب کہ نام ور فاضل اشرفیہ حضرت مولانا محمد عمر نورانی مصباحی گیاوی دام ظلہ العالی بحیثیت خطیب جلوہ گر تھے، ہمیں دن میں، جلیل القدر فاضل جلیل حضرت علامہ محمد خادم رسول مصباحی علیہ الرحمہ اور استاذ الحفاظ حضرت حافظ خلیل الرحمٰن علیہ الرحمہ کے مزارات پر بھی حاضری کی سعادت عطا فرمائی، ہمیں وہ خالی جگہ بھی دکھائی گئی جس کے بطن میں محدث جلیل حضرت علامہ شاہ عبد الشکور عزیزی علیہ الرحمہ کو آرام فرمانا تھا، واضح رہے کہ یہ دونوں بزرگ حضرت محدث جلیل علیہ الرحمہ کے اساتذۂ گرامی ہیں ان دنوں حضرت محدث جلیل سخت بیماری کی وجہ سے الہ آباد کی سرزمین پر منتقل ہو چکے تھے۔ ہمیں بعض ذمہ داروں نے ہریہر کے ادارے مدرسہ سراج العلوم کا وہ کمرہ بھی دکھایا جس میں حضرت محدث جلیل نے اپنی تعلیم کا آغاز کیا تھا۔ اور اسی درس گاہ میں آپ نے قرآن عظیم کا حفظ شروع کر دیا تھا۔

حضرت محدث جلیل درس حفظ کی تکمیل کے لیے مدرسہ سراج العلوم مہراج گنج، ضلع اورنگ آباد بہار تشریف لے گئے، یہاں آپ نے استاذ الحفاظ حضرت حافظ و قاری خلیل الرحمٰن علیہ الرحمہ کی درس گاہ میں حفظ قرآن کی تکمیل کی، انتظامیہ نے بڑے حوصلوں کے ساتھ جشن دستار بندی کا انعقاد کیا۔ اس میں جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اور آپ کے نام ور تلمیذ رشید سراج ملت پیر طریقت حضرت مولانا شاہ سراج الہدیٰ مصباحی گیاوی علیہ الرحمہ کے ہاتھوں دستار حفظ سے سرفراز ہوئے۔

اس کے بعد آپ محلہ گیوال بیگہ گیا شہر کی معروف خانقاہ بیت الانوار کے ادارہ دار العلوم عین العلوم میں درس نظامی کے لیے تشریف لے گئے۔ وہاں ان دنوں اہلِ خانقاہ اور اساتذہ جلوہ گر تھے، خاص طور پر سراج ملت حضرت مولانا شاہ سراج الہدیٰ قادری مصباحی علیہ الرحمۃ والرضوان بھی مسندِ سجادگی پر فائز تھے۔ آپ دار العلوم اشرفیہ مبارک پور کے اولین فضلا میں سے تھے۔ بیت الانوار گیا بہار سے حضور حافظ ملت نور اللہ مرقدہ اور آپ کے خانوادے کا بڑا گہرا تعلق رہا ہے جو آج تک باقی اور جاری ہے۔

ایک بار حضور سراج ملت علیہ الرحمہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور تشریف لائے، خادم کو حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ نے طلب فرمایا، وہاں حضرت سراج ملت علیہ الرحمہ جلوہ گر تھے۔ حضرت سے شرفِ نیاز حاصل کیا۔ آپ پابندی سے ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور کا مطالعہ فرماتے تھے، آپ نے بطور خاص ماہنامہ اشرفیہ کا دفتر دیکھنے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ دفتر تو قصبہ کے اندر دار العلوم اشرفیہ کے ایک بڑے ہال میں ہے۔ بروقت میں آپ کو بالائی منزل پر اپنی درس گاہ میں لے گیا۔ وہاں دو الماریاں لگی ہوئی تھیں۔ حضرت درس گاہ میں جلوہ ریز ہوئے، بڑی محبتوں اور نوازشوں کا مظاہرہ فرمایا۔ یہ ہم پہلے سے جانتے تھے کہ حضور حافظ ملت کو پینے والے جناتی تعویذ کی اجازت آپ ہی کی خانقاہ سے حاصل ہوئی تھی۔ ہم نے بڑے ادب سے اس تعویذ کے لکھنے کی اجازت طلب کی۔ حضرت نے تعویذ لکھ کر دکھایا اور اس کے لکھنے کی اجازت سے سرفراز فرمایا اور بہت دعاؤں سے نوازا۔ آپ ہی کے خاندان کے دوسرے فاضل بزرگ حضور حافظ ملت کے تلمیذ رشید حضرت علامہ شاہ تجمل الہدیٰ مصباحی گیاوی علیہ الرحمہ امتحان لینے کے لیے جامعہ اشرفیہ مبارک پور مدعو کیے گئے تھے، حضرت نے ہماری درسی کتاب "نور الانوار" میں 100 نمبر عنایت فرمائے۔ پرنسپل محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری نے اپنے خاص لہجے میں اس پر اعتراض کیا تو ماشاء اللہ آپ نے معقول جواب عنایت فرمایا اور نمبر سو کے سو رہے۔ اسی مناسبت سے بروقت ایک بات اور یاد آرہی ہے حضور حافظ ملت کے برادر خورد حضرت مولانا حکیم عبد الغفور بھوج پوری علیہ الرحمہ جنھیں جامعہ فاروقیہ عزیز العلوم بھوج پور میں طلبہ کے امتحان لینے کے لئے مدعو کیا گیا، آپ نے ایک گھنٹے سے زیادہ ہماری داخل درس کتاب "صفوۃ المصادر" کا امتحان لیا۔ آپ ماشاء اللہ حضور حافظ ملت کے پرتوِ جمیل، انتہائی صالح، تقویٰ شعار اور تہجد گزار تھے، آپ نے بفضلہٖ تعالیٰ سو میں ایک سو پانچ نمبر عنایت فرمائے اور بہت بہت دعاؤں سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین۔

حضرت محدثِ جلیل علیہ الرحمہ اسی عہد سے انتہائی نیک، محنتی، اساتذہ اور مشائخ کا احترام کرتے تھے۔ جو طلبہ اپنے اساتذہ اور اپنے اکابر کا احترام کرتے ہیں ان پر فضل الٰہی کے بادل جھوم کر برستے ہیں۔ اور وہ کامیابیوں کی منزلوں سے بھی ہم کنار ہوتے ہیں۔

اس کے بعد آپ مدرسہ حمیدیہ رضویہ، محلہ مدن پورہ بنارس میں پانچ برس زیر تعلیم رہے۔ اپنے اساتذہ کے علوم کی دولت سے سرفراز ہوئے، یہاں ایک سے ایک باکمال اساتذۂ کرام تھے، خاص طور پر اشرف العلما حضرت علامہ سید شاہ حامد اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی قدس سرہ استاذ دار العلوم حمیدیہ رضویہ بنارس، بعد میں استاذ گرامی حضور حافظ ملت نے آپ کو بحیثیت مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارک پور بلا لیا۔ یہاں آپ نے تقریباً 17 برس تک انتہائی محنت سے تدریسی خدمات انجام دیں، اس کے بعد زکریا مسجد ممبئی کی امامت و خطابت کے لیے ایک نیک سیرت فاضل جلیل کی جگہ آئی تو حضور حافظ ملت قدس سرہ نے حضور اشرف العلما کو ممبئی بھیج دیا۔ تا عمر آپ نے زکریا مسجد ممبئی میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دیے۔ اسی دوران آپ نے سنی دار العلوم محمدیہ ممبئی قائم فرمایا۔ آپ زندگی کی آخری سانس تک اسی کے شیخ الحدیث رہے۔ حضرت محدث جلیل کے دوسرے اہم استاذ اہلِ سنت کی شہرۂ آفاق شخصیت حضرت علامہ محمد خادم رسول مصباحی گیاوی علیہ الرحمہ صدر المدرسین مدرسہ حمیدیہ رضویہ بنارس تھے۔

مدرسہ حمیدیہ رضویہ کے طلبا اپنی جاگیروں سے کھانا لاتے اور بچی ہوئی روٹیاں ایک خاص طاق میں رکھ دیتے۔ جن طلبہ کے پاس ناشتے کا انتظام نہیں ہوتا وہ ان روٹیوں کو پانی اور نمک کے ساتھ صبح استعمال کرتے۔ حضرت محدث جلیل نے ارشاد فرمایا:

”رات کی روٹی پر گزر بسر کرنے والوں میں سے میں بھی ہوتا اور ایک دوبار نہیں بلکہ متعدّد بار اس کمی سے دوچار ہونا پڑا اور میں بھی بڑی خندہ پیشانی سے اپنا وقت گزار لیتا۔“

جب آپ مدرسہ حمیدیہ رضویہ، بنارس میں شرح جامی پڑھ رہے تھے، تو حضرت علامہ محمد خادم رسول علیہ الرحمہ نے آپ کو حکم دیا تھا، کہ کافیہ پڑھنے والے بچوں کو آپ درس دیا کریں۔ یہ سلسلہ بڑا مفید ثابت ہوا، آپ کی تدریسی صلاحیت دیکھ کر استاذ گرامی نے بھی مسرت کا اظہار فرمایا۔

آپ کی علمی پختگی اور دور بینی کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ جب آپ مولوی کا امتحان دے رہے تھے،، اس زمانے میں اپنے سے اونچی جماعت والے بچوں کو عالم کے امتحان کی تیاری کے لیے منطق کی مشہور کتاب قطبی کا نوٹ تیار کر کے دیا۔

شاہ فیصل کی بنارس آمد:

قیام بنارس کے زمانے میں مملکتِ سعودیہ کا مشہور حکمراں شاہ فیصل دورہ ہندوستان پر آیا تھا، تاج محل کی سیر و تفریح کے بعد سیدھے اس کی آمد بنارس ہوئی، اس کے آنے سے قبل ریلوے کے چند مخصوص ڈبوں سے عربی فوج کا دستہ پورے بنارس اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر پھیل گیا پھر کچھ دیر بعد شاہ فیصل کی گاڑی آئی، اس کی آمد کے ذکر میں ایک خاص بات یہ تھی کہ اس نے حکومت ہند سے ایک خاص شرط منظور کرائی تھی کہ میں جدھر سے بھی گزروں گا، سر راہ کوئی بھی مورتی (بت) بے پردہ نہ رہے۔ چناں چہ بنارس کی جن شاہراہوں سے شاہ فیصل کا گزر ہوا تمام معبودان باطل کے چہرے پر سیاہ کپڑا رکھ دیا گیا تھا، لب سڑک عمارتوں کی ہر منزل پر فوجی دستے تعینات کیے گئے تھے، حضرت محدث جلیل فرماتے ہیں کہ:

”شاہ فیصل کی آمد سے شہر بنارس میں ایک اسلامی رعب و دبدبہ کا مضبوط طاقت ور ماحول محسوس کیا گیا جب کہ کچھ ہی دنوں بعد شاہ ایران کی آمد بنارس میں ہوئی جس سے کچھ بھی فرق نہ پڑا۔“

شاہ فیصل کی واپسی کے بعد ایک بڑا مشاعرہ بنارس میں منعقد ہوا، جس میں ایک شاعر شاہ فیصل کی آمد پر بتوں پر لگائے گئے پردوں سے متعلق اپنے کلام میں ایک شعر پیش کیا، جس پر خوب داد و تحسین سے نوازا گیا، پھر وہ شعر اتنا مشہور ہوا کہ خاص و عام کے درمیان زبان زد ہو گیا تھا۔

دار العلوم اشرفیہ مبارک پور میں:

اس کے بعد آپ غالباً 1957ء یا 1958ء میں خاک ہند کی شہرۂ آفاق درس گاہ دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور تشریف لائے۔ یہاں کا تعلیمی نظام آپ کے مربی و استاذ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے زیر صدارت تھا۔ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ مٹی کو کندن بنانے کا فن جانتے تھے، شخصیت سازی میں اپنی مثال آپ تھے۔ ملک اور بیرون ملک سے جو ذرے یہاں آئے وہ آفتاب و ماہتاب بن کر نکلے۔ دین و دانش کے بیشتر میدانوں میں انھوں نے تاریخ ساز خدمات انجام دیں۔ کون نہیں جانتا مرتب فتاوی رضویہ حضرت علامہ حافظ عبد الرؤف بلیاوی، شیخ العالم حضرت علامہ سید شاہ اظہار اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی، شیخ و خطیب حضرت علامہ سید شاہ کمیل اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی، حضرت علامہ ارشد القادری، شارح بخاری حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی، شیخ الاسلام سید محمد مدنی اشرف اشرفی جیلانی، مناظر اہل سنت حضرت علامہ مشاہد رضا حشمتی مصباحی پیلی بھیتی، معروف خطیب و مفکر حضرت علامہ قمر الزماں اعظمی، شہرۂ آفاق خطیب حضرت مولانا عبید اللہ خان اعظمی سابق ایم پی اور صدر العلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی وغیرہ ہزاروں علما اور مشائخ آسمان سنیت کے تابندہ ستارے ہیں اور آج بھی تلامذہ کے تلامذہ اور فیض یافتگان اپنے ملک اور دیگر ممالک میں دین و دانش، رشد و ہدایت اور تصنیف و افتا میں قابل صد افتخار کارنامے انجام دے رہے ہیں۔ رب جلیل ان فیض بخشیوں کے سلسلوں کی عمر دراز فرمائے۔ آمین۔

جامعہ اشرفیہ میں آپ اپنے مقصد کے حصول میں پوری یکسوئی کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔ حضرت کی تعلیم مبارک پور قصبہ میں موجود دار العلوم اہل سنت اشرفیہ مصباح العلوم میں ہوئی، پڑھنے کے زمانے میں چند بچے حضور حافظ ملت کی قیام گاہ پرانی بستی میں رہا کرتے تھے، ان خوش بخت طلبہ میں آپ بھی ہیں، جنھیں حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی خلوت و جلوت بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا، حضرت محدث جلیل فرماتے ہیں کہ:

”میری زندگی میں علم و عمل کا یکساں عکس جمیل جو نقش ہوا،

وہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی خلوت و جلوت کے مشاہدہ ہی سے جسے میں نے اپنی زندگی کے لیے مہمیز بنایا۔"

حضور حافظ ملت صرف ایک کامیاب درس گاہی استاذ ہی نہیں تھے بلکہ طلبہ کے مخلص مربی بھی تھے۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ بیرونی طلبہ تیوہاروں کے مواقع پر والدین اور اہلِ خانہ سے دور رہتے ہیں، اہلِ خانہ سامنے نہیں ہوتے تو انھیں ان کی یاد تڑپاتی ہے، لہٰذا تیوہاروں کے مواقع پر حضور حافظ ملت طلبہ کو عیدی عطا فرماتے اور اپنے گھر بلا کر تیوہار کی مناسبت سے کھانے کو عطا فرماتے اور اگر کبھی کوئی طالب علم بیمار ہو جاتا تو اس کی عیادت فرماتے اور کچھ روپے عطا فرماتے، حضرت محدث جلیل علیہ الرحمہ خود پر حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی کرم نوازی کا ذکر کرتے ہوئے خود ارشاد فرماتے ہیں:

"عید الاضحیٰ کے موقع پر عیدی اور علالت کے وقت علاج کے لیے حضور حافظ ملت عیہ الرحمہ مجھے روپئے عطا فرمایا کرتے تھے۔"

حضرت محدث جلیل نے فرمایا کہ:

"حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی نوازشات کا طرۂ امتیاز بالکل منفرد تھا، اس کی مثال کے لیے ایک واقعہ بتا دیتا ہوں۔ مالا بار کے ایک طالب علم ابن حسن جو مالی اعتبار سے کافی کمزور تھا، حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ ان کے لیے مجھے چند روپے دیتے اور فرماتے یہ ابن حسن کو دے دینا اور یہ نہ بتانا کہ کس نے دیا ہے، کیوں کہ وہ غریب ہے۔"

زمانہ طالب علمی کا ایک یادگار واقعہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ سے متعلق آپ نے بیان فرمایا:

"حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے نزدیک دینی ضروریات کے علاوہ مخلوق خدا کی حاجت کے لیے بھی کوئی وقت مقرر نہ تھا، یہاں تک کہ جب کوئی حاجت مند آپ کے پاس کسی مقصد کی غرض سے آتا تو آپ اپنے آرام کا خیال کیے بغیر اس کی حاجت روائی کرتے، ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ دیر رات میں کسی پروگرام سے واپس آئے اور جیسے ہی آپ کو نیند آئی کہ ایک غیر مسلم دعا کرانے کی غرض سے آپ کے دولت کدہ پر حاضر ہوا، اس کی آمد پر ہم لوگ بیدار ہو گئے، پھر ہم لوگوں نے اس شخص کو روک لیا اور حضرت کے بیدار ہونے کا انتظار کرتے رہے، یہاں تک کہ حضرت نماز تہجد کے لیے بیدار ہوئے، اس شخص کی اطلاع ملنے پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ کب آنا ہوا؟ اس نے کہا حضرت کافی دیر سے یہاں بیٹھا ہوں، مگر آپ کے بچوں نے بیدار کرنے سے منع کر دیا، اس بات کو سننے کے بعد کافی افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ہم سبھوں سے ناراضگی کا اظہار فرمانے لگے، پھر ہم ساتھیوں نے آپسی مشورہ کیا کہ کسی مناسب وقت پر حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ سے عرض کریں گے کہ حضرت ہم سبھوں کی خواہش ہے کہ تعویذ وغیرہ کے کے لیے ایک وقت متعیّن کر کے اس کا اعلانیہ باہر لگا دیا جائے، تاکہ مخلوق خدا وقت پر اپنی ضرورت حاصل کر سکے۔ پھر موقع دیکھ کر ہم سبھوں نے عرض کیا، یہ سننے کے بعد حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کا چہرہ افسردہ ہو گیا اور ارشاد فرمایا:

"زندگی کے سارے وقت ختم ہو گئے تو اخیر وقت میں اب کیا وقت متعیّن کیا جائے گا۔"

حضرت محدث جلیل علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا:

زمانہ طالب علمی میں ایک مرتبہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے میرے چہرہ کو دیکھتے ہوئے فرمایا:

"کھانا پینا وقت پر کرتے رہو کیوں کہ صحت رہے گی تو دین کا کام بھی کرو گے اور دنیا کا کام بھی انجام دے سکو گے۔

یہ بھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ "گوشت کے بعد دودھ پینا بہت مفید ہوتا ہے۔"

جامع معقولات و منقولات حضرت علامہ حافظ عبد الرؤف بلیاوی نائب شیخ الحدیث دار العلوم اشرفیہ کی درس گاہ میں ہدایہ آخرین پڑھتے تھے۔ حضرت محدث جلیل خود ارشاد فرماتے ہیں:

"آئندہ ہونے والے اسباق کا مطالعہ کرتا اس میں جو سوالات ہوتے از خود دفع کرنے کی کوشش کرتا مگر عجیب اتفاق کہیے کہ ایک مرتبہ ایک ایسا اعتراض ذہن میں پیدا ہوا کہ اس کا دفع از خود نہ ہو سکا اس کے دفع کے لیے حضرت علامہ عبد الرؤف صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر اعتراض و شبہہ کو بیان کیا، حضرت کچھ دیر سوچتے رہے پھر مسکرا کر فرمایا کہ "یہ مت سوچنا کہ جواب میں غور کر رہا ہوں بلکہ میں یہ سوچ رہا تھا، کہ آخر یہ اعتراض و شبہہ تمھارے ذہن میں آیا کیوں؟ پھر صافی و شافی جواب عنایت فرما کر مطمئن کر دیا۔"

حضرت محدث جلیل اپنی دستار بندی اور داخل سلسلہ ہونے کا ذکر اس طرح فرماتے ہیں:

"حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ و دیگر اساتذۂ کرام کے زیر سایہ تعلیم کا سلسلہ تکمیل کو پہنچا اور سن 1960ء میں یہیں سے فراغت ہوئی۔"

جشن دستار فضیلت میں کبار علماے کرام میں سے کون کون حضرات تھے، اب ذہن سے اوجھل ہو گیا۔ البتہ ایک نقش ابھی اسی طرح باقی ہے جس طرح ذہن میں چھپا تھا، یعنی صاحب زادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ شریک ہوئے اور دستار کی صبح حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے کمرہ دارالحدیث میں آپ کے سامنے بخاری شریف کی اول اور آخر کی حدیث شریف پڑھی گئی اور آپ نے سماعت فرمائی، اس کے بعد آپ کے ہاتھوں پر بیعت کر کے رضوی مریدوں کی صف میں داخل ہوا۔"

محدث جلیل علیہ الرحمہ اپنے تمام اساتذۂ کرام سے حد درجہ متاثر تھے، مگر اپنے مخلص استاذ حضور حافظ ملت قدس سرہ اور حضرت علامہ حافظ عبدالرؤف بلیاوی علیہ الرمہ کی تربیت اور محبت سے سب سے زیادہ متاثر تھے۔

اساتذۂ کرام:

(1)-جلالۃ العلم استاذ العلما حضرت حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی بانی جامعہ اشرفیہ، مبارک پور۔

(2)-مرتب فتاوی رضویہ، وارثِ علومِ حافظ ملت حضرت علامہ حافظ عبدالروف بلیاوی قدس سرہ، نائب شیخ الحدیث دار العلوم اشرفیہ، مبارک پور۔

(3)-اشرف العلما سند السادات حضرت علامہ شاہ سید حامد اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی قدس سرہ العزیز، استاذ جلیل دار العلوم اشرفیہ مبارک پور و بانی دار العلوم محمدیہ، بمبئی

(4)-فاضل جلیل حضرت علامہ شاہ محمد خادم رسول مصباحی علیہ الرحمہ سابق صدرالمدرسین مدرسہ حمیدیہ رضویہ، محلہ مدن پورہ، بنارس۔

(5)- قاضی شرع حضرت مولانا قاضی محمد شفیع مبارک پوری، سابق استاذ و ناظم جامعہ اشرفیہ مبارک پور۔

(6)-بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی مبارک پوری علیہ الرحمہ، سابق صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

(7)-استاذ القراء حضرت قاری محمد یحییٰ سابق استاذ و ناظم اعلیٰ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور۔

(8)-جامع معقولات حضرت علامہ مظفر حسن ظفر ادیبی مبارک پوری سابق استاذ دار العلوم اشرفیہ مبارک پور۔

تدریسی خدمات:

1960ء میں آپ نے فراغت حاصل کی، آپ بخوبی جانتے ہیں کہ طالبانِ علومِ نبویہ جب درس گاہوں سے فراغت پاتے ہیں تو وہ اپنی تقریریوں کے لیے بھی اپنے مخلص اساتذہ کے مشوروں کے محتاج ہوتے بلکہ اکثر تو اساتذۂ کرام ہی کے پاس ضرورت مندوں کی فرمائشیں آتی ہیں کہ ہمیں ان اوصاف کے ایک یا چند اساتذہ کی ضرورت ہے، حضور حافظ ملت خاص طور پر ان امور کو بہ خوبی انجام دیتے تھے۔ شخصیت سازی کے ساتھ جوہر شناسی میں بھی آپ اپنی مثال آپ تھے۔ ایسی کثیر مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں کہ جسے جہاں بھیج دیا، اس نے زندگی کے آخری لمحے تک وہاں خدمات انجام دیں، بڑی سوجھ بوجھ سے انتخاب فرماتے تھے، بروقت دو مثالیں پیش کرتے ہیں:

(1)-روناہی ضلع فیض آباد کے معروف ادارے جامعہ اسلامیہ کے ذمہ دار حضرات نے حضور حافظ ملت سے گوناگوں خوبیوں کے حامل استاذ کو طلب کیا، آپ نے دین و دانش میں دستگاہ رکھنے والے حضرت مولانا قاری جلال الدین رضوی مصباحی دام ظلہ العالی کا انتخاب فرمایا۔ واقعہ یہ ہے کہ جامعہ اسلامیہ کو جن صلاحیتوں کی حامل شخصیت درکار تھی، اس سے کہیں زیادہ آپ کے اندر اوصاف ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو عمر خضر عطا فرمائے۔

(2) جامعہ اسلامیہ روناہی کے لیے آپ سے ایک باصلاحیت استاذ طلب کیا گیا، جامع معقول و منقول حضرت علامہ محمد نعمان خان مصباحی علیہ الرحمہ کو آپ نے منتخب فرمایا، آپ حضور حافظ ملت کے حکم پر تشریف لے گئے اور ریٹائرمنٹ تک اپنی واجبی ذمہ داریاں بہ خوبی ادا کرتے رہے۔ اور بھی بہت سی مثالیں پیش نظر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب پر فضل و کرم کی بارش فرمائے۔

فراغت کے پانچ ماہ بعد حضور حافظ ملت نے بحیثیت نائب صدر مدرس مدرسہ تدریس الاسلام بسڈیلہ، بستی کے لیے آپ کے بارے میں غور کیا جب دل مطمئن ہو گیا تو آپ کو اپنے ساتھ بسڈیلہ لے کر گئے اور آپ کے علم و عمل کا ذکر خیر فرماتے ہوئے آپ کا تقرر کرایا۔ 1961ء سے 1969ء تک مکمل آٹھ برس آپ نے وہاں بحسن و خوبی تدریسی امور انجام دیے، یہ تو آپ بخوبی جانتے ہیں کہ کسی بھی ادارہ میں انتظامیہ کے باہمی اختلافات کے نتیجے میں مشکل ایام بھی آتے ہیں۔ یہاں بھی محدث جلیل الرحمہ کو بعض اوقات بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ حضور حافظ ملت جیسے باعمل صالحین کے تلمیذ رشید تھے، آپ کی نگاہ حالات کی کس مپرسی پر نہیں تھی، بلکہ آپ کی

رگوں میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا خونِ تربیت رواں تھا اس لیے صبر و شکر کے ساتھ۔ آپ تقریباً آٹھ برس تک دینی اور تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ حالات کی تنگی سے جب ظاہری ہمت جواب دے گئی تو آپ انتہائی مجبوری کے عالم میں مستعفی ہو گئے۔ مدرسہ انوار العلوم تلسی پور، گونڈہ میں چند ماہ تدریسی خدمات انجام دیں۔

1970ء میں مدرسہ مسعود العلوم، چھوٹی تکیہ بہرائچ شریف میں تدریس کے لیے آپ کا تقرر ہوا۔ ان اداروں میں آپ کی تدریسی کارناموں کی تفصیل سے بہ خوبی آشنا نہیں۔ ہر ادارے کے تعلق سے تعریفیں تو بہت سننے میں آئیں، سلطان الہند خواجہ غریب نواز کے معروف گدی نشین سلسلہ چشتیہ کے عظیم شیخ حضرت علامہ سید شاہ مہدی میاں چشتی اشرفی دامت برکاتہم القدسیہ بہرائچ شریف کے شاگرد ہیں۔ موصوف نے اپنے خاندانی سلاسل کے علاوہ سرکار کلاں بحر اشرفیت کے دُر نایاب شیخ طریقت حضرت مفتی سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین خانقاہ چشتیہ اشرفیہ حسنیہ کچھوچھہ مقدسہ کی خلافت و اجازت سے بھی سرفراز ہوئے۔

دار العلوم اشرفیہ مبارک پور میں:

1974ء میں آپ کے مشفق استاذ حضور حافظ ملت نور اللہ مرقدہ نے، دار العلوم اشرفیہ مبارک پور میں تدریس کے لیے آپ کو مکتوب تحریر فرمایا، جس کا مضمون یہ تھا:

”میں پلاموں تمھارے علاقہ میں بعد عید الفطر آنے والا ہوں اور اب تمھیں اشرفیہ، مبارک پور میں تدریسی خدمات انجام دینی ہیں، لہذا تیار رہنا میرے ساتھ ہی تم کو مبارک پور آنا ہے۔“

اس مکتوب گرامی کے بعد آپ اپنے احساسات بیان فرماتے ہیں:

”حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کا خط پڑھنے کے بعد میں مسرتوں کی دنیا میں کھو گیا کہ وہ ساعت سعید کتنی حسین ہو گی کہ مادر علمی میں اپنے اساتذۂ کرام کی شفقت کے سایہ تلے تدریسی خدمات انجام دینے کا موقع میسر آئے گا۔“

آپ نے اپنے استاذ و مربی کے مشورے پر سرِ تسلیم خم کیا اور آپ بحیثیت مدرس جامعہ اشرفیہ بہ حسن و خوبی تشریف لے آئے۔ آپ نے لگ بھگ دو برس تک حضور حافظ ملت قدس سرہ کی حیات ظاہری میں تدریسی اور تربیتی خدمات انجام دیں۔ 1976ء میں حضور حافظ ملت کا وصال پر ملال ہوا۔ آپ کی دائمی جدائی سے جہانِ اہل سنت نے سخت اضطراب محسوس کیا۔ آپ نے 1974ء سے 2017ء تک 43 برس تک بہ حسن و خوبی چمنستان تدریس کی آبیاری فرمائی، آپ کو تمام مروجہ علوم و فنون میں دست گاہ حاصل تھی مگر بقول حضور محدث جلیل ”مجھے حدیث، اصولِ فقہ اور معقولات میں خاص دلچسپی ہے“۔ یہ الگ بات ہے کہ کہ تدریس کے اوقات میں یہ پتہ لگانا مشکل ہوتا ہے کہ آپ کو اس فن سے دل چسپی نہیں ہے۔۔ جن حضرات نے آپ کی درس گاہ میں شرف تلمذ حاصل کیا ہے وہ آپ کے تدریسی امتیازات اور خصوصیات کو بخوبی جانتے اور پہنچاتے ہیں۔ بر وقت چند تلامذہ کے اسمائے گرامی پیش کرتے ہیں:

(1)- مبلغ اہل سنت حضرت مولانا توکل حسین مصباحی سابق شیخ الحدیث سنی دار العلوم محمدیہ، ممبئی۔

(2)- حضرت علامہ مفتی شبیر حسن رضوی مصباحی، صدر دار الافتا جامعہ اسلامیہ روناہی۔

(3)- سراج الفقہا حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی شیخ الحدیث و صدر شعبۂ افتا جامعہ اشرفیہ مبارک پور۔

(4)- حضرت مولانا مفتی محمد قمر الحسن بستوی مصباحی خطیب و قاضی مسجد النور، ہوسٹن، امریکہ۔

(5)- حضرت مولانا حافظ خورشید احمد مصباحی سابق صدر مدرس جامعہ فاروقیہ عزیز العلوم، بھوج پور، مراد آباد۔

(6)- فقیہ جلیل حضرت مولانا مفتی مجاہد حسین رضوی مصباحی، شیخ الحدیث و مفتی دار العلوم غریب نواز، الہ آباد۔

(7)- پیکر علم و عمل حضرت مولانا مفتی ارشاد القادری اشرفی مصباحی، سابق استاذ اجمل العلوم، سنبھل، یوپی۔

(8)- وقار سنیت حضرت مولانا معین الحق علیمی مصباحی سابق صدر انتظامیہ دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی سنت کبیر نگر۔

(9)- مرتب جامع الاحادیث حضرت علامہ محمد حنیف خاں رضوی مصباحی بریلوی، سابق صدر المدرسین دار العلوم نوریہ رضویہ بریلی شریف۔؛

(10)- خطیب شہیر حضرت مولانا صغیر احمد جوکھن پوری رضوی مصباحی، بانی دار العلوم قادریہ، رچھا، بریلی شریف۔

(11)- حضرت علامہ مفتی شفیق الرحمٰن عزیزی مصباحی مفتیِ اعظم برطانیہ۔

(12)- حضرت مولانا عبد الحق رضوی سابق مدرس جامعہ اشرفیہ مبارک پور۔

(13)- حضرت مفتی بدر عالم مصباحی صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مبارک پور۔

(14)- اشرف الصوفیہ شیخ طریقت حضرت مولانا سید شاہ اشرف نقشبندی قادری، خطیب وامام باؤلا مسجد، ممبئی۔

(15)- حضرت مولانا محمد نعیم الدین عزیزی ولی عہد خانقاہ عزیزیہ مبارک پور

(16)- حضرت مفتی زاہد علی سلامی استاذ و مفتی جامعہ اشرفیہ مبارک پور۔

(17)- حضرت مولانا فتح احمد بستوی مصباحی، بانی حافظ ملت اسلامک اسمبلی، ڈربن، ساؤتھ افریقہ۔

(18)- حضرت مولانا مفتی محمد یونس مصباحی، مبلغ اور خطیب وامام انگلینڈ۔

(19)- حضرت مولانا محمد نظام الدین مصباحی جامعہ غوثیہ رضویہ، یوکے۔

(20)- حضرت مولانا حسیب اختر مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور۔

دس ہزار سے زائد علما و مشائخ تلامذہ ہیں جو ملک اور بیرون ملک تعلیمی، تبلیغی اور تصنیفی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

محدثِ جلیل ہماری جماعت کے استاذ گرامی:

1985 میں ہم جماعت رابعہ میں داخلہ کے لیے جامعہ اشرفیہ مبارک پور آئے۔ نصیر ملت حضرت علامہ نصیر الدین عزیزی دامت برکاتہم العالیہ سابق استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے اپنی قیام گاہ متصل جامع مسجد راجہ مبارک شاہ میں ہمارا ٹیسٹ لیا اور فرحت و انبساط کے ساتھ ہمیں کامیاب فرمایا، ہم پانچ برس میں درجہ فضیلت کی تکمیل تک پہنچے۔ اس کے بعد تخصص فی الادب العربی میں داخل ہوئے۔ ماشاء اللہ تعالیٰ تمام اساتذہ ہی فضل و کمال کے مہر تاباں اور حسنِ اخلاق کے پیکر تھے، ہم نے حضرت محدث جلیل علیہ الرحمہ کی بے شمار بار زیارت اور دست بوسی کی سعادت حاصل کی، ہمیشہ لبوں پر تبسم دیکھا، ملنساری اور اپنائیت کا احساس فرحت وانبساط میں اضافہ کرتا۔ شرف نیاز حاصل کرنے کے بعد بار بار اس بارگاہ عالی جاہ میں حضوری کے لیے دل مچلتا رہتا، نہ کروفر اور نہ کسی قسم کی تمکنت، ہمیشہ تواضع اور حوصلہ افزائی کے انداز چھائے رہتے، اور نہ آج تک کسی سے سنا گیا کہ ملاقات کی تو حضرت نے تیکھے تیور سے سرفراز کیا بلکہ ملاقاتی ملاقات کے بعد شاداں اور فرحاں نظر آتا۔ ہم نے چند اہم کتابیں آپ کی درس گاہ میں پڑھنے اور سمجھنے کی سعادت حاصل کی۔ سب سے پہلے ذکر کریں گے ہم جامع صحیح مسلم شریف کا۔ آپ نائب شیخ الحدیث تھے اور درجۂ فضیلت میں مسلم شریف پڑھاتے تھے۔ یہ احادیث نبویہ کا زرین مجموعہ ہے یہ اپنی حسن ترتیب میں صحیح بخاری شریف سے بھی ممتاز نظر آتی ہے، اس لیے بعض ناقدین نے اسے بخاری شریف پر بھی ترجیح دی ہے اگر چہ جمہور محققین کا اجماع اسی پر ہے کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ البخاری، یعنی قرآن عظیم کے بعد سب سے صحیح کتاب جامع صحیح للبخاری ہے۔ آپ کے درس میں طلبہ بڑے شوق سے حاضر ہوتے، آپ پڑھانے میں مفاہیم ذہنوں میں اتارنے کا فن بہ خوبی جانتے تھے، درس میں آپ گفتگو طویل نہیں فرماتے بلکہ کچھ اس لب و لہجے میں تفہیم فرماتے کہ نفس مفہوم بھی دلوں میں اتر جاتا اور وارد ہونے والے اعتراضات بھی خود بہ خود دفع ہو جاتے۔ ایک بات آپ ذہنوں میں محفوظ رکھیں کہ حدیث رسول کریم ﷺ کا مکمل ادب واحترام فرماتے، درمیان میں ہنسنے ہنسانے سے بڑی حد تک اجتناب فرماتے، ہاں حدیث میں ہی کوئی رخ خوش کن ہوتا تو معمولی تبسم فرماتے ہوئے گزر جاتے، طلبہ اپنی دلچسپی کا مظاہرہ کرتے تو آپ فرماتے چل بھائی آگے چل، مکمل اسباق بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نازک ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے۔ نہ تفوق اور برتری کا کوئی شائبہ، نہ بیجا اچھلنا کودتا، نہ گفتگو اور تفہیم میں داخلی اور خارجی تکبر کی بو محسوس ہوتی۔ تواضع، انکساری اور سنن مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سانچے ڈھلے رہتے۔ بلاشبہ آپ اپنے استاذ مربی کے سچے علمی اور عملی جانشین تھے۔ سرکار حضور حافظ ملت قدس سرہ کا ذکر بھی عملی مثالوں میں پیش فرماتے۔ طلبہ فرحت و مسرت سے جھوم اٹھتے۔

دوسری فقہ حنفی کی اہم کتاب ہدایہ آخیرین تھی، عبارت سننے کے بعد آپ جو ترجمہ اور تفہیم فرماتے وہ انداز سادہ، موثر اور دلکش ہوتا کہ نفس مفہوم ذہنوں کے دریچوں میں سما جاتا، بعض اوقات مشکل مباحث ہوتے تو سامنے کی مثالوں سے دقیق مسائل کو دلوں میں اتار دیتے، ہم اور آپ سب جانتے ہیں کہ فقہ کے چار مراکز ہیں؛ حنفی، شافعی

، حنبلی اور مالکی، کبھی کبھار فقہ حنفی کو ان پر ترجیح دینے کی معقول تفہیم فرماتے تو ان کی مجروح فکروں کا ذکر بھی اس انداز سے فرماتے کہ ان کی بارگاہوں میں کوئی غیر مناسب لفظ استعمال نہیں فرماتے، بلکہ چاروں ائمۂ فقہ کا تذکرہ مکمل ادب و احترام کے ساتھ فرماتے کیوں کہ ان بزرگوں کے بھی دینی، علمی، فقہی اور روحانی بلند مقامات ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس بارگاہوں میں مقبولیت کے مناصب ہیں اور ان پر بھی فیضان ربانی اور رسول رحمت کی رحمتوں کی ٹھنڈی چھاؤں ہے۔ اسے تو آپ بہ خوبی جانتے ہیں کہ ایک مجتہد اگر اپنے اجتہاد میں درست ہے تو اس پر دس نیکیاں پاتا ہے اور اگر زلت پر ہے جب بھی اسے اس کی کاوش کے صلے میں ایک نیکی ملتی ہے۔

ہماری جماعت نے ایک کتاب غالباً اصول حدیث کی پڑھی تھی، کتاب کے مسائل اگرچہ دقیق ہیں، مگر آپ کی تدریس اور تفہیم نے بڑی حد تک ذہنوں میں اتار دیتے تھے۔ کتاب ختم ہونے کے بعد چند ماہ رہ گئے تو ہماری جماعت نے باہم مشورہ کیا اور حضرت کی بارگاہ میں عرض کیا کہ حضور آپ علم ہیئت کی کتاب ”تصریح“ پڑھا دیں۔ خیر کتاب کا آغاز کیا گیا۔ اب ہم لوگوں نے آسمانوں کی سیر کرنا شروع کر دی۔ کتاب کی تفہیم کے لیے آپ نے مختلف انداز اختیار فرمائے۔ مفسر قرآن صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ اس فن میں بھی دست گاہ رکھتے تھے۔ آپ نے سمجھنے اور سمجھانے کے لیے چند گلوب تیار کرائے تھے۔ جامعہ نعیمیہ مراد آباد سے کسی وقت غالباً دو گلوب حاصل کر لیے گئے تھے۔ حضرت محدث جلیل نے امام احمد رضا لائبریری سے ایک گلوب نکلوا لیا تھا اور ہیئت کے مباحث کو اس کی روشنی میں سمجھانے کی بھرپور کوششیں فرماتے۔

حج و زیارت:

حضرت محدث جلیل علیہ الرحمہ شریعت کے سخت پابند تھے اطاعت ربانی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ضمیر وخمیر کے لازمی عناصر تھے۔ خاندان کا ماحول مذہبی اور سلیقہ مند تھا، آپ کے اساتذہ بھی انتہائی نیک اور دیانت دار تھے، ان سب کے اثرات نے آپ کو تقویٰ شعار عالم ربانی بنا دیا تھا، آپ نے اپنی حیات میں دو بار حج و زیارت کی سعادتیں حاصل فرمائیں۔

پہلا مقدس سفر 1997ء میں اور دوسرا 2021ء میں ، دوسری بار آپ نے مکۃ المکرمہ کے باہر اونٹ کی سوری فرمائی، فرمایا کہ اونٹ پر بیٹھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

ماشاء اللہ تعالیٰ دونوں بار کے اسفار فرحت و سرور کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچے، یہ الگ بات ہے کہ ایک عاشق صادق کی مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے دیار پاک سے جدائی قیامت برپا کرتی ہے۔ آپ ایک محدث جلیل اور شرعی تقاضوں سے بہ خوبی واقف تھے، آپ نے انتہائی ادب و احترام کے ساتھ تمام ارکان حج ادا فرمائے آپ نے اپنے آقا کریم اور شافعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی نازک بارگاہ میں ہر ممکن حد تک ادب کے زاویوں کو ملحوظ خاطر رکھا، سچ ہی کہا ہے ایک سچے اور پکے عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

محدث جلیل کے چند اقوال و معمولات:

مصنف جلیل حضرت مولانا مفتی عبدالمجید قادری مصباحی دام ظلہ العالی بڑی خوبیوں کی حامل شخصیت ہے، آپ نے آٹھ برس حضرت محدث جلیل علیہ الرحمہ کی ہم سائیگی میں دارالعلوم اشرفیہ گولہ بازار مبارک پور میں گزارے، آپ نے جلوت و خلوت میں حضرت محدث جلیل علیہ الرحمہ کی زیارت کی، ان کی صحبتوں اور ہدایتوں سے علم و عمل کی دنیا میں بھرپور استفادہ کیا، آپ نے حضرت محدث جلیل علیہ الرحمہ کی شخصیت پر ان کی حیات میں دو تحریریں رقم فرمائیں جو ماہنامہ اشرفیہ 2012ء میں اور دوسری تحریر 2019 میں ہم نے شائع کیں، ماشا اللہ تعالیٰ حضرت ایک بزرگ قلم کار ہیں ہم نے اپنی پیش نظر تحریر میں بھی ان سے استفادہ کیا، اللہ تعالیٰ آپ کا سایۂ کرم دراز فرمائے۔ آمین۔

آپ تحریر فرماتے ہیں:

”مطالعہ کے فوائد: حضرت شیخ الحدیث قبلہ کو میں نے کتبِ مطولات ہی پڑھاتے دیکھا۔ مگر ایک سال میزان و منشعب پڑھانے کے لیے آپ کے حصہ میں آئی۔ تو آپ اس کا بھی بالاستیعاب مطالعہ فرماتے۔ ایک کہنہ مشق استاد، جملہ علومِ عقلیہ و نقلیہ کا جامع جس کی پوری زندگی ایک مرکزی علمی و دینی دانش گاہ سے ایسی جڑی ہے کہ اسے ان سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ الکتاب خیر جلیس، کتاب ہی اس کا بہترین ہم نشیں ہو، وہ میزان کا مطالعہ کرے تو کچھ

عجیب سا معلوم ہوتا ہے۔ میں نے جب کھڑکی سے میزان الصرف پڑھاتے دیکھا اور کم سن طلبہ کی علمی حیثیت و لیاقت اور ان کے مزاج کے مطابق کھلونوں، مٹھائیوں، گلی اور ڈنڈوں سے مثالیں دے دے کر سمجھا سمجھا کر ایسا مگن کر رکھا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دادا اپنے ننھے پوتوں کو لوریاں دے کر کھلا اور بہلا رہا ہو۔ اسے کہتے ہیں تدریس کی دیانت اور تجربہ، یہ بھی محسوس کیا گیا کہ اس کے پڑھنے والے چھوٹی عمر کے طلبہ اس ساعت کا انتظار کرتے تھے، جب کہ ایسی کتابوں کے پڑھانے والے استاذ چھڑی کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ اور طلبہ انھیں قصائی کا کھونٹا سمجھتے ہیں۔ مگر یہ حضرت علامہ عبد الشکور صاحب قبلہ کی خصوصیت ہے کہ کسی بھی طریقے سے طلبہ پر بار نہیں بنتے۔ بلکہ تعلیمی ذوق، حفظ کتب، اور مطالعہ کا خوگر بنا دیتے ہیں۔ سبق کا ناغہ اور بے مطالعہ درس آپ کے یہاں بڑا عیب ہے۔ یہ آپ کی درس گاہی دیانت داری کا بین ثبوت ہے۔" (ماہ نامہ اشرفیہ فروری 2012ء، ص:22)

آپ مزید تحریر فرماتے ہیں:

"اگر کسی کتاب کا مطالعہ کسی وجہ سے رات میں نہ ہو سکا تو صبح کو ناشتہ سے پہلے کرتے، ناشتہ کے بعد سردیوں میں چاے پیتے اور دسمبر جنوری کی سخت ٹھنڈی میں کبھی شام کو بھی پی لیتے، مگر چاے، پان، سگریٹ وغیرہ کے عادی نہیں ہیں۔ کھانے کے بارے میں آپ اس حدیث شریف پر عمل پیرا ہیں۔ ماعاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طعاماقط۔" (ایضًا، ص:24)

طلبہ میں مشہور تھا کہ اگر گھڑی ملانی ہو تو حضرت محدث جلیل کے جامعہ اشرفیہ تشریف لے جانے سے ملا لو، تلاوت قرآن عظیم آپ کا معمول تھا۔ تضییع اوقات سے سخت اجتناب فرماتے، لاحاصل وقت ضائع کرنے والوں کو سمجھانے کی ہر ممکن کاوش فرماتے۔ اگر بار بار کوشش فرمانے کے باوجود بھی وہ راہِ راست پر نہیں آتا تو اس کے حال پر چھوڑ دیتے۔ آپ کی قوتِ شامہ کمزور تھی اس لیے زیادہ خوشبودار تیل اور عطر وغیرہ خوشبودار چیزوں سے اجتناب فرماتے۔ جو طلبہ خوشبو لگا کر آتے وہ درس گاہ میں آپ سے دور بیٹھتے۔ آپ کی یہ خصوصیت طلبہ میں بھی متعارف تھی۔ آپ فرماتے تھے کہ "بے نمازی مولوی دو کوڑی کا"۔

اسی طرح ایک بار حضرت نے بڑے غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: "ارے میاں یہ نماز نہ پڑھنے کی نحوست ہے کہ سنیت دن بہ دن پستی کے غار میں جا رہی ہے۔ یہ لوگ جلسہ و جلوس میں بہت آگے اور نماز میں پیچھے رہتے ہیں۔"

اسی طرح دیگر بے عملیوں سے بھی سخت پرہیز کرتے۔

اپنا کام اپنے ہاتھ سے انجام دیتے۔ حضرت مفتی عبد المجید قادری مصباحی تحریر فرماتے ہیں:

"جمعہ کا دن تھا، صبح تقریبًا دس گیارہ بجے کا وقت تھا۔ میں وضو خانہ پر بیٹھا کپڑے دھو رہا تھا۔ حضرت تشریف لائے، اور کپڑا دھونے لگے۔ میں نے بہت اصرار کیا کہ حضرت آپ کا کپڑا میں دھوئے دیتا ہوں، یہ میری سعادت ہوگی۔ فرمایا:

"اپنے ہاتھ سے بھی کچھ کام کرنا چاہیے۔ اعضا کو جتنا آرام دو، اتنے ہی آرام پسند ہوتے چلے جاتے ہیں۔"

(ماہ نامہ اشرفیہ اپریل 2012ء، ص:36)

محب گرامی حضرت مولانا ریحان رضا انجم مصباحی لائق و فائق مصباحی فاضل ہیں اللہ تعالیٰ تعالیٰ نے آپ کو روحانی رنگ بھی عطا فرمایا ہے۔ آپ نے 2022ء میں عرس حافظ ملت کے موقع پر "حیات محدث جلیل" کے نام سے بانوے صفحات پر مشتمل ایک اہم کتاب شائع کی تھی، ہم نے اپنے اس مضمون میں اس سے بھی استفادہ کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

"ایک مرتبہ گھٹنے کے درد کے لیے آپ کے ساتھ مئو ایک حکیم کے پاس جانا ہوا۔ دوا لے کر قبل عصر ہم لوگ جامعہ پہنچ گئے، میں نے عرض کیا حضور آج دن کی دوا کھا لی جائے۔ تب آپ نے فرمایا: ریحان! آج منگل ہے اور کل بدھ۔ میں نے حدیث پاک میں پڑھا ہے کہ جو کام بدھ سے شروع ہوتا ہے وہ مکمل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا کل صبح سے دوا کھانے کا سلسلہ شروع کروں گا۔ دوسرے دن جمعرات کا دن تھا۔ ناشتہ دان میں روٹی چاول دال اور ایک قسم کی سبزی کے ساتھ ایک ڈبہ میں گوشت تھا۔ حکیم نے میری موجودگی میں گوشت سختی سے منع کیا تھا۔ اس لئے گوشت کے ڈبہ کو میں نے دسترخوان سے دور رکھا۔ کھانا تناول فرماتے ہوئے آپ نے کہا اس ڈبہ میں کیا ہے؟ جس کو دور رکھا گیا ہے۔ میں نے عرض کیا حضور! اس میں گوشت ہے۔ آپ نے فرمایا پھر اسے دسترخوان سے دور کیوں رکھا؟ میں نے عرض کیا مئو والے حکیم نے میرے سامنے کہا تھا کہ گوشت سے پرہیز لازم ہے۔ آپ نے ہنستے ہوئے فرمایا ریحان تم نے یہ نہیں دیکھا تھا کہ وہ

حکیم وہابی ہے، بس اس کی تشخیص شدہ دوا کھا رہا ہوں، لیکن وہابی کی بات پر اتنی پابندی سے گوشت کیسے چھوڑ دوں جب کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کھانے کی اجازت دی ہے۔ پھر میں نے بھی گوشت کے ڈبہ کو دستر خوان سے الگ نہیں رکھا اور آپ بڑے شوق سے تناول فرماتے۔ ایک مرتبہ گوشت کھانے کے درمیان ارشاد فرمایا، ریحان چالیس سال تک طبیعت کے مطابق کھانا وغیرہ کھاؤ پیو۔ کیوں کہ دین و دنیا کا عملی کام کرنے کے لئے اچھی صحت کی سخت ضرورت ہے۔ البتہ جب عمر چالیس کو پہنچ جائے تو کھانے وغیرہ میں احتیاط شروع کر دینا۔" (حیات محدث جلیل ص:24)

بد دیانت استاذ اور طالب علم:

حضرت استاذی الجلیل نے ایک موقع پر مجھ سے فرمایا:

"حافظ صاحب! وہ استاذ نہایت بد دیانت ہے جو اپنے طلبہ کو اپنی درس گاہ سے مطمئن کیے بغیر رخصت کر دے، اور وہ طالب علم بہت بد دیانت ہے جو استاذ سے سمجھے بغیر درس گاہ سے اٹھ جائے۔"

آپ ان طلبہ سے بہت محبت فرماتے ہیں جو مطالعہ کر کے درس گاہ میں آتے ہیں۔ میں نے زمانۂ طالب علمی میں مادر علمی کی فضا میں یوں ہی آپ کی عزت و شہرت محسوس نہ کی۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے وہ خوبیاں اور محاسن آپ کی ذات میں جمع فرما دیے ہیں جو ایک خدا ترس عالم دین اور دیانت دار مدرس میں ہونا چاہیے۔ یہ امتیاز آپ کے یہاں بدرجۂ اتم تھا کہ جب کوئی طالب علم آپ کی درس گاہ میں اعتراض کرتا تو آپ اسے داد و تحسین سے نوازتے اور مسرت کا اظہار فرماتے، پھر وہ اعتراض کرتا تو مسکرا کر ہی جواب دیتے، طبیعت پر گرانی محسوس نہیں کرتے اور نہ دوسرے پر ہونے دیتے۔

حضرت تنازعات اور مناقشات سے کوسوں دور رہتے، آپ جانتے ہیں جہاں ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں وہاں ساری انرجی اسی پر ختم ہو جاتی ہے اور تعلیم دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔ آپ اپنے زمانہ کے کامیاب مدرس اور محنتی اساتذہ کے ساتھ تواضع وانکساری، حلم و بردباری اور اخلاص و محبت کے پیکر ہیں، بہت عظیم ہو کر بھی منکسر المزاج ہیں۔ ازہر ہند جیسی درس گاہ کے شیخ الحدیث رہتے ہوئے بھی کبھی وہ زعم ناروا نہ دکھایا جو اعلیٰ مناسب پاتے ہی، انسانی کمزوری کے طور پر عیاں ہو جاتا ہے، آپ کا مقصد صرف اور صرف بزرگانِ دین، فقہا و محدثین کے سچے متبعین کی طرح درس دیتے رہنا اور ان کی علمی میراث طلبہ میں تقسیم کرتے رہنا، بس۔" (ماہ نامہ اشرفیہ نومبر 2019ء ص:32، 33)

حضرت محدث جلیل علیہ الرحمہ کی چند یادگار باتیں:

آپ کے اوصاف و کمالات کی ایک لمبی داستان ہے، جس رخ کو دیکھیے جہاں در جہاں مسکراتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

آپ حضور حافظ ملت کے سچے عاشق اور وفا شعار تلمیذ رشید تھے۔ 1995ء میں آپ ریٹائر ہوئے، ملک کی مختلف درس گاہوں سے آپ کے پاس برائے تدریس دعوتیں پہنچیں مگر آپ اپنی جگہ مطمئن تھے، جامعہ اشرفیہ کے سربراہ اعلیٰ حضور عزیز ملت آپ کے پاس تشریف لے گئے، مختلف قسم کی باتیں ہوئیں، حضور عزیز ملت نے فرمایا: آپ گورنمنٹ سے ریٹائر ہوئے ہیں مگر جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے نہیں۔ اس لیے آپ سے گذارش ہے کہ حسب سابق اپنی خدمات جاری رکھیں اور دعاؤں سے نوازتے رہیں۔

آپ نے ایک بار غوث نگر، کریلی، الہ آباد میں اپنی قلبی آرزو کا اظہار کیا، کاش شہزادۂ حافظ ملت حضرت عزیز ملت علامہ شاہ عبد الحفیظ سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ سے ملاقات ہو جاتی۔ اب علالت کی حالت میں ان کو مبارک پور تو لے جانا مشکل تھا۔ شاید ڈاکٹر رضوان احمد نے اس آرزو کی خبر مبارک پور پہنچائی اور حضرت عزیز ملت دامت برکاتہم العالیہ اپنے شہزادے نعیم ملت حضرت مولانا محمد نعیم الدین عزیزی کو لے کر الہ آباد تشریف لے گئے۔ انھوں نے اپنے مخدوم زادے کی بارگاہ میں اپنی تمنا پیش کی تھی، اے کاش ہماری نمازِ جنازہ آپ پڑھائیں، آپ نے بھی اپنے عزم و ارادے کا اظہار فرمایا: اگر بر وقت اطلاع مل گئی اور آنا ممکن ہوا تو ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور شرکت کروں گا۔ مگر افسوس اسی دن 6/ نومبر کو آپ کی اہلیہ محترمہ کی نمازِ جنازہ تھی۔ یہ تو آپ بخوبی جانتے ہیں کہ جس عمر میں اہلیہ محترمہ کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے بہ حکم الٰہی وہ ساتھ چھوڑ کر ابدی زندگی کی راہ پر رخصت ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ دونوں کی اپنے خصوصی فیضان سے بھرپور مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں بلند مقامات سے سرفراز فرمائے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضور محدث جلیل علامہ شاہ عبد الشکور عزیزی سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے 43 برس

بحیثیت مدرس رہے اور چودہ برس شیخ الحدیث کے منصب کو سنبھالا۔ ہم نے بھی آپ سے بھرپور استفادہ کیا۔ آپ کی درس گاہ میں کتابیں پڑھنے اور سمجھنے کی کاوش کی۔ خاص بات یہ ہے کہ تعلیم بھی اہم ہے مگر سچی بات یہ ہے کہ ہم نے آپ کی عملی کارگزاریوں سے بہت کچھ سیکھنے اور عمل کرنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ کے نقوشِ حیات پر عمل کرنے کی مسلسل توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت محدث جلیل علیہ الرحمہ کا وصال پر ملال 88 برس کی عمر میں غوث نگر کریلی، الہ آباد یوپی میں ہوا۔ آپ کے جسد مبارک کو آبائی وطن ضلع پلاموں، جھارکھنڈ لایا گیا۔ آپ کے تلامذہ ہزاروں کی تعداد میں ہند اور دیگر ممالک میں دین وسنیت کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ کے معتقدین، علما اور تلامذہ کی تعداد بھی کثیر ہے۔ اولاد امجاد اور اعزہ واقارب اور عوام اہلِ سنت میں آپ کی مقبولیت بھی دیدنی ہے۔ جنازہ کی نماز میں اہلِ محبت کا جم غفیر تھا، نماز جنازہ سیتائی اسکول کے وسیع احاطے میں قصبہ ہریہر گنج ضلع پلاموں، جھارکھنڈ میں ہوئی، امامت کے فرائض پیر طریقت حضرت مولانا شیخ نعیم الہدیٰ سراجی مصباحی گیاوی نے انجام دیے، اور تدفین ضلع بہار کے بنجاری مہراج گنج کے ایک خاص قبرستان میں ہوئی، جس میں نام ور فاضل اشرفیہ حضرت علامہ محمد خادم رسول مصباحی علیہ الرحمہ اور استاذ الحفاظ حضرت حافظ خلیل الرحمٰن علیہ الرحمہ کے مزارات پہلے ہی سے موجود ہیں۔ ان میں پہلے درس نظامی کے اور حفظ کے استاذ ہیں۔ اہل محبت کے ایک جہاں نے آپ کو سپردِ خاک کیا، اللہ تعالیٰ محدث جلیل علیہ الرحمہ پر رحمت وغفران کی تا حشر بارش فرمائے۔ آمین۔

ہم نے محب مکرم ڈاکٹر رضوان احمد سے تعزیت پیش کی۔ ان کی بارگاہ میں تسلی کے بول بولے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ بے نیاز میں دعائے قلبی ہے کہ وہ آپ کو اپنے فضل وکرم سے جنت الفردوس میں بلند مقام سے سرفراز فرمائے۔ مکی مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ آپ کا مقدر بنائے، پس ماندگان، تلامذہ اور اعزواقارب کو صبر وشکر کی توفیق ارزانی فرمائے۔ خاص طور پر ڈاکٹر رضوان احمد اور آپ کے برادر جناب حافظ محمد اجمل مصباحی اور دیگر اہلِ خانہ کو صبر وشکر کی دولت سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔ بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم۔ ◘

(ص:77 کا بقیہ)- ہماری پہلی ملاقات کب ہوئی یہ تو یاد نہیں آرہا ہے مگر آپ سے دو تین بار کی ملاقاتیں تو ذہن میں تازہ ہیں۔ ہمیں یاد آتا ہے جب آپ نے شہر ہبلی میں امام احمد رضا کانفرنس منعقد کی تو اس کانفرنس میں خادم مبارک حسین مصباحی بھی مدعو تھا۔ اس کانفرنس میں حضرت امین ملت، حضرت سید محمد امین میاں قادری برکاتی مارہروی، تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا قادری ازہری بریلی شریف، صدر العلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ مبارک پور، رئیس التحریر حضرت مولانا یٰسین اختر مصباحی علیہ الرحمہ، حضرت مولانا محمد شہاب الدین رضوی سابق مدیر ماہ نامہ سنی دنیا بریلی شریف وغیرہ کثیر علما اور مشائخ جلوہ گر تھے۔ اس موقع پر بڑی تفصیلی ملاقات رہی، خادم کو حکم دیا تھا کہ رپورٹ لکھ کر شائع کر دیں۔ ایک بار بریلی شریف میں حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ شاہ اختر رضا خان قادری ازہری قدس سرہ کی جانب سے امام احمد رضا کانفرنس منعقد ہوئی اس میں بھی زیارت اور ملاقات کا شرف بخشا۔ ایک بار اس کے بعد ہم کسی دینی اجلاس میں شہر ہبلی میں مدعو تھے تو وہاں نہ صرف ملاقات ہوئی بلکہ ادارہ دار العلوم اہل سنت غوثیہ ہبلی میں آپ کی رفاقت میں ناشتہ وغیرہ کا شرف حاصل ہوا۔ ایک بار اور شاید دار العلوم اشرفیہ مبارک پور میں ملاقات ہوئی۔

بہر کیف آپ ایک ملنسار اور دلکش شخصیت کے حامل تھے، آپ کی سادگی سے لگتا نہیں تھا کہ آپ اتنے باصلاحیت اور باکمال علمی شخصیت ہیں۔

بفضلہ تعالیٰ آپ نے دو نکاح فرمائے تھے، مگر مسرت کی بات یہ ہے کہ آپ نے عدل و انصاف کا مظاہرہ فرمایا، دونوں سے اولادیں بھی ہوئیں، آپ کے اہلِ خانہ کی جانب سے کبھی کبھی تو تو میں میں کی آواز بلند نہیں ہوئی مگر کبھی آپ نے کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کیا کثیر العیال ہونے کے باوجود صبر وشکر کے ساتھ زندگی گزاری۔ حرص وطمع سے آپ کا دامن ہمیشہ پاک رہا۔ یہ بلند کردار و اخلاق اور تقویٰ وپرہیزگاری میں آپ کا مقام قابل رشک اور نمایاں تھا۔ اسی کا نام تقویٰ شعاری ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور اپنے خصوصی فضل وکرم سے مغفرت فرمائے، پسماندگان اور متعلقین کو صبر جمیل سے سرفراز فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم۔ ❋❋❋

کیا خبر تھی موت کا یہ حادثہ ہو جائے گا

حضرت عزیز ملت کی اہلیہ محترمہ کا وصال پر ملال

مبارک حسین مصباحی

محترمہ جن صابری بیگم صاحبہ اپنے بچوں سے حسب عادت گفتگو فرما رہی تھیں، بڑے فرزند ارجمند نعیم ملت حضرت مولانا محمد نعیم الدین عزیزی اپنے پدر بزرگوار حضور عزیز ملت دامت برکاتہم القدسیہ کے ساتھ جمشید پور جھارکھنڈ تشریف لے گئے تھے۔ کچھ دیر قبل حضرت نعیم ملت سے گفتگو فرمائی، انھوں نے اپنی امی جان سے عرض کیا تھا، اس وقت آپ اعظم گڑھ دکھالیں اگر فائدہ ہو گیا تو ٹھیک ہے ورنہ ہم آنے کے بعد آپ کو لکھنؤ یا دہلی لے چلیں گے۔ محترمہ امی جان نے دعا دیتے ہوئے بات ختم فرمادی۔ انھیں چیک اپ کے لیے اعظم گڑھ لے جانے کی تیاری ہو رہی تھی، اہل خانہ خواتین بھی موجود تھیں۔ منجھلے فرزند ارجمند ڈاکٹر محمد فہیم عزیزی بھی حاضر تھے موصوف نے انھیں سہارا دے کر بستر پر سیدھا بٹھایا۔ چھوٹے ولد صالح ایک بج کر چالیس منٹ پر جامعہ اشرفیہ سے تشریف لائے، پہلے والدہ ماجدہ کے پاس پہنچے، خیریت دریافت کی، فرمایا: ہاں میں ٹھیک ہوں۔ پھر فرمایا، جاؤ جلدی کھانا کھالو۔ عزیزی بھائی نے کہا کھالوں گا۔ جب والدہ ماجدہ کا اصرار بڑھا تو آپ کھانا کھانے کے لیے دوسرے روم میں چلے گئے۔ کوئی 2 بجے دن کا وقت ہو گا کہ محترمہ امی جان کی اچانک سانس رک گئی۔ ڈاکٹر عزیزی نے ان کا سینہ اور پیٹ وغیرہ زور سے دبایا، دیگر خواتین خانہ بھی گھبرا کر رونے اور بدن دبانے لگیں۔ بھائی محمد عظیم عزیزی نے کھانے کے چند لقمے ہی کھائے تھے، وہ بھی شور سن کر دوڑ کر آئے اور اس کوشش میں شریک ہو گئے، بقول ڈاکٹر محمد فہیم عزیزی ہلکا پھلکا سانس محسوس ہوا۔ ڈاکٹر عزیزی نے اسی دوران ایمبولنس بلوالی، انھیں اشرفیہ ہاسپیٹل لے جایا گیا۔ چیک اپ کیا گیا مشینی حرکت سے ایسا محسوس ہوا کہ ابھی کچھ زندگی کی رمق باقی ہے۔ وہاں موجود حضرات نے کہا کہ انھیں لائف لائن ہاسپیٹل اعظم گڑھ لے چلیں، ایمبولنس سے انھیں لے جایا گیا۔ ڈاکٹر فہیم عزیزی کے فون کی وجہ سے ڈاکٹر باہر ہی موجود تھے، انھوں نے ہاتھ لگاتے ہی کہہ دیا کہ افسوس، صد افسوس! محترمہ دنیا سے تشریف لے گئیں۔ یہ کوئی ڈھائی بجے کا وقت رہا ہوگا، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و کرم سے مرحومہ محترمہ امی جان کی خوب خوب مغفرت فرمائے۔ آمین

مرحومہ کو جب اشرفیہ ہاسپیٹل لے کر چلے تو گھر سے ہمارے گھر کال آئی، اہل خانہ تو اسی وقت اپنے گھر نکل گئے، ہم نے ڈاکٹر محمد فہیم عزیزی کو کال کی مگر جواب ندارد، اس کے بعد برادرم محمد عظیم عزیزی کو فون کیا، انھوں نے خود ریسیو نہ کر کے ہمارے بھائی فراز انجم کو موبائل دے دیا، انھوں نے فرمایا کہ ہم امی جان کو لے کر اعظم گڑھ نکل گئے ہیں آپ دعا فرمائیں۔ اسی دوران عزیز القدر محمد حنظلہ سلّمہ کی کال آئی تھی مگر ہم لاعلمی کی وجہ سے ریسیو نہیں کر پائے۔ ہم نے ان سے رابطہ کیا تو وہ بولے کہ ہم نے آپ کو کال کی تھی اب ہم اعظم گڑھ کے راستے میں ہیں۔ ہم نے کہا ٹھیک ہے مجھے حالات بتاتے رہنا۔ ایک دو منٹ کے بعد حنظلہ عزیزی کی کال آئی کہ دادی جان مرحومہ کا انتقال ہو گیا۔ یہ سن کر ہم حواس باختہ ہو گئے، کلمات استرجاع پڑھے، دل و دماغ کی کیفیت عجیب و غریب ہو رہی تھی حضرت مفتی زاہد علی سلامی کو یہ الم ناک خبر دی ان کی حالت بھی غیر ہو گئی اور ہم دونوں چند منٹ میں کاشانۂ عزیزی میں پہنچ گئے، اندر باہر کہرام تھا، انھیں باہر چھوڑ کر میں اندر پہنچ گیا، چاروں طرف رونے اور چیخنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ ہماری آنکھیں بھی غم کے آنسو بہا رہی تھیں اور دل و دماغ پر پژمردگی چھائی ہوئی تھی، اللہ تعالیٰ کی ایک محبوب بندی نے اپنی جان جان آفریں کے حوالے کر دی۔ آہ! صد آہ۔ مرحومہ کے بچے اور اہل خانہ تو یتیم ہو گئے مگر ان ہی کے ساتھ ہم بھی یتیمی کے زخم سے دوچار ہیں۔ بارگاہ ایزدی میں دعا ہے مولا تعالیٰ تو ہی زندگی اور موت کا دینے والا تو ہی ہے، تو ہی محبت دینے والا ہے اور تو نے ہی ماں کو ممتا عطا فرمائی ہے۔ دنیا میں ہر چیز مل سکتی ہے مگر ماں کی ممتا کہیں نہیں ملتی۔ ہاں ہاں کسی قیمت پر نہیں ملتی۔ یہ دولت بڑی عظیم ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا ۝ (بنی اسرائیل:23)

اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہُوں (اُف تک) نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔

افسوس اس عین موقع پر حضور عزیز ملت علامہ شاہ عبد الحفیظ عزیزی سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور اور آپ کے بڑے فرزند ارجمند محب مکرم حضرت علامہ محمد نعیم الدین عزیزی ان کے ساتھ جمشید پور میں تھے، وصال سے دو ایک گھنٹے پہلے حضرت علامہ محمد نعیم الدین عزیزی سے امی جان کی گفتگو ہوئی تھی۔ بعد میں طبیعت بگڑنے کی اطلاع بھی انھیں دی گئی، دونوں نے اسی وقت ہی تشریف لانے کا پروگرام بنالیا، بائی ایئر بروقت سہولت نہیں تھی اس لیے بائی روڈ ہی آنا تھا، اس کے بعد وصال پر ملال کی الم ناک خبر بھی دے دی گئی۔ خیر یہ قافلہ روانہ ہوا اور صبح چھ بجے کے بعد قیام گاہ پر پہنچا، اب آپ جانتے ہیں کہ حضرت عزیز ملت کا اپنی رفیقۂ حیات کی دائمی جدائی پر عالم کیا رہا ہوگا۔ قلم احساسات کی تعبیر سے قاصر ہے۔ آہ، آہ، صد آہ! محب گرامی نعیم ملت حضرت علامہ مولانا محمد نعیم الدین عزیزی دام ظلہ العالی ولی عہد اور بڑے فرزند ارجمند ہیں ماشاء اللہ تعالی متحمل مزاج، سادہ لوح اور سنجیدہ ہیں ان پر جو غم کا پہاڑ ٹوٹا ہے، اسے بیان کرنے کے لیے الفاظ نہیں مل رہے ہیں، ان کا رونا اور بے چین ہونا آپ خوب سمجھ سکتے ہیں۔

اس المناک ماحول میں اعزہ و اقارب اور حضرت عزیز ملت دامت برکاتہم القدسیہ کے مریدین و متوسلین اور جامعہ اشرفیہ کے فرزندان مصباحی برادران تشریف لاتے رہے ملک اور بیرون ملک سے تعزیتی پیغامات بھی آتے رہے، سوشل میڈیا پر بھی پیغامات نشر ہوتے رہے۔ 6 نومبر 2023ء/21 ربیع الثانی 1445ھ بروز پیر دن کے ساڑھے بارہ بجے محترمہ امی جان مرحومہ مغفورہ کا جنازہ گھر سے اٹھا، گھر میں ایک کہرام تھا، مرد و زن آہوں میں بے حال تھے، گھر کے در و دیوار سے بھی غموں کے آنسو بہا رہے تھے۔ خیر جنازہ چلا، ہزاروں سوگوار کاندھا دینے کے لیے کاوشیں کر رہے تھے، قیام گاہ سے حضور حافظ ملت کے مزار اقدس تک لگ بھگ ایک کلومیٹر کا فاصلہ ہوگا، اہل مبارک پور، ملک بھر سے آئے شیدائی اور طالبان علوم نبویہ کا ایک جم غفیر تھا، درود شریف اور کلمہ طیبہ وغیرہ ورد کرتے ہوئے یہ نورانی ہجوم جامعہ اشرفیہ کے گیٹ میں داخل ہوا۔ سوا بجے عزیز المساجد میں ظہر کی جماعت کا وقت مقرر کیا گیا تھا۔ اذان ہو چکی تھی۔ شرکا نے ظہر کی نماز ادا کی، اور اب عزیز المساجد کے سامنے وسیع میدان میں جنازہ رکھ دیا گیا۔ جنازہ میں مقامی اور قرب و جوار کے علما اور مشائخ تو موجود تھے ہی۔ دور دراز سے بھی بڑی تعداد میں مدارس و خانقاہوں سے علوم و معارف کے اساطین جلوہ گر تھے۔ مریدین و متوسلین ممبئی وغیرہ سے شریک ہو چکے تھے۔

دو بجے کا وقت ہوا، نماز جنازہ کی صفیں لگنے لگیں، لاؤڈ سپیکر سے اعلان ہوتا رہا، لوگ آتے رہے اور صفوں میں شریک ہوتے رہے۔ اعلان ہوا کہ نماز شروع ہونے جا رہی ہے۔ شہزادۂ حافظ ملت عزیز ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ عزیزی سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ سے نماز پڑھانے کے لیے عرض کیا گیا، آپ نے نماز جناز پڑھائی، پورا میدان نمازیوں سے بھرا ہوا تھا۔ حضور حافظ ملت قدس سرہ کے روضے سے پچھم جانب جامعہ اشرفیہ کا قبرستان پہلے ہی سے چھوٹا ہوا تھا۔ کانپتے ہاتھوں سے جنازہ اٹھایا گیا اور بصد حسرت و یاس قبر کے قریب لے جایا گیا، اور پورے ادب و احترام کے ساتھ تدفین عمل میں آئی۔ قل شریف پڑھا گیا اور حضور عزیز ملت دامت برکاتہم القدسیہ نے رقت بھرے انداز میں دعا فرمائی اور یکے بعد دیگرے مٹی دینے کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ سلسلہ دیر تک چلتا رہا۔ نصیر ملت حضرت علامہ نصیر الدین عزیزی نے سرہانے کھڑے ہو کر بلند آواز سے کچھ خاص چیزیں پڑھیں اور حافظ انوار احمد مبارک پوری نے پائتیں کچھ آیات تلاوت فرمائیں اور قبر پر اذان پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ واضح رہے کہ اس قبرستان میں یہ پہلی قبر شریف ہے۔ اب ماشاء اللہ تعالی جو حضرات حضور حافظ ملت نور اللہ مرقدہ کی بارگاہ میں حاضری دینے اور فاتحہ پڑھنے آئیں گے مزار اقدس کے بغل میں اتر جانب مرحومہ نجن صاحبہ علیہا الرحمہ کی قبر انور بھی ہوگی، واضح رہے کہ سرکار حضور حافظ ملت کے مزار اقدس پر مسلسل قرآن عظیم کی تلاوت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اہل نظر فرماتے ہیں کہ جب انسانوں کا سلسلہ ٹوٹتا ہے تو جنات کی آمد شروع ہو جاتی ہے، یہ آستانہ ایک بافیض ولی کامل کا روحانی دربار ہے۔

اسے حسن اتفاق کہیے کہ جب حضور عزیز ملت دامت برکاتہم القدسیہ کی والدہ ماجدہ نجن مرحومہ کا وصال پر ملال ہوا تو وہ بھوج پور ضلع مراد آباد میں تھیں۔ حضور عزیز ملت شرف ملاقات حاصل کر کے جمشید پور تشریف لے گئے تھے، والدہ ماجدہ مرحومہ کا وصال ہوا تو آپ سے رابطے کی ہزار کوشش کی گئی، وہ موبائل کا نہیں ٹیلی فون کا دور

تھا، پورے جمشید پور کا ایکس چینج بیٹھا ہوا تھا، آپ سے رابطہ نہیں ہو سکا تھا۔ آپ دو تین دن کے بعد تشریف لائے، مہینہ اور تاریخ لگ بھگ یہی تھی۔ آپ کا چہلم بھی حضور حافظ ملت نور اللہ مرقدہ کے پہلے عرس کے موقع پر ہوا۔ اب جب کہ اہلیہ محترمہ حجن مرحومہ کا وصال ہوا تب بھی آپ جمشید پور میں تھے۔ دو ایک روز کے فرق کے ساتھ مہینہ بھی یہی ہے، آپ کا چہلم شریف بھی حضور حافظ ملت کے عرس کے موقع پر ہوگا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

محترمہ امی جان مرحومہ و مغفورہ متوسط قد، قدرے بھاری بدن اور انتہائی حسین و جمیل خاتون تھیں۔ عمر لگ بھگ 75 برس ہوگی۔ آپ محلہ لال مسجد پیتل نگری مراد آباد میں پیدا ہوئیں۔ آپ کے والد ماجد خود دار اور باوقار پیتل کے برتنوں کے بڑے تاجر حافظ ابراہیم مرحوم تھے، آپ کی والدہ ماجدہ مرحومہ سادہ لوح، نیک دل اور پابند صوم وصلاۃ تھیں، آپ اپنی اولاد سے حد درجہ محبت فرماتی تھیں، آپ کے دو بڑے فرزند اور سات شہزادیاں ہیں۔ محترمہ حجن امی جان مرحومہ بہنوں میں سب سے بڑی اور سب سے خوشحال تھیں، نانی جان رشیدہ بیگم مرحومہ ہم سے بھی ٹوٹ کر محبت فرماتی تھیں، متعدّد بار ہمارے گھر شاہ آباد ضلع رام پور تشریف لائیں اور اہل خانہ کو مادرانہ شفقتوں کے ساتھ دعاؤں سے نوازتی تھیں، آپ کا وصال ہوا تو ہم اپنے وطن شاہ آباد میں تھے۔ ہم لوگ مراد آباد پہنچے، ہر طرف غم کی چادر تنی ہوئی تھی، بڑے ماموں جان شریف احمد عرف لالہ استاد سے گفتگو ہوئی تو انھوں نے فرمایا کہ نماز جنازہ آپ ہی پڑھائیں گے، وقت پر نماز ہوئی اور تدفین کے بعد ہم واپس ہوئے۔

محترمہ امی جان حجن مرحومہ وضع قطع اور رہن سہن میں انتہائی نستعلیق تھیں، خوش اخلاق اور ملنسار تھیں، غریبوں اور پریشان حال خواتین کا ہر اعتبار سے زبردست خیال فرماتی تھیں۔ آنے جانے والے حضرات وخواتین کے ناشتے اور کھانے کا بھرپور خیال فرماتی تھیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ خدمت خلق کا جذبہ آپ کے دل و دماغ میں ہمیشہ چھایا رہتا تھا، بچوں پر خوب شفقت فرماتی تھیں، پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں پر جان چھڑکتی تھیں، باہم معمولی جھگڑوں پر بچے کہتے ابھی ہم دادی جان سے کہہ دیں گے اور نواسے نواسیوں کی زبانوں پر ہوتا کہ ابھی ہم نانی جان سے کہہ دیں گے، مرحومہ بچوں کو ڈانٹتی بھی تھیں مگر اسی کے ساتھ ڈانٹ کھانے والے بچوں کو خوش بھی کر دیتی تھیں۔ اسے حسنِ اتفاق کہیے کہ وصال کے وقت تک گھر کے سارے کاموں پر نگاہ رکھے ہوئے تھیں، سارے اخراجات بھی اپنے پرس سے ہی ادا کرتی تھیں۔

عرس عزیزی کے موقع پر مہمانوں کی کثرت ہوتی ناشتے وغیرہ کا انتظام پہلے ہی سے کر لیتی تھیں پہلے کچھ سامان بھوج پور وغیرہ سے بھی منگا لیتی تھیں اور اب تو برسوں سے مبارک پور سے ہی خریداری کرا لیتی تھیں۔ تمام مہمانوں پر نگاہ رکھنا، کون کیا پسند کرتا ہے اور کس کا کیا پرہیز ہے۔ آپ کی نقل و حرکت سے لگتا ہی نہیں تھا کہ آپ تھکنا بھی جانتی ہیں۔ فجر کے بعد بچیاں سو جاتی تھیں مگر آپ مسلسل لگی رہتی تھیں۔ نیک دل، خود دار اور جفاکش مجاہدہ تھیں، فیصلہ لینے میں بھی یکتا اور ذمہ دار تھیں، مشکل سے مشکل فیصلہ لے لیتی تھیں اور بفضل رب جلیل اسے پورا کر لیتی تھیں۔

آپ نے برسوں پہلے حج و زیارت کی سعادت حضور عزیز ملت دامت برکاتہم العالیہ کی رفاقت اور سرپرستی میں حاصل کی تھی۔ ارکان حج بڑے سکون سے ادا فرمائے اور بارگاہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں بڑے ادب واحترام سے حاضری کی سعادت حاصل کی، فرماتی تھیں، ہم نے مستجاب مقامات پر سب کے لیے دل سے دعائیں کی ہیں۔ یہ آپ کی دعاؤں کا اثر تھا کہ آپ کے مقدس سفر کے دوسرے سال ہم دونوں [مبارک حسین مصباحی مع اہلیہ] نے بھی اس بابرکت سفر کی سعادت حاصل کی۔

آپ ماشاء اللہ تعالیٰ پابند صوم وصلاۃ تھیں، نفلی نمازیں اور نفلی روزے بھی رکھتی تھیں، کثرت سے قرآن عظیم کی تلاوت کرنا آپ کا معمول تھا، دیگر اوراد و وظائف کی پابند تھیں، کچھ نہ کچھ پڑھنے کے لئے دریافت فرماتی رہتی تھیں۔ آخر میں جب آپ بستر علالت پر تھیں تو مستقل معلوم کرتی رہتی تھیں، درود شریف کثرت سے پڑھتی تھیں، شرعی مسائل کی سخت پابند تھیں۔

آپ کی اولاد امجاد نیک اور صالح ہے۔ عبادت و ریاضت میں بھی سب ذوق و شوق رکھتے ہیں، آپ کے تین فرزند ارجمند ہیں۔

(1) نعیم ملت حضرت مولانا محمد نعیم الدین عزیزی ولی عہد خانقاہ قادریہ عزیزیہ ہیں۔ یہ انتہائی خود دار اور متواضع مزاج ہیں۔ خاصے مشائخ نے آپ کو خلافتوں اور اجازتوں سے سرفراز فرمایا ہے۔ حسن اخلاق کے پیکر اور حد درجہ ملنسار ہیں، ملکی اور غیر ملکی روابط بھی ہیں، خطابت میں بھی منفرد ہیں، عام طور پر جلسوں اور کانفرنسوں کی

صدارت اور سرپرستی فرماتے ہیں۔

(2) ڈاکٹر محمد فہیم عزیزی ہر دل عزیز اور مقبول معالج ہیں۔ بڑی ذمہ داری کے ساتھ اشرفیہ ہاسپٹل چلاتے ہیں۔ روزانہ مختلف امراض کے اسپیشلسٹ آتے ہیں۔ طرح طرح کے آپریشن ہوتے رہتے ہیں اور اپنی قیام گاہ کے بیرونی بیٹھک نما بڑے کمرے میں عزیزی کلینک بھی جاری رکھے ہوئے ہیں جہاں چار بجے شام سے دیر رات تک مریضوں کو دیکھتے ہیں۔ ماشاء اللہ قرب و جوار اور دور دراز سے ضرورت مند مریض بھیڑ لگائے رہتے ہیں۔

(3) محترم محمد عظیم عزیزی عرف بلو بھائی آپ جامعہ اشرفیہ کے شعبۂ حساب و کتاب سے وابستہ ہیں، سنجیدہ اور باوقار ہیں، اپنے کاموں کو ذمہ داری سے پورا فرماتے ہیں۔

مرحومہ محسنہ کی چھ شہزادیاں ہیں ماشاء اللہ تعالیٰ سب شادی شدہ اور خوش رہتی ہیں اللہ تعالیٰ سب کو خوش رکھے۔ ہم بارگاہ ایزدی میں دعا کرتے ہیں، مولا تو رحیم و کریم ہے اپنے بندوں سے ستر ماؤں سے زیادہ محبت فرماتا ہے۔ مرحومہ محترمہ امی جان تیرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امتی ہیں۔ عارف باللہ حضور حافظ ملت قدس سرہ کی سچی خادمہ تھیں، مخدومہ نماز تہجد کے لیے انھیں وضو کا پانی دینے کا شرف حاصل کرتی تھیں، حضور حافظ ملت خوب دعاؤں سے سرفراز فرماتے تھے۔ مخدومہ امی جان مرحومہ نے حضور عزیز ملت کے ساتھ ایک وفا شعار رفیقۂ حیات کی طرح زندگی گزاری، اللہ تعالیٰ نے اس رفاقت کی بڑی برکتیں عطا فرمائیں۔

یہ غم صرف اہل خانہ ہی کا نہیں بلکہ جہان اہل سنت کا ہے، ہم دعا کرتے ہیں مولا تیرے دست قدرت میں بخشش کرنا ہے، اپنے حبیب شافع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ سے ان کی مغفرت فرما، ان کی قبر پر رحمت و غفران کی بارش فرما۔ اے پروردگار! اس نیک دل بزرگ خاتون نے حضرت عزیز ملت سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ کو گھریلو ذمہ داریوں سے بے فکر رکھا، حضرت عزیز ملت نے جامعہ اشرفیہ مبارک پور کو تن من دھن لگا کر ترقی کی راہ پر گامزن کیا۔ اللہ تعالیٰ تو مخدومہ مرحومہ کی قبر کو جنت کی ایسی کیاری بنا جس پر رحمۃ للعالمین پیغمبر کی رحمتوں کا مستقل بسیرا ہو۔ حضور عزیز ملت، اولاد، وابستگان اور تمام پس ماندگان کو صبر و شکر کی دولت سے سرفراز فرما۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

—✻—✻—✻—

(ص:97 کا بقیہ) دھماکے کی اطلاع ملتے ہی سیکورٹی فورسز اور امدادی ٹیمیں جائے وقوع پر پہنچیں جہاں سے زخمیوں کو نواب غوث بخش ہسپتال منتقل کیا گیا۔ حکام کے مطابق مستونگ کے ہسپتالوں میں ہنگامی حالت نافذ کر دی گئی ہے۔ ہسپتال ذرائع کے مطابق زخمیوں میں بعض کی حالت تشویش ناک ہے، جس کی وجہ سے ہلاکتوں میں اضافے کا خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے۔ دھماکے کے بعد مستونگ کے علاوہ کوئٹہ کے سول ہسپتال میں بھی ایمرجنسی نافذ کر دی گئی ہے۔ ہسپتال حکام کے مطابق تمام ڈاکٹرز قار ماسٹ، نرسز اور پیرامیڈیکل اسٹاف ایمرجنسی ڈیوٹی پر طلب کر لیے گئے ہیں۔ ڈی ایچ او مستونگ ڈاکٹر رشید کے مطابق جاں بحق افراد کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔

بلوچستان کے نگراں وزیر اعلیٰ نے مستونگ میں ہونے والے دھماکے کی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے۔ انھوں نے کہا کہ تخریب کار عناصر کسی رعایت کے مستحق نہیں۔ ہمیں اپنی صفوں میں دہشت گردی کے خلاف مکمل اتحاد پیدا کرنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ سیکورٹی فورسز نے دہشت گردوں کے خلاف جواں مردی سے کارروائی کرتے ہوئے 3 دہشت گردوں کو ہلاک کیا۔ قوم کو اپنے بہادر شہدا کی قربانیوں پر فخر ہے۔ ہمارے سیکورٹی اداروں نے ہمیشہ ملک کی بقا و سلامتی کے لیے قربانیاں دی ہیں۔ صوبائی حکومت نے بلوچستان میں سانحہ مستونگ پر تین روزہ سوگ منانے کا اعلان کیا ہے۔ (روزنامہ انقلاب وارانسی، 30/ستمبر 2023ء)

برطانیہ مسجد پر حملہ قرآن پاک کی بے حرمتی

لندن (ایجنسی) لندن کے مغربی علاقے میں واقع مسجد الفلاح پر دائیں بازو کے انتہا پسند گروہوں نے حملہ کیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق مسجد الفلاح کے منتظمین کا کہنا ہے کہ انتہا پسندوں نے مسجد میں گھس کر اس مسجد کی اشیا کو غارت کیا، اموال کو لوٹا اور مسجد کے ایک کمرے میں قرآن مجید کے نسخوں کو آگ لگا دی۔ مسجد کی حفاظت کرنے والی کمیٹی نے واقعہ کی فوراً اطلاع پولیس اور فائر بریگیڈ کو دی لیکن پولیس اس وقت پہنچی جب انتہا پسند دہشت گرد واقعہ کے بعد وہاں سے فرار کر گئے تھے۔ اس علاقے سے تعلق رکھنے والے برطانوی رکن پارلیمنٹ جان مک ڈانل نے جن کا تعلق لیبر پارٹی سے ہے، واقعہ کی مذمت کرتے ہوئے اسے ایک شرم ناک واقعہ قرار دیا۔ لندن شہر کے میئر صادق خان کے ترجمان نے بھی ایک بیان جاری کرتے ہوئے حملے کی مذمت کی ہے اور اس مسجد کے نمازیوں سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ ◘◘◘

دبستان تدریس کا ماہتاب ہمیشہ کے لیے غروب

---------از: مفتی محمد نظام الدین رضوی---------

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم*حامدا و مصلیا و مسلما

اہل سنت و جماعت کے عظیم المرتبت عالم، محدث جلیل حضرت علامہ عبدالشکور رضوی مصباحی کی رحلت سے دل افسردہ ہے ،آنکھیں نمناک اور پرنم ہیں، دبستان علم گریہ کناں ہے، چمن تدریس شہر ویران کا منظر پیش کررہا ہے، زبانیں انتقال پر ملال کا اعلان اس طرح کررہی ہیں:

ایک سورج تھا کہ تاروں کے گھرانے سے اٹھا
آنکھ حیران ہے کیا شخص زمانے سے اٹھا

یہ موت صرف عالم دین کی موت نہیں ایک عالم کی موت ہے، صرف ایک فرد کی رحلت نہیں بلکہ علم وفن کے ایک عہد کا خاتمہ ہے۔ آج ایک عالم جلیل ہی نہیں بلکہ دنیائے تدریس کے نامور استاذ، علم حدیث کے شناور، منطق وفلسفہ کے ماہر، بہترین مربی، مخلص مشیر اور اخلاق و کردار، تقوی وطہارت کی مثالی شخصیت سے علمی دنیا محروم ہوگئی۔ اور 21 ربیع الاخر 1445ھ مطابق 6 نومبر 2023ء دو شنبہ 9 بج کر 11 منٹ پر یہ آفتاب ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ رجعون

محدث جلیل دبستان تدریس کے آفتاب وماہتاب تھے، جامع علوم وفنون تھے، جامع معقولات ومنقولات تھے۔ جس طرح وہ منطق و فلسفہ کی کتابوں کو پڑھاتے اور تسہیل وتفہیم کرتے اسی شان سے بخاری و مسلم کا بھی درس دیتے تھے۔ اللہ عزوجل کی جانب سے انھیں فقہی شعور بھی حاصل تھا، نحو وصرف کی کتابیں بھی بڑی خوش اسلوبی سے پڑھاتے اور انھیں طلبہ کے ذہن وفکر میں اتارنے کی کوشش کرتے تھے۔

محدث جلیل ہزاروں علما کے استاذ ہونے کے ساتھ میرے بھی استاذ تھے وہ صرف استاذ ہی نا تھے، بلکہ استاذ جلیل تھے، میرے اچھے مشیر، بہترین مربی اور ہمدرد وبہی خواہ تھے۔ وہ میرے مخلص بھی تھے اور میرے محسن بھی تھے۔ دور طالب علمی کے ایک احسان اور ان کی کرم نوازی کا ذکر مناسب سمجھتا ہوں۔

1976ء کی بات ہے میں جماعت سابعہ کا طالب علم تھا۔ ایک ایسا طالب علم جس نے غربت میں آنکھ کھولی اور غربت و افلاس کے عالم میں ہی اپنی علمی تشنگی بجھائی۔ ایک ایسا طالب علم جس کے پاس بس ایک جوڑے کپڑے تھے جو تن پوشی کے کام آتے تھے، جب اسے دھودیتا تو سوکھنے کا انتظار کرتا اس لیے کہ اس کے سوا لباس میں کچھ نہیں تھے۔ میری علمی تشنگی ہی تھی جو اساتذہ کے زیر سایہ بجھا کرتی تھی۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب لائٹ کا اچھا نظام نہیں تھا۔ دیا (چھوٹے چراغ) کی روشنی میں دو، دو بجے رات تک کتابوں اور اسباق کی تیاریاں کرتا، کبھی یہ بھی نہ ہوتا۔ ایک بار اندھیرے میں مطالعہ کرتے ہوئے اسی مرد درویش نے دیکھ لیا۔ پوچھا اندھیرے میں کیوں پڑھ رہے ہو؟ پھر انھوں نے چند روپے عنایت کیے۔ میں نے ان سے لیمپ اور کیروسین آئل خریدا۔ اب میرے پاس باضابطہ روشنی کا آلہ تھا جس کی روشنی میں مطالعہ کرتا۔ اس چراغ کی یہ برکت ہے کہ اس کی روشنی سے ہزاروں چراغ روشن ہیں جو دینی شمع روشن کررہے ہیں۔ ان کا یہ احسان مجھے یاد تھا، یاد ہے اور ہمیشہ یاد رہے گا۔

آدمی صرف بڑے کام سے ہی بڑا نہیں ہوتا، بلکہ بسا اوقات اسے چھوٹے کام بھی بڑا بنادیتے ہیں، بیج کے دانوں کی کیا حقیقت مگر وہ صحرا کو سبزہ زار بنادیتے ہیں اور محسن صرف وہی نہیں جو بڑا تعاون کرے بلکہ جو مشکل گھڑی میں کسی کے کام آجائے وہی محسن ہے اور وہی مخلص اور ہمدرد ہے۔ میں حضرت الاستاذ کو ایسے ہی محسنین اور ہم دردوں میں شمار کرتا ہوں۔ میں نے حضرت کی علالت کے زمانے میں جو ہو سکا خدمت کی۔ کئی بار فرمایا کہ مفتی صاحب اتنا زیادہ، میں نے عرض کیا حضور قبول فرمالیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب کچھ کرکے بھی ان سات روپوں کا حق نہ ادا کرسکا جن سے مجھے اندھیرے میں روشنی ملی تھی۔ آج خدائے کریم کے فضل وعنایات سے بہت کچھ ہے۔ مگر اس چراغ کی قدرو

شیخ الحدیث وصدر شعبہ افتا جامعہ اشرفیہ مبارک پور

قیمت ہی کچھ اور ہے جو بیش قیمت اور انمول ہے۔
مگر افسوس یہ مرد قلندر اپنی یادوں کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے ہم سے رخصت ہو گیا۔ حضرت کے چلے جانے سے میں اپنی نجی زندگی میں سوناپن محسوس کر رہا ہوں۔ ان کی وفات حسرت آیات پر یہ اشعار میرے احساسات کی عکاسی اس طرح کر رہے ہیں۔

سنے کون قصۂ دردِ دل، مرا غمگسار چلا گیا
جسے آشناؤں کا پاس تھا، وہ وفا شعار چلا گیا
وہی بزم ہے، وہی دھوم ہے، وہی عاشقوں کا ہجوم ہے
ہے کمی تو بس مرے شیخ کی، جو تہ مزار چلا گیا
وہ سخن شناس وہ دور بیں، وہ گدا نواز وہ مہ جبیں
وہ حسیں وہ بحرِ علوم دیں، مرا تاجدار چلا گیا
جسے میں سناتا تھا دردِ دل وہ جو پوچھتا تھا غمِ دروں
وہ گدا نواز بچھڑ گیا، وہ عطا شعار چلا گیا

محدث جلیل کی ولادت 1935ء میں محلہ ست گاواں تحصیل ہریہر گنج ضلع پلاموں، بہار میں ہوئی۔ مدرسہ عین العلوم شہر گیا، بہار اور مدرسہ سراج العلوم رفیع گنج بہار اورنگ آباد میں حفظ قرآن کیا۔ موخر الذکر ادارے میں حافظ ملت حضرت شاہ عبد العزیز محدث مبارک پوری اور سراج ملت حضرت مولانا سراج الہدی مصباحی گیاوی کے ہاتھوں تکمیل حفظ قرآن پر دستار بندی ہوئی۔
مدرسہ عین العلوم گیا بہار، مدرسہ حمیدیہ رضویہ بنارس اور دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور میں جلیل القدر اساتذہ سے اکتساب فیض کیا اور تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، عربی ادب اور منطق و فلسفہ جیسے علوم و فنون کی معرفت حاصل ہوئی۔ حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مبارک پوری، جامع معقول و منقول حضرت علامہ حافظ عبد الرؤف بلیاوی، بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی، اشرف العلما سید حامد اشرف کچھوچھوی، عالم جلیل علامہ خادم رسول، قاضی شریعت حضرت مولانا قاضی محمد شفیع اعظمی رحمہم اللہ تعالی جیسے اجلہ علما آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ 1960/62ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔
فراغت کے بعد مدرسہ تدریس الاسلام بسڈیلہ بستی، مدرسہ انوار العلوم تلسی پور گونڈہ اور مدرسہ مسعود العلوم بہرائچ شریف میں تدریسی فرائض انجام دئے۔ حافظ ملت علیہ الرحمہ کے حکم پر 1974ء میں بحیثیت استاذ تشریف لائے۔ اور 43 سالوں تک تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ 2002ء میں اس ادارے کے شیخ الحدیث ہوئے۔ 2017ء میں آپ کو بیماریوں نے آگھیرا، خدمت علم دین کی طلب اور اشتیاق کے باوجود صحت نے اس کی اجازت نہ دی۔ علاج و معالجہ کے لیے اپنے صاحب زادے ڈاکٹر محمد رضوان صاحب کے یہاں چلے گئے، جو اورنگ آباد میں بطور معالج خدمت خلق کر رہے ہیں۔ حضرت نے مابقیہ زندگی یہیں گزاری اور کل اپنے مالک حقیقی سے جاملے۔ للہ ما اخذ و لہ ما اعطی و کل شیئی عندہ الی اجل مسمی۔
محدث جلیل کو مختلف علوم و فنون میں مہارت اور کمال حاصل تھا۔ حدیث، فقہ، اصول فقہ، منطق و فلسفہ کی کتابیں آپ کے زیر درس رہی ہیں۔ آپ نے بڑے کمال اور حسن و خوبی کے ساتھ، صاف و شستہ زبان، اچھوتے لب و لہجہ اور بہترین تفہیم کے ساتھ ان کا درس دیا۔ اوقات کے بڑے پابند تھے۔ سونے، جاگنے، مدرسہ آنے جانے اور درس گاہ کی گھنٹیوں میں وقت کا خاص لحاظ فرماتے تھے۔
شرافت و سادگی میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ خلوص و للٰہیت کے ساتھ، نام و نمود اور ریاکاری سے کوسوں دور رہ کر ساٹھ سالوں تک مسلسل دین و سنیت کی خدمات انجام دیتے رہے۔ اور تشنگان علوم نبویہ کو علوم و فنون سے بہرہ ور کرتے رہے۔ افسوس صد افسوس اہل سنت و جماعت کا یہ قیمتی ہیرا ہمیشہ کے لیے ہزاروں سوگواروں کو روتا بلکتا چھوڑ کر اپنے وطن مالوف ستگاواں کی مٹی میں روپوش ہو گیا۔

مثلِ ایوانِ سحر مرقد فروزاں ہو ترا
نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا
آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورُستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

انھی کلمات کے ساتھ میں ان کی اولاد، پس ماندگان، تلامذہ متعلقین و متوسلین کو تعزیت پیش کرتا ہوں۔ اللہ رب العزت حضرت کی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے، ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے جملہ متعلقین کے ساتھ مجھے بھی صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

شریک غم۔ محمد نظام الدین رضوی
شیخ الحدیث و صدر شعبہ افتا جامعہ اشرفیہ مبارک پور
22 ربیع الاخر 1445ھ/7 نومبر 2023ء/سہ شنبہ

مبلغ اہل سنت حضرت مفتی محمد انور علی قادری مصباحی علیہ الرحمہ

مبارک حسین مصباحی

یہ افسوس ناک خبر آپ کو مل چکی ہوگی کہ اہل سنت و جماعت کے بزرگ فاضل جلیل مبلغ اہل سنت حضرت علامہ مفتی محمد انور علی قادری مصباحی، یکم اکتوبر 2023ء/15 ربیع الاول 1445ھ بروز اتوار اذان فجر سے قبل شہر رام نگرم، بنگلور میں ہمیشہ کے لیے داغ مفارقت دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دوسرے دن 11 بجے دن عیدگاہ میدان میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور رام نگرم کے قبرستان میں علما اور کثیر عوام نے آپ کو بصد حسرت ویاس سپرد خاک کیا۔

آپ کا اصلی وطن موضع بسڈیلہ ضلع سنت کبیر نگر (قدیم بستی) یوپی تھا، آپ کی ابتدائی تعلیم مقامی مدرسہ میں ہوئی اس کے بعد آپ مدرسہ اہل سنت تدریس الاسلام بسڈیلہ ضلع سنت کبیر نگر میں داخل ہوئے اور انتہائی محنت سے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ اساتذۂ کرام نے بھی بڑی شفقت فرمائی خاص طور پر فاضل اشرفیہ حضرت علامہ اعجاز احمد مصباحی ادروی علیہ الرحمۃ والرضوان نے خصوصی توجہ فرمائی، اس ادارے میں آپ نے کافیہ تک پڑھا اس کے بعد آپ خاک ہند کی عظیم درس گاہ دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور تشریف لے گئے، یہاں آپ نے اساتذہ کی شفقتوں اور اپنی محنتوں سے کامیابی حاصل کی۔ 1965ء میں دستار فضیلت اور سند فضیلت سے نوازے گئے۔ یہاں کے اساتذہ میں ایک سے ایک یگانۂ روزگار شخصیات تھیں، سب نے اپنے طور پر علم و فضل کی دولت سے مالا مال کیا، جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی قدس سرہ، فتاوی رضویہ کے مرتب فاضل جلیل حضرت علامہ حافظ عبد الرؤف بلیاوی علیہ الرحمہ، نقادِ علم و فن علامہ مظفر حسن ظفر ادیبی مبارک پوری، قاضیِ شرع حضرت مولانا محمد شفیع اعظمی مبارک پوری علیہ الرحمہ، بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ، شیخ القراء حضرت مولانا قاری محمد یحییٰ مبارک پوری علیہ الرحمہ و دیگر بلند پایہ اساتذۂ کرام نے بھی خوب سرفراز کیا۔

استاذ العلما حضور حافظ ملت بانی جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے آپ حد درجہ متاثر تھے حضور حافظ ملت مختلف علوم وفنون کے جلیل القدر استاذ اور مربی تھے اور روحانی طور پر بھی آپ کا منصب عظیم ترین تھا، آپ اپنے طلبہ سے والد گرامی سے زیادہ محبت فرماتے تھے۔ پنج گانہ نمازیں تو ادا فرماتے ہی تھے حیرت انگیز تالی قرآن اور تہجد گزار تھے۔ آپ بلند اخلاق اور کردار و عمل کے پیکر تھے، آپ کے مریدین اور باکمال تلامذہ کی تعداد بھی کثیر ہے۔ آپ نے بزرگوں کی دعاؤں سے مدرسہ اشرفیہ کو دارالعلوم اشرفیہ اور پھر جامعہ اشرفیہ مبارک پور بنا دیا۔ آپ نے بین الاقوامی فوٹو کے لازمی قانون کے باوجود بنا فوٹو حج و زیارت کی سعادت حاصل کی۔

حضرت مفتی محمد انور علی قادری علیہ الرحمہ کے دیگر ہم جماعت فارغین میں حضرت مولانا عقیل الرحمٰن نعمانی مصباحی، حضرت مولانا عبد العزیز خاں مصباحی، حضرت مولانا اسرار احمد مصباحی، حضرت مولانا توکل حسین مصباحی بستوی، حضرت مفتی قاری نور الحق مصباحی مبارک پوری، حضرت مولانا نیر خاں مصباحی بلیاوی، حضرت مولانا اشفاق احمد مصباحی سکٹھی مبارک پوری اور حضرت مولانا محمد عبد المجید حامد القادری تیغی مصباحی وغیرہ

فراغت کے بعد حضرت مفتی محمد انور علی نے متعدد مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ حضور حافظ ملت نے 1972ء میں آپ کو کرناٹک کے معروف شہر ہبلی میں دارالعلوم اہل سنت غوثیہ بحیثیت مدرسِ اعلیٰ بھیجا۔ چند برس آپ نے یہاں خدمات انجام دیں، دستیاب معلومات کی روشنی میں شہر انکولہ، مڈگیر، رام نگرم اور بنگلور میں تدریسی تبلیغی اور فتویٰ نویسی کی یادگار خدمات انجام دیں۔ کرناٹک وغیرہ میں آپ کے تلامذہ اور محبین کی تعداد بھی قابل ذکر ہے۔ اسی دوران آپ نے سری لنکا میں بھی امامت و خطابت کا قابل ذکر کارنامہ انجام دیا۔ آپ سادہ لوح، پاکیزہ مزاج اور تواضع وانکساری کے پیکر تھے، آپ اپنے اساتذہ میں حضور حافظ ملت نور اللہ مرقدہ سے سچی عقیدت رکھتے تھے، بریلی اور پیلی بھیت کے اکابر سے بھی عقیدت رکھتے تھے۔ **(باقی ص:70 پر)**

امیر القلم امیر علم و فضل کے ساتھ امیر حسن اخلاق بھی تھے

از: مفتی محمد منظر حسن خان اشرفی مصباحی

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ جواس دنیا میں آیا ہے اسے ایک نہ ایک دن ضرور جانا ہے رب العالمین کا فرمان ہے کل من علیھافان ویبقٰی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام (زمین پر جتنی مخلوق ہے سب فنا ہونے والی ہے۔ اور تمھارے رب کی عظمت اور بزرگی والی ذات باقی رہے گی) دوسری جگہ ارشاد باری ہے کل شئ ھالك الاوجهه (اس کی ذات کے علاوہ ہر شی فنا ہوجانے والی ہے) عَن عبد الله بن عَمْرو رضى الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تُحْفَةُ الْمُؤمِنِ الْمَوْتُ»

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الموت تحفة المومن: موت مومن کے لیے تحفہ ہے۔

روایت میں ہے الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب موت ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملادیتی ہے نبی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

المَوْتُ أَرْبَعٌ مَوْتُ العُلَمَاءِ وَمَوْتُ الأَغْنِيَاءِ وَمَوْتُ الفُقَرَاءِ وَمَوْتُ الأَمَرَاءِ فَمَوْتُ العُلَمَاءِ ثُلمَةٌ فِي الدِّينِ وَمَوْتُ الأَغْنِيَاءِ حَسَرَةٌ وَمَوْتُ الفُقَرَاءِ رَاحَةٌ وَمَوْتُ الأُمَرَاءِ فِتْنَةٌ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا موت کی چار قسمیں ہیں علما کی موت، اغنیا کی موت، فقراء کی موت اور امراء کی موت علماء کی موت دین میں شگاف کا سبب ہے، اغنیاء کی موت باعث حسرت ہے، فقرا کی موت باعث راحت ہے اور امراء کی موت باعث فتنہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نعم الموت راحة المومن۔
اچھی موت مومن کے لیے راحت ہے۔

رحمت عالم علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اذامات العالم بكت عليه اهل السماوات والارض سبعين يوما.

جب کسی عالم کا انتقال ہوتا ہے تو اس پر آسمان وزمین والے ستر روز تک روتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من لم يحزن لموت العالم فهومنافق منافق منافق.

جو کسی عالم کے انتقال پر غمگین نہ ہو وہ منافق ہے منافق ہے منافق ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ارحموا ثلاثا عزيز قوم ذل وغنى افتقرو عالما ابتلى بالجهال.

تین شخصوں پر رحم کرو قوم کا عزت دار شخص جو ذلیل ہو گیا، قوم کا غنی شخص جو محتاج ہو گیا اور عالم جو جاھلوں کے ذریعے آزمایا گیا۔

حضرت عبداللہ بن احمد نسفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، فنا ہونا اس اعتبار سے نعمت ہے کہ ایمان والے موت کے بعد ابدی اور سرمدی نعمتوں کو پائیں گے۔

اور حضرت یحیٰ بن معاذ رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: موت کو خوش آمدید کہو کیونکہ یہ وہ چیز ہے جو حبیب کو حبیب کے قریب کردیتی ہے۔

حضور شیخ اعظم مخدوم العلما والمشائخ حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی سید محمد اظہار اشرف الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

موت تو اس لیے لگتی ہے بھلی ہم کو بہت
بعد مرنے کے تو دیدار تمھارا ہوگا

مگر اس روئے زمین پر کچھ ایسی دینی، علمی، ادبی، فکری، اور روحانی شخصیتیں جلوہ بار ہوئی ہیں کہ جن کے جانے کا غم اور ان کی جدائی کا احساس تاحیات باقی رہتا ہے ان میں سے ایک عظیم شخصیت امیر القلم حضرت علامہ مولانا مقبول احمد سالک مصباحی علیہ الرحمہ کی بھی ہے جن کے اتنی جلد داغ مفارقت دے جانے کا احساس تاحیات رہے گا سب سے پہلے میں نے علامہ سالک مصباحی علیہ الرحمہ کا نام

حافظ احادیث کثیرہ حضرت علامہ مفتی محمد مسلم شمسی بھاگلپوری علیہ الرحمہ سے سنا جب والدبزرگوار خلیفۂ حضور قطب المشائخ حضرت علامہ محمد ناظر حسین خان اشرفی جالوی علیہ الرحمہ نے حضرت قبلہ علیہ الرحمہ سے میرے داخلے کے متعلق دریافت فرمایاکہ بابوکوس مدرسہ میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے بھیجاجائے تواس پر حضرت مفتی علیہ الرحمہ نے فرمایاکہ الجامعۃالاشرفیہ مبارک پور بھیج دیں کیوں کہ ابھی چندسال پیشتر نوجوان عالم عربی زبان وادب میں ماہر مولانامقبول مصباحی وہاں آئے ہیں جن کے آنے کی وجہ سے وہاں عربی ادب کاماحول بہت اچھاہو گیاہے جوحضرات حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی شخصیت سے واقف ہیں وہ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کسی سے جلد متاثرنہیں ہوتے تھے کیونکہ وہ خودایک بہت بڑےعالم دین اورعلم حدیث وفقہ میں یدطولی رکھنے کے ساتھ ہی ساتھ عربی زبان و ادب کے بڑے ماہر تھے فصیح عربی میں کلام فرماتے تھے۔ حضرت رئیس القلم علامہ ارشدالقادری علیہ الرحمہ جیسی شخصیت کوان کے علم پر اعتماد کامل تھاآپ، حضورشمس العلما صاحب قانون شریعت حضرت علامہ مفتی محمد شمس الدین جعفری جونپوری علیہ الرحمہ کے چنندہ شاگردوں میں سے ہیں۔

اللہ پاک اور اس کے رسول کے فضل وکرم سے 1997 میں فقیر کاداخلہ مرکزعلم وفن الجامعۃالاشرفیہ مبارک پور میں میری مطلوبہ جماعت رابعہ میں ہوامگرافسوس صدافسوس کہ اسی سال آپ حالات کے پیش نظرجامعہ سےتشریف لےگئےاورآپ سے اکتساب علم کاخواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکامگربخدااس حقیقت سے کوئی بھی چشم پوشی نہیں کرسکتاہے کہ آپ کے جانے کے بعد بھی آپ کی ادبی صلاحیت اور طلاقت لسانی کے نقوش طلبہ کے قلوب واذہان پر نقش تھے نجی محفلوں میں آپ کی اعلی صلاحیت اورآپ کی دورطالب علمی کی محنتوں کے خوب چرچے ہوتے تھے الجامعۃالاشرفیہ سے آپ جب جانے والے تھے اس وقت طلبہ کی آنکھیں نم اورزبان پرافسوس افسوس کی صداتھی میں جب 7/2006 میں ممبئی آیاتوممبئی ہی میں علامہ سالک علیہ الرحمہ سے ملاقات ہوئی جوایک رفاقت میں بدل گئی جوہمیشہ قائم رہی آپ صغرنواز، خیرخواہ، سخی اور بہترین ومشیر تھے کسی کی پریشانی ان کوبرداشت نہیں ہوتی تھی علامہ آزاد توتھے مگردین ومذہب اور عقائداہل سنت سے ہرگزآزادنہیں تھے بلکہ حرص، طمع، جلن، حسد، کینہ، بغض، غیبت، چغلی، حب مال، دنیاوی جاہ وحشم اورنام ونمودوغیرہم سے بالکل آزاد تھے عربی زبان وادب اورسائنس اور تواریخ پران کوملکہ حاصل تھازبان وقلم کے بادشاہ تھے جتنی تیزی کے ساتھ وہ عربی بولتے اورعربی میں لکھتے تھے اتنی تیزی کے ساتھ تواکثرلوگ اردوبول بھی نہیں پاتے یہ سنی ہوئی بات نہیں ہے بلکہ یہ فقیر کامشاہدہ ہےبلاشک وشبہ علامہ سالک استاذالاساتذہ تھےآپ کا شمار صاحب تصنیف وتالیف علمامیں ہے،کئی رسائل وجرائدمیں آپ ایڈیٹروچیف ایڈیٹرکےعظیم منصب پرفائزرہے آج بہت سے ایسے ہیں جن کے علم وفضل اورسحربیانی کے بڑے سے بڑے گرویدہ ہیں وہ بھی علامہ کے خرمن علم کے خوشہ چینوں میں سے ہیں مگر تکبر، گھمنڈ اور نخوت علمی کاذرہ برابربھی ان میں اثرنہیں تھاکچھ لوگ جوکہ رہے ہیں کہ علامہ سالک حضرت امیرمعاویہ رضی اللہ عنہ کے گستاخ تھے بالکل غلط ہے میں نے بھی ان سے کئی دفعہ اس سلسلے میں دریافت کیاتوآپ نے برملاکہاکہ مفتی صاحب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ان کی لعن،طعن ہرگزجائزنہیں مگر سرکار مولی علی رضی اللہ عنہ کے مقابل میں میراموقف وہی ہے جواعلیٰ حضرت اورہمارے اکابرین رضی اللہ عنہم کا ہے کہ ”حق بدست حیدر کرار“یہی وجہ ہے کہ علامہ نے حافظ ملت کنونشن دہلی میں اعلامیہ پردستخط بھی فرمایاہے جس میں عقائداہل سنت کی مکمل وضاحت موجود ہے میرایقین ہے کہ اگرعلامہ کوان باتوں پرشک وشبہ ہوتاتوکبھی بھی اس پردستخط کرتے ہی نہیں اس کے باوجودان کے ایمان وعقائد پرشک وشبہ کرناہرگزدرست نہیں کیونکہ وہ جی حضوری،تملق گیری اورفکری جمودکے ہرگزشکارنہیں تھے اس کاخمیازہ ان کوزندگی میں زبردست اٹھاناپڑاان کاکہناتھالا اقلد بمنزلۃ التحقیق علامہ قوم وملت کی تعلیم وترقی کے لیے بڑے فکر مندودردمندتھےاس کے لیے علامہ نے گرمی، ٹھنڈی، بارش ہرموسم میں جگہ جگہ کی بڑی خاک چھانی کس کس کے درپرگئےرات ودن کوایک کردیااپنی صحت تک کاخیال نہیں کیاآخرمیں درد لیے ہوئے سوئے جنت روانہ ہوگئےجس کام کاارادہ کرلیتےاسے پایۂ تکمیل تک پہونچانے سے پہلے چین سے نہیں بیٹھتےوہ کام کی مشین تھےان کوکسی کی تنقیدوطنزوغیرہ سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتاتھا جب سے وہ حضوراشرف ملت دامت برکاتہم سے ملےان کی

بار گاہ ہی کے ہو گئے وہ یہاں مطمئن تھے خوش تھے اب صرف وہ کام میں لگے تھے فیس بک وغیرہ سے بھی بہت دور ہو چکے تھے گوشہ نشیں ہو کر قلم وقرطاس سے لگ گئے تھے مگر مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ علامہ جب ممبئی تشریف لاتے تو ملاقات ضرور ہوتی اخبار میں جب فقیر کی کچھ تحریر دیکھتے تو بہت خوش ہوتے حوصلہ افزائی کرتے لکھتے رہنے کی تاکید کرتے مفید مشورے دیتے ممبئی میں فقیر کے ادارہ دارالعلوم حجازیہ چشتیہ و دارالعلوم فیضان قطب المشائخ کے فارغین کی دستار بندی کے موقع پر عرس حضور قطب المشائخ کی تمام تقریبات میں شرکت فرمایا اور فکر انگیز خطاب بھی فرمایا تقریبات کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے کہا اسی طرح کے پروگرام کی ضرورت ہے آپ کا پروگرام باعنوان ہوتا ہے امسال سیدنا سرکار غوث العالم تارک السلطنت امیر کبیر سلطان مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کے عرس سراپا قدس میں حضور اشرف ملت فرزند حضور غوث اعظم آل رسول پیر طریقت حضرت علامہ الشاہ ابوالنواز سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی کی خانقاہ میں ملاقات ہوئی طبیعت میں کچھ سدھار تھا جیسے ہی دیکھا خندہ پیشانی کے ساتھ ملے گلے لگایا فوراً طعام وقیام کے بارے میں دریافت کیا کچھ دیر گفت وشنید ہوئی خود جاکر امیر کشور صحافت حضرت علامہ مولانا مبارک حسین مصباحی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کے لیے ان کے کمرہ ہی میں کھانا منگوایا خود دستر خوان لگایا کیا مہمان نوازی، حسن اخلاق اور حسن سلوک تھا یقیناً حسن اخلاق اور حسن سلوک تو انسانی زندگی کا عظیم اثاثہ اور قیمتی سرمایہ ہے اس کے بنا تو انسان صرف ایک ڈھانچہ ہے حدیث پاک میں ہے:

عن ابي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: خصلتان لا تجتمعان في منافق: حسن سمت، ولا فقه في الدين

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”منافق میں دو خصلتیں (صفتیں) جمع نہیں ہو سکتی ہیں: حسن اخلاق اور دین کی سمجھ۔

یوں ہی روایت میں آتا ہے: عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه «خَصْلَتَانِ لا يجتمعان في مؤمن: البخلُ، وسوءُ الخُلُقِ». کسی مومن کے اندر بخالت اور بد خلقی جمع نہیں ہو سکتی۔

نیز حدیث پاک میں ہے: عن عائشه رضي الله عنها إن المؤمن لَيُدرك بحسن خلقه درجةَ الصائم القائم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن اپنے حُسنِ اخلاق کی وجہ سے روزے دار اور شب بیدار عبادت گزار کا درجہ پالیتا ہے۔

اتنے بڑے عالم وفاضل ہونے کے باوجود ان میں لفظ... میں ... کی قطعاً گنجائش نہیں تھی اس کے بعد فرمایا میں اسٹیج پر جاتا ہوں آپ جلدی تشریف لائیں آپ کا بیان ہو گا کیا خبر تھی کہ امسال عرس مخدومی کی ملاقات آخری ملاقات ہوگی علامہ نسبتوں کا بہت خیال فرماتے تھے آپ سادات کرام واولیائے عظام کے وفادار اور بے پناہ محبت کرنے والے تھے صرف نسبت سیادت سن کر دست بوسی میں سبقت کرتے خواہ کم سن سید کیوں نہ ہوں علامہ کی کن کن خوبیوں کو بیان کروں ان کے بارے میں لکھتے ہوئے چشم گریاں اور دل پریشاں ہے ان کی سعادت بختی کا کیا کہنا ان کو موت نے گلے سے بھی لگایا تو ماہ ربیع النور شریف کی گیارہویں تاریخ کو اور زیارت رسول علیہ وآلہ وسلم کے لیے قبر کی آغوش میں گئے تو بارہویں تاریخ کو جو عاشقوں کے لیے عیدوں کی عید ہے جس تاریخ کو وہ اپنے جیب خاص سے ایک خطیر رقم خرچ کرکے دہلی میں اپنے محبوب ادارہ جامعہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے بینر تلے نہایت ہی تزک واحتشام کے ساتھ اپنے آقا ومولیٰ روحی فداہ جان عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں یوم ولادت کے حسین موقع پر جلوس عید میلاد النبی علیہ وآلہ وسلم نکالتے تھے مزید یہ کہ جن کی دست بوسی اور قدم بوسی پر وہ نازاں تھے جن کی قربت ومحبت پر وہ رشک کرتے تھے اس عظیم المرتبت شخصیت حضور اشرف ملت آل رسول نے نہ صرف ان کی نماز جنازہ پڑھائی بلکہ ان کے جسد خاکی کو اپنے کاندھے پر اٹھاکر اپنے جد کریم آقا علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لیے منزل تک پہنچا بھی دیا۔

اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اپنے حبیب علیہ وآلہ وسلم کے صدقے غلام پنجتن پاک علامہ سالک مصباحی اشرفی علیہ الرحمہ کی مغفرت فرمائے ان کی خطاؤں کو معاف فرمائے اور جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔

■■■

اظہار تاسف

کلماتِ تعزیت

تعزیت نامہ بنام حضرت عزیز ملت

از: مفتی محمد نظام الدین رضوی، شیخ الحدیث و صدر شعبہ افتا جامعہ اشرفیہ مبارک پور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدا و مصلیا و مسلما

عزیز ملت حضرت مولانا شاہ عبدالحفیظ مصباحی سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جدید ذرائع ابلاغ سے یہ غم ناک خبر موصول ہوئی کہ حضرت کی اہلیہ محترمہ سفر آخرت پر روانہ ہوگئیں۔ انا للہ و انا الیہ رجعون۔

اس فانی دنیا میں جو بھی آیا ہے اسے اللہ عزوجل کے فرمان عالی شان کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ کے مطابق دنیا کو الوداع کہنا ہے اور اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا کے ابدی پیغام کی رو سے دار جاودانی کی جانب کوچ کرنا ہے۔ ہم سب اللہ عزوجل کی امانت ہیں اور اسی کی جانب کوچ کرنے والے ہیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ للہ ما اخذ و لہ ما اعطی و کل شیئ عندہ الی اجل مسمی۔

حضرت کی اہلیہ محترمہ بھی اس دنیائے فانی میں اپنی حیات مستعار مکمل کرنے کے بعد راہی ملک عدم ہوگئیں۔

انسان کی عائلی زندگی کی کامیابی اور نشیب و فراز میں اس کی شریک حیات کا بڑا کلیدی کردار ہوتا ہے ۔ وہ اپنے شوہر کے لیے مونس و غم خوار ہوتی ۔ زندگی کے ہر موڑ پر اس کی معاونت و حمایت تازگی اور قوت کا احساس فراہم کرتی ہے۔ اس رو سے میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ جامعہ اشرفیہ کی تعمیر و ترقی اور حضرت کی بہتر سربراہی میں مرحومہ مغفورہ نے بڑا اہم کردار نبھایا ہے۔ اللہ عزوجل ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے آمین۔

شریک حیات کی رحلت حضرت کے لیے اور ان کے قرابت داروں کے لیے روح فرسا گھڑی، جاں گسل لمحہ اور جاں کاہ صدمہ ہے۔ اس غم ناک گھڑی میں صبر کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اللہ عزوجل اپنے بندے کو صبر پر بے پایاں اور بے حساب اجر عطا فرماتا ہے۔

ہم آپ کی رفیقہ حیات کی رحلت پر صبر کی تلقین کرتے ہیں اور انھیں چند کلمات کے ساتھ آپ کو اور جملہ اہل خانہ کو تعزیت پیش کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل مرحومہ کی مغفرت فرمائے، شمیم جنت کی راحتیں نصیب فرمائے، آپ کو اور ان کے جملہ پس ماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔

اللھم اغْفِرْ لَهَا ، وَارْحَمْهَا ، وَعَافِهَا، وَاعْفُ عَنْهَا ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهَا ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهَا ، وَاغْسِلْهَا بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ ، وَنَقِّهَا مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ ،وَأَبْدِلْهَا دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهَا ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهَا ، وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهَا، وَأَدْخِلْهَا الْجَنَّةَ ، وَأَعِذْهَا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ .آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم .

شریک غم: محمد نظام الدین رضوی

21 ربیع الآخر 1445ھ/6 نومبر 2023ء۔ دوشنبہ، نزیل گجرات

-*-*-*-*-*-

بنگال میں
ماہنامہ اشرفیہ حاصل کریں
عزیزی کوریئر اینڈ کارگو سروس
256/B/1، بلیلس روڈ، ہوڑہ، کلکتہ

حضرت عزیز ملت کی اہلیہ محترمہ کے لیے قرآن خوانی اور ایصال ثواب

---از:(مفتی) محمد منظر حسن خان اشرفی مصباحی۔ بانی دارالعلوم حجازیہ چشتیہ و دارالعلوم فیضان قطب المشائخ ممبئی---

کل من علیهافان ویبقی وجه ربك ذوالجلال والاکرام۔

عزیز ملت شہزادہ و جانشین حضور حافظ ملت یادگار سلف پیر طریقت حضرت علامہ الحاج شاہ محمد عبدالحفیظ عزیزی قبلہ سربراہ اعلیٰ الجامعۃالاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یوپی کی اہلیہ محترمہ کا وصال ہو گیا (اناللہ واناالیہ راجعون) اس ناگاہ اور پرالم خبر کو سن قلبی تکلیف ہوئی۔ دارالعلوم حجازیہ چشتیہ گھاٹ کوپرویسٹ اور دارالعلوم فیضان قطب المشائخ وکرولی ویسٹ ممبئی میں قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا مخدومہ کی روح کو ایصال ثواب کیا گیا

اللہ رب العزت اپنے حبیب مکرم علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اور سیدہ کائنات رضی اللہ عنہا کے وسیلے سے مخدومہ کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل واجر جزیل عطا فرمائے حضور سربراہ اعلیٰ (ابقاہ اللہ تعالیٰ لخدمۃ الاسلام والمسلمین) اور نعیم ملت حضرت علامہ نعیم الدین عزیزی، عالی قدر جناب ڈاکٹر فہیم الدین عزیزی، جناب عظیم الدین عزیزی اور تمام اہل خانہ واہل قرابت کو صبر جمیل واجر جزیل عطا فرمائے ایسے غم واندوہ کے وقت میں ہم سب حضرت عزیز ملت صاحب قبلہ اور اہل خانہ واہل قرابت کے غم میں شریک ہیں۔

شریک غم (مفتی) محمد منظر حسن خان اشرفی مصباحی بانی دارالعلوم حجازیہ چشتیہ و دارالعلوم فیضان قطب المشائخ ممبئی

سنی دارالعلوم محمدیہ میں قرآن خوانی و تعزیتی پروگرام

7 نومبر 2023ء بروز دوشنبہ بوقت صبح گیارہ بجے بمقام سنی دارالعلوم محمدیہ مینارہ مسجد محمد علی روڈ ممبئی نمبر 3 حضور عزیز ملت جانشین حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبدالحفیظ صاحب قبلہ سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی اہلیہ محترمہ مرحومہ مغفورہ کے لئے دعائے مغفرت کی گئی اور جامعہ اشرفیہ کے سابق شیخ الحدیث محدث جلیل علوم نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امین علوم حافظ ملت کے نگہبان مسلک اعلیٰ حضرت کے ترجمان مسند تدریس کے بے تاج بادشاہ حضرت علامہ الحاج الشاہ عبدالشکور صاحب قبلہ مصباحی علیہ الرحمہ کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی و تعزیتی جلسہ کا انعقاد ہوا جس میں اساتذہ کرام میں خصوصی طور پر مولانا جان محمد برکاتی، مفتی نعیم اختر رضوی مصباحی، مولانا ریاض احمد اشرفی، مولانا محمد شرف الدین مصباحی، مفتی عبدالقدوس نظامی مولانا ابرار احمد مصباحی، قاری صدیق، قاری جمشید حبیبی، قاری اصغر، مولانا نور الاسلام اشرفی، حضرت مولانا لیاقت علی، مولانا تحسین اشرفی، ماسٹر مسعود احمد کے علاوہ محمد اسرائیل عزیزی اور عزیزم محمد عدنان سلمہ اور جملہ طلبہ کرام نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

اس موقع پر حضرت مولانا محمد شرف الدین مصباحی نے فرمایا کہ جامعہ اشرفیہ کا سنی دارالعلوم محمدیہ سے بڑا گہرا لگاؤ رہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور حافظ ملت کو جب زکریا مسجد کے متولی کی جانب سے خط موصول ہوا جس میں امام کی ضرورت تھی تو حضور اشرف العلماء کو ممبئی بھیجا ساتھ ہی ایک خط بھی دیا جس میں تحریر تھا کہ ایک فطری ولی کو زکریا مسجد کی امامت کے لئے اور دین متین کی ترویج واشاعت کے لئے بھیج رہا ہوں۔

حضور اشرف العلما نے ممبئی پہنچ کر امامت کے فرائض انجام دینا شروع کر دیا عروس البلاد ممبئی عظمیٰ کی علمی پیاس بجھانے کے لئے مرکزی درسگاہ سنی دارالعلوم محمدیہ قائم فرمایا۔

جس طرح حضور اشرف العلما حضور حافظ ملت سے محبت فرماتے تھے بالکل اسی طرح حضور عزیز ملت بھی حضور اشرف العلما سے محبت فرماتے تھے اس تعلق کو برقرار رکھتے ہوئے سارے اساتذہ و طلبہ نے شرکت کی۔ حضور عزیز ملت دامت برکاتھم العالیہ پر جو غموں کا پہاڑ ٹوٹا ہے اس کا مداوا نہیں ہوسکتا۔ بلاشبہ اہلیہ محترمہ مخدومہ کا رحلت فرماجانا بہت بڑا حادثہ ہے ایسے موقع پر حضرت علامہ سید محمد خالد اشرف اشرفی جیلانی صدر اعلیٰ سنی دارالعلوم محمدیہ وحضرت علامہ سید نظام اشرف اشرفی جیلانی نائب صدر ادارہ ھذا، حضرت علامہ ظہیر الدین خان صدر المدرسین سنی دارالعلوم محمدیہ وحضرت علامہ سید اطہر علی قبلہ ناظم اعلیٰ ادارہ ھذا وجملہ اساتذہ وطلبہ و

اسٹاف نے حضور عزیز ملت قبلہ مولانا محمد نعیم عزیزی ڈاکٹر فہیم عزیزی، محمد عظیم عزیزی کو تعزیت پیش کیا اور دعائے مغفرت کی۔

حضور عزیز ملت کی اہلیہ صوم وصلاۃ کی پابند متقیہ صالحہ عابدہ اور حسن اخلاق کی پیکر تھیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ کریم اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مرحومہ پیرانی ماں کی مغفرت فرمائے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے حضور عزیز ملت اور ان کے جملہ اہل خانہ مریدین متوسلین محبین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

حضور محدث جلیل مسند تدریس کے بے تاج بادشاہ کی بے پناہ مغفرت فرمائے اور آپ کے اہل خانہ جملہ تلامذہ کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

آخر میں حضرت علامہ جان محمد نے رقت آمیز دعائے مغفرت فرمائی اور پروگرام صلاۃ وسلام پر اختتام ہوا۔ ◘

تعزیت نامہ
بنام عزیز ملت حضرت سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ

شہزادہ حضور حافظ ملت عزیز ملت حضرت علامہ مولانا الحاج عبد الحفیظ صاحب قبلہ دام ظلہ العالی سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ کی اہلیہ محترمہ کے وصال سے جو رنج و غم ہوا اسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ سچ کہیں تو کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ اتنی جلدی اس دار فانی کو الوداع کہہ دیں گی۔ مرحوم مغفورہ بڑی پاک طینت، خوش اخلاق رحم دل اور درد مند خاتون تھیں۔ عبادت وریاضت اور زہد وتقوی اس پر مستزاد تھا۔ ایسی مشفقہ وصالحہ ذات کا اچانک رحلت فرما جانا حضور عزیز ملت دام ظلہ العالی، حضور نعیم ملت اور جملہ شہزادگان واہل خاندان کے لیے رنج وقلق کا باعث ہے لیکن کیا کیا جاے۔ یہی قانون قدرت ہے۔ ع

موت سے کس کو رستگاری ہے

اللہ کے اس فیصلے پر ہم صبر وشکر ہی کر سکتے ہیں۔

اس دکھ کی گھڑی میں فقیر گدائے عزیزی تعزیت پیش کرتا ہے اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہے کہ مرحومہ مغفورہ کو کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائے اور جملہ پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

شریکِ غم

(حافظ) عبد الرحمن (شبنم بستوی)،

(مولانا) عطاء المصطفیٰ عزیزی

ڈاکٹر وحکیم عبد المصطفیٰ علیگ

شبنم شفاء، خانہ ہنومان گنج بازار، بستی یوپی۔

تعزیت نامہ
از: محمد شرف الدین مصباحی، آفس انچارج دفتر اشرفیہ ممبئی

ایشیا کی عظیم دینی علمی مرکزی درسگاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے سربراہ اعلیٰ جانشین حضور حافظ ملت حضور عزیز ملت، قائد اہلِ سنت یادگار حافظ ملت علامہ شاہ عبد الحفیظ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی اہلیہ محترمہ مخدومہ جن صاحبہ کا وصال فرما جانا انتہائی رنج والم کی بات ہے اسے لفظوں میں پیش نہیں کیا جا سکتا ہے

مجھے عزیزم محمد خمیس سلمہ نے مبارک پور سے لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں فون کیا کہ ابو آپ کو کوئی خبر موصول ہوئی ہے؟ میں نے بھی گھبرا کے پوچھا کیسی خبر؟ تو کہا میں نے پیرانی ماں کے بارے میں سنا ہے آپ اس وقت دار فانی سے دار بقا کو کوچ فرما گئی ہیں پھر بھی پہلے آپ حضرت سے تحقیق فرمالیں پھر بات کریں میں نے ہمت کر کے حضرت نعیم ملت صاحب سے رابطہ کیا تو حضرت نے فرمایا یہ خبر صحیح ہے یہ سن کر ایسا لگا کہ پاؤں تلے زمین کھسک گئی ہے کافی دیر تک یقین ہی نہیں ہو رہا تھا۔ آخر کار حضرت سے زیادہ بات نہ کر سکا۔

بہر حال جب مجھے اور میرے گھر والوں کو اتنی شدید تکلیف ہو رہی ہے تو حضرت کو کتنی تکلیف ہو رہی ہوگی بس اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہونا ہی مومن کی شان ہوتی ہے، کیونکہ رب کا ارشاد ہے:

"کل نفس ذائقة الموت"۔

مرحومہ پیرانی ماں بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں حسن اخلاق سے پیش آنا آپ کا وصف خاص تھا تقوی شعار پرہیز گار پارسا صالحہ عابدہ زاہدہ خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صاحب لولاک صلی

اللہ تعالی علیہ وسلم و غوث و خواجہ کے طفیل مخدومہ پیرانی ماں کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطافرمائے

حضور عزیز ملت صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ اور حضرت مولانا محمد نعیم صاحب قبلہ عزیزی، جناب ڈاکٹر محمد فہیم عزیزی، جناب محمد عظیم عزیزی صاحب کو خصوصی طور پر جملہ مریدین، متوسلین، محبین، معاونین کو عمومی طور پر صبر جمیل واجر جزیل عطافرمائے آمین۔

میں ایسے رنج وغم کے موقع پر حضور عزیز ملت صاحب قبلہ کی خدمت میں جملہ اہلِ خانہ کو تعزیت پیش کرتا ہوں، میں آپ کے غم میں برابر کا شریک ہوں اور دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے حضرت کو درازی عمر بالخیر عطا فرمائے آپ کے سایہ کو ہمارے سروں پر تادیر قائم ودائم فرمائے آمین، بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

سیدی عزیز ملت قبلہ کی زوجہ مبارکہ کی وفات حسرت آیات

----------از: رئیس احمد عزیزی مصباحی، شہر ہبلی، کرناٹک----------

جماعت اہل سنت کی محترم ومتبرک مقبول شخصیت حضور قبلہ سیدی زیب سجادہ آستانہ عالیہ سرکار حافظ ملت علیہ الرحمہ مرشدنا و ملجانا عزیز ملت قبلہ کی حرم محترم کے انتقال کی خبر سن کر بڑا افسوس اور قلبی صدمہ ہوا۔ یہ مشیت الٰہی ہے، خداوند قدوس مرحومہ کو اپنے غفران و رضوان سے سرفراز فرماکر جنت الفردوس میں مکرم ومعظم فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطافرمائے۔ آمین ثم آمین!

معظمۂ ملت، پیکر اوصاف، مخدومۂ اہل سنت پیرانی ماں صاحبہ کی ذات گرامی ورہنمائی خاندان حافظ ملت علیہ الرحمہ کے افراد کے لیے بسا غنیمت اور باعث خیر وبرکت تھی۔ اور ان کا وصال گھر والوں کے لیے محرومی، طویل مسافت کی وجہ سے بہت ہی مجبور ہو رہا ہوں۔ ورنہ آج ہی خدمت میں حاضر ہوتا۔ راقم السطور خادم رئیس احمد ادروی نے بہ سلسلۂ تعزیت گیارہ سو درود شریف چھ سو کلمہ طیبہ باون مرتبہ سورہ اخلاص اور ایک ختم قرآن شریف کے بعد موصوفہ اور سیدی حافظ ملت علیہ الرحمہ وپیکر زہد وتقوی، تلمیذ محافظ ملت حضرت علامہ حافظ عبد الشکور صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی ارواح طیبات کو ایصال ثواب کیا۔ خدا مقبول فرمائے اور مرحومہ پیرانی ماں مرحومہ کو گلشن خلد میں سرمدی اعزاز بخشے، آمین۔ شریک غم۔ خادم درعزیزیت

رئیس احمد عزیزی مصباحی

ایس ایس ایف انڈیا کی جانب سے حضرت نعیم ملت کے نام

تعزیت نامہ

----------از: ڈاکٹر محمد فاروق نعیمی البخاری کیرلا، محمد نوشاد عالم قادری مصباحی----------

نبیرہ حافظ ملت، شہزادہ عزیز ملت، مبلغ اسلام نعیم ملت حضرت علامہ مولانا محمد نعیم الدین عزیزی مصباحی قبلہ کی والدہ محترمہ علیہا الرحمہ کے انتقال کی خبر سن کر ہمیں افسوس ہے مرضی مولی از ہمہ اولی۔ مفتی محمد فقیہ القمر ثقافی نائب صدر ایس ایس ایف نیشنل کمیٹی نے ممبئی کانفرنس آفس میں موجود تمام ممبران کو نہایت افسوس کے ساتھ خبر دی کہ آج ہی دن کے گیارہ بج کر بیس منٹ پر حضور نعیم ملت سے "ایس ایس ایف انٹرنیشنل سنی اجتماع" ممبئی کی دعوت کے لیے فون پر بات ہوئی علیک سلیک کے بعد ناچیز نے خیر وعافیت طلب کیا پہلی مرتبہ حضرت سے فون پر گفتگو ہوئی کافی سنجیدگی، پیکر اخلاص و محبت، اصاغر نوازی اور شفقت فرماتے ہوے آپ نے دعوت کے متعلق اطمینان بخش جواب دیے اور دعاؤں سے بھی نوازا لیکن ایس ایس ایف نیشنل گولڈن ففٹی کانفرنس ممبئی آفس میں غم کا ماحول بن گیا جب آپ کی والدہ محترمہ علیہا الرحمہ کے متعلق کمیٹی کے ممبران کو آگاہ کیا۔ سنتے ہی سب نے بلند آواز میں کلمہ استرجاع پڑھے پھر میٹنگ کی کارروائی روک کر ایصال ثواب کے لیے قرآن کی تلاوت ہوئی اور محفل میں موجود تمام علما و دانش وران نے تعزیتی کلمات پیش کیے، ان میں حضرت مولانا توفیق مصباحی اعظمی ممبئی، مولانا عبد الرحمن بخاری کیرلا، محمد شریف بنگلور، محمد عبد اللہ ثقافی کیرلا، شبیر سر پرنسپل صفہ اسکول ممبئی، محمد ظفر مدنی کشمیر، محمد تنویر اسلم دہلی وغیرہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ غم کے اس گھڑی میں سنی اسٹوڈنٹس فیڈریشن انڈیا کی پوری ٹیم

حضور نعیم ملت و جملہ شہزادگان حضور عزیزملت سربراہ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کی بارگاہ میں تعزیت پیش کرتی ہے اور دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالی مرحومہ ومغفورہ علیہا الرحمہ کو جنت الفردوس حضور ﷺ کی خدمت ورفاقت نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ سید طہ ولیس ﷺ۔ شریک غم
ڈاکٹر محمد فاروق نعیمی البخاری کیرلا، نیشنل صدر ایس ایس ایف
محمد نوشاد عالم قادری مصباحی، کٹک، جنرل سیکریٹری
05/ نومبر 2023ء بروز اتوار

تعزیت نامہ

برائے عزیز ملت حضرت علامہ عبد الحفیظ عزیزی سر براہ اعلی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

--------------------از: النور سوسائٹی آف گریٹر ہوسٹن، امریکہ--------------------

واٹس ایپ کے ذریعہ اندوہناک خبر موصول ہوئی کہ حضرت کی اہلیہ اپنی حیات کے لمحات پوری کر کے دار آخرت کے سفر پر روانہ ہوگئیں۔ اس خبر نے النور کے جملہ اراکین ومتعلقین اور خود امام مسجد مفتی مولانا محمد قمر الحسن قادری پر سکتہ طاری کر دیا۔ اور سب نے استرجاع پڑھا۔ اس بے ثبات زندگی کا آخر بہر حال حکم الہی ہی پر منتج ہوتا ہے مگر حکم خداوندی کے آگے بندے کا سر خم ہوتا ہے۔ الجامعۃ الاشرفیہ کی روز افزوں ترقی میں آپ کا کردار اگر چہ مثالی ہے مگر اہلیہ محترمہ علیہا الرحمہ کی کاوشیں آپ کو قدم بہ قدم آگے بڑھانے میں پوری طرح معاون ہیں۔ ان کی جدائی خدانہ کرے کہ آپ کے ارتقائی عمل میں کوئی رکاوٹ کا سبب بنے۔ سیدی حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی اس عظیم یادگار کے آپ سرپرست د سربراہ اعلیٰ ہیں آپ کا اضمحلال بہت کچھ متاثر کر سکتا ہے ابنائے اشرفیہ آپ کے قدم بہ قدم ہیں۔ رب کریم اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے صدقے مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مناصب عطا فرمائے۔ اور برزخ کے مرحلے کو آسان سے آسان تر فرمائے۔ ان کے اعمال حسنہ کو اپنے کرم سے قبول فرما کر اجر عظیم مرحمت کرے اور صغائر وکبائر کرم خاص سے معاف فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم آپ اور آپ کے اہل خانہ، معتقدین و متوسلین نیز فارغین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ النور سوسائٹی آپ کے غم میں برابر کی شریک ہے۔
انشاء اللہ 12 نومبر اتوار کو قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا ہے۔

شرکاسے غم- اراکین وٹرسٹ مسجد النور
مرکز شہر ہوسٹن ٹیکساس، امریکہ-6 نومبر 2023

عزیز ملت علامہ عبد الحفیظ سر براہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ کی اہلیہ کے انتقال پر اظہار تعزیت

--------------------از: نور الہدی مصباحی--------------------

گورکھپور 05 نومبر (نمائندہ) جامعہ اشرفیہ کی فضا سوگوار ہے، عزیز ملت شہزادہ حضور حافظ ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ دامت برکاتہم العالیہ سربراہ اعلی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی اہلیہ محترمہ کا اعظم گڑھ کے ایک نجی ہسپتال میں انتقال پر ملال ہو گیا ہے۔ سراج الفقہا مفتی محمد نظام الدین رضوی برکاتی مصباحی، علامہ مسعود احمد برکاتی مصباحی اور مولانا ضیاء الدین برکاتی نے اظہار تعزیت پیش کرتے ہوئے کہا کہ اس خبر سے ہم لوگوں کو بھی کافی صدمہ پہنچا ہے۔ ہم بھی انتہائی دکھ کے عالم میں ہیں مگر مرضی مولی کے آگے سر تسلیم خم ہے۔ غم کی اس گھڑی میں ہم عزیز ملت کے غم میں شریک ہیں، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے صدقے وطفیل مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرما۔ انھیں شمیم جنت کی راحتیں نصیب فرما۔ پسماندگان بالخصوص نعیم ملت مولانا نعیم الدین عزیزی، ڈاکٹر فہیم عزیزی، محمد عظیم عزیزی و دیگر تمام اہل خانہ وقرابت داروں کو صبر جمیل واجر جزیل عطا فرمائے، مفتی شمس الہدیٰ خان مصباحی،

مفتی محمد شفیق الرحمن عزیزی مصباحی ، مولانا ضیاء المصطفیٰ نظامی جنرل سکریٹری آل انڈیابزم نظامی ، مفتی محمد صادق مصباحی ، مولانا ممتاز عالم مصباحی، مولانا علی احمد بسمل عزیزی، مولانا نفیس احمد مصباحی، مولانا سید علی نظامی پرنسپل مدرسہ عربیہ سعید العلوم لکشمی پور، مولانا مطلوب احمد قادری مصباحی مولانا محب احمد علیمی، مولانا فیاض احمد مصباحی ، ٹیچرس ایسوسی ایشن مدارس عربیہ اتر پردیش کے جنرل سکریٹری مولانا الحاج دیوان صاحب زماں، الحاج سیف الدجی ، مولانا توصیف رضا مصباحی نے اظہار تعزیت پیش کرتے ہوئے کہا کہ مخدومہ اہلیہ حضور عزیز ملت مدظلہ العالی کے سانحہ ارتحال کی خبر سے ہمیں سخت تکلیف پہنچی ، اللہ تبارک وتعالی مخدومہ اہلیہ حضور عزیز ملت مدظلہ العالی کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے، ان کی تربت پر رحمت وانوار کی بارش فرمائے، اور جملہ پس ماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے، انتقال کی خبر سن کر نورالہدیٰ مصباحی گورکھپوری رکن مجلس شوریٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور و خادم التدریس مدرسہ عربیہ سعید العلوم یکماڈ پو لکشمی پور اور مولانا آفتاب رشک مصباحی القدس لائبریری، داراپٹی مظفر پور نے اظہار تعزیت پیش کرتے ہوئے کہا کہ غم کی اس گھڑی میں ہم سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ سوشل میڈیا کے ذریعہ یہ اندوہ ناک خبر ملی کہ جانشین حافظ ملت حضور سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور علامہ شاہ عبد الحفیظ دام ظلہ العالی کی اہلیہ کا اعظم گڑھ ہاسپٹل میں انتقال پر ملال ہو گیا ہے یہ خبر دیگر افراد امت کے ساتھ خصوصا تمام مصباحی برادران کے لیے غم ناک ہے مگر ہوتا وہی ہے جو اللہ کی مرضی ہوتی ہے۔ دنیا فانی ہے ایک نہ ایک دن سب کو جانا ہے۔ اور اسی اصول کے تحت آے دن کوئی نہ کوئی دنیا سے جا ہی رہا ہے۔ ہم اللہ رب العزت سے دعا گو ہیں کہ مولا! مرحومہ کی مغفرت فرمائے، اپنے فضل خاص سے جنت الفردوس میں اعلی مقام بخشے اور حضور سربراہ اعلی حضرت نعیم ملت مولانا نعیم عزیزی سمیت دیگر تمام اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ■■■

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے

محدث جلیل علامہ عبد الشکور مصباحی عزیزی سابق شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور (اعظم گڑھ) یوپی کا انتقال پر ملال جماعت اہل سنت کے لیے عظیم خسارہ ہے آپ کی پوری زندگی قرآن و سنت کی ترویج و اشاعت میں گزری۔ آپ کے فیضان علمی سے فیضیاب ہو کر بے شمار علمائے کرام دنیا کے مختلف حصوں میں خدمت دین انجام دے رہے ہیں۔ آپ نہایت دین دار مخلص استاذ تھے۔

اور حافظ دین وملت بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کی بڑی بہو اور جامعہ اشرفیہ کے سربراہ اعلیٰ حضرت عزیز ملت کی اہلیہ محترمہ مخدومہ جحن صابرہ بیگم جو نہایت ہی سادہ لوح اور با اخلاق مہمان نواز اور دین دار خاتون تھیں، وہ بھی دارِ بقا کی طرف کوچ کر گئیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرما کر درجات بلند فرمائے آمین۔

شریکِ غم: **عبد الجبار ماہر القادری، ممبئی**

آہ! اہل سنت پر پھر کوہ الم ٹوٹا

ابھی گزشتہ کل ہی دیار حافظ ملت جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے یہ الم ناک خبر ملی کہ شہزادہ حضور حافظ ملت عزیز ملت حضرت علامہ الشاہ عبد الحفیظ صاحب قبلہ سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ کی اہلیہ محترمہ نبیرہ حضور حافظ ملت علامہ نعیم الدین عزیزی صاحب قبلہ کی والدہ ماجدہ کا وصال ہو گیا۔ ابھی اس غم سے ابھرنہ پائے تھے کہ پھر جامعہ اشرفیہ کی سرزمین سے یہ اندوہناک وغم ناک خبر مل رہی ہے کہ محدث کبیر شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ فیض حضور حافظ ملت شاگرد حضور حافظ ملت تمام مصباحی برادران کے داداجان حضرت علامہ عبد الشکور صاحب قبلہ مصباحی علیہ الرحمہ بھی داغ مفارقت دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ رجعون۔ اللہ رب العزت حضرت علامہ عبد الشکور صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی بلا حساب مغفرت فرمائے ان کے درجات بلند فرمائے انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہم جیسے ان کے تمام وابستگان و پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ النبی الامین الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ ■■■ شریکِ غم: **محمد عابد رضا مصباحی، پونے**

حضور محدث جلیل
صاحب علم و فضل اور صاحب کردار و عمل تھے

از:(مفتی)محمد منظر حسن خان اشرفی مصباحی۔بانی دارالعلوم حجازیہ چشتیہ و دارالعلوم فیضان قطب المشائخ ممبئی

استاذ العلماء والمشائخ محدث جلیل و قار الجامعۃ الاشرفیہ بقیۃ السلف حضرت علامہ الحاج محمد عبدالشکور مصباحی قبلہ (علیہ الرحمہ) دار فانی سے دار بقاکی طرف روانہ ہوگئے (اناللہ وانا الیہ راجعون) اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ جو پیدا ہوا ہے اسے جانا ضرور ہے اور مومن کے لیے تو موت عظیم تحفہ ہے روایت میں ہے الموت تحفۃ المؤمن دوسری روایت میں ہے الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب موت ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملا دیتی ہے۔

نبی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: المَوْتُ أَرْبَعٌ مَوْتُ العُلَمَاءِ وَمَوْتُ الْأَغْنِيَاءِ وَمَوْتُ الفُقَرَاءِ وَمَوْتُ الأُمَرَاءِ فَمَوْتُ العُلَمَاءِ ثَلامَةٌ فِي الدِّينِ وَمَوْتُ الْأَغْنِيَاءِ حَسرَةٌ وَمَوْتُ الفُقَرَاءِ رَاحَةٌ وَمَوْتُ الأَمَرَاءِ فِتْنَةٌ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا موت کی چار قسمیں ہیں علما کی موت اغنیاء کی موت، فقرا کی موت اور امرا کی موت علما کی موت دین میں شگاف کا سبب ہے، اغنیا کی موت باعث حسرت ہے، فقرا کی موت باعث راحت ہے اور امرا کی موت باعث فتنہ ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم الموت راحۃ المومن. اچھی موت مومن کے لیے راحت ہے

رحمت عالم علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اذامات العالم بکت علیہ اھل السماوات والارض سبعین یوما.

جب کسی عالم کا انتقال ہوتا ہے تو اس پر آسمان وزمین والے ستر روز تک روتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من لم یحزن لموت العالم فھو منافق منافق منافق . جو کسی عالم کے انتقال پر غمگیں نہ ہو وہ منافق ہے منافق ہے منافق ہے۔

حضور محدث جلیل صرف میرے شفیق و مہربان استاذ نہیں تھے بلکہ بالاتفاق آپ استاذ العلماء والمشائخ تھے آپ کی درس گاہ فیض سے بہت سے لعل وگوہر نکلے آپ کی زبان فیض ترجمان سے احادیث رسول علیہ وآلہ وسلم سن کر طالب علم عش عش کر اٹھتے ایک مرتبہ میں زمانہ طالب علمی میں حضور شیخ الاسلام جانشین حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ سے ملاقات کے لئے ان کے دولت کدہ پر حاضر ہوا سلام و دست بوسی کے بعد بیٹھا آپ نے جیسے سنا کہ ہم لوگ اشرفیہ مبارکپور میں پڑھتے ہیں آپ نے حضور محدث جلیل کا ذکر جمیل کرتے ہوئے فرمایا کہ آج کے دور میں میری نگاہ میں استاذ گرامی حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی علمی یادگار حضرت علامہ عبدالشکور صاحب قبلہ ہیں حضور شیخ الاسلام نے محدث جلیل کے اخلاق وکردار اور آپسی الفت و محبت کا بھی تذکرہ فرمایا۔ حدیث پاک میں ہے

عن جابر بن عبد الله، أنه قال : قيل : يَا رَسُولَ الله ، أَي الأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ : الصبر وَالسَّمَاحَةُ ، قيل : أَيَ الْمُؤْمِنِينَ أكمل إيمانا . قَالَ أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں: پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول علیہ وآلہ وسلم کون سے اعمال افضل ہیں؟ آپ عمل کی ٹیم نے فرمایا: صبر کرنا اور میں زیادہ اچھے اخلاق والا ہو۔

سخاوت کرنا، پوچھا گیا: پس مومنین میں سے کامل ترین ایمان والا کون ہے! آپ سلیم نے فرمایا: جوان افسوس صد افسوس کہ آج علم و فضل اور حسن کردار و عمل کا وہ کوہ گراں اپنے تلامذہ اور محبین کو چھوڑ کر سوئے جنت روانہ ہوگئے دارالعلوم حجازیہ چشتیہ اور ادار العلوم فیضان قطب المشائخ ممبئی میں فور اقرآن خوانی اور ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا

اللہ پاک بجاہ جدالحسن والحسین علیہ وآلہ وسلم استاذ گرامی کی مغفرت فرمائے اور ان کے حسنات کو قبول فرمائے ان کی قبر کو منور فرمائے اور اہل خانہ واہل قرابت کو صبر جمیل و اجر جزیل عطا فرمائے ان کے فیضان سے ہم سب کو فیضیاب فرمائے

ہم سب ایسے غم واندوہ کے وقت حضرت محدث جلیل کے اہل وعیال اور الجامعۃ الاشرفیہ کے اساتذہ واراکین سے تعزیت کرتے ہیں اور غم میں شریک ہیں۔ ▫▫▫

محدث جلیل حضرت علامہ عبدالشکور علیہ الرحمہ

ایک مشفق استاذ

از: محمد نظام الدین مصباحی۔ جامعہ غوثیہ رضویہ، بلیک برن، یو کے

ایک استاذ کو جہاں زیر تدریس فنون پر مہارت ضروری ہے وہیں اپنے تلامذہ کے لیے جذبہ شفقت اور ان کو اپنا عکس جمیل بنانے کے ہنر سے واقفیت بھی ضروری ہے۔ ہمارے ممدوح محدث جلیل قدس سرہ کے اندر یہ چیزیں بدرجہ اتم موجود تھیں۔

جب 1973ء اس احقر نے جامعہ میں داخلہ لیا تو شرح تہذیب کی گھنٹی آپ کے پاس تھی۔ ابتدائی طلبا کے لیے مشکل کتاب، مگر آپ جب درس دیتے ایسا لگتا کتاب بالکل حل ہے آسان اور سادہ الفاظ مفہوم سے قریب تر کرنے والی عمدہ روز مرہ کی مثال کے ذریعے آپ پڑھاتے نہیں گویا پلاتے تھے۔ دوران تدریس اعلیٰ ذہانت، اوسط اور ادنیٰ تینوں طبقات کا لحاظ کرتے ہوئے ایک بات کو دوہرانے کا بھی سلسلہ ہوتا تاکہ تینوں سمجھنے سے بھرپور فیض اٹھائیں۔

یوں تو آپ ہر علاقے کے طلبا پر نہایت مہربان مگر خاص طور سے گجرات، کشمیر، کرناٹک وہ صوباجات جہاں اس دور میں مقامی علما بہت کم تھے، آپ انھیں محنت سے پڑھنے کی ترغیب اور بعد فراغت اپنے علاقے سے جہالت دور کرنے کی ترغیب ضرور دیتے۔

راقم الحروف گجرات کے مدرسہ سے پڑھ کر آیا تھا، شروع میں عبارت خوانی بہت مشکل تھی مگر آپ ازراہ شفقت فرماتے ”چل پٹیل عبارت پڑھ۔“ ان جملوں نے نہ صرف حوصلہ دیا بلکہ عبادت پڑھنے اور حل کرنے کا شعور دیا۔

بہرائچ شریف میں حضرت مولانا فاروق اشرفی حفظہ نے ان سے پڑھا تھا تو مجھ سے ان کے احوال پوچھتے جب کہ مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ وہ تو برطانیہ میں خدمت دین کر رہے ہیں۔ یعنی گجرات کے اپنے شاگردوں کو جس کو میں نہیں جانتا تھا ان کا بھی ذکر کرتے اور احوال سے پوچھتے۔ ورنہ فراغت کے بعد جب طالب علم دوری کی وجہ سے رابطہ نہ کر سکا تو اس کو کون یاد رکھتا ہے؟ بارہا یہ کہتے کہ پٹیل گجرات والے مال دار ہیں وہیں ایک عظیم ادارہ قائم کرو تاکہ اتنا لمبا سفر وہ کئی سالوں کے لیے طلبہ کو نہ کرنا پڑے۔ جب عدالت کے دوران یہ احقر یو کے سے الہ آباد عیادت کے لے گیا تو بہت خوش ہوئے، عرض کرنے پر بتایا کہ اب بس تلاوت قرآن روزانہ پانچ پارے کرتا ہوں اور ایک ہی تمنا ہے کہ خاتمہ بالخیر ہو، اس کے لیے آپ بھی دعا کریں۔ اس احقر کو بھی آپ نے دعاؤں سے نوازا۔

القصہ مختصر آج کے دور میں ایسا درس کا پابند استاذ چراغ لے کر ڈھونڈنے سے نہ ملے گا۔ اللہ عزوجل آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم. ▫▫▫

علامہ عبدالشکور علیہ الرحمہ پیکر اخلاص اور سراپا تقویٰ

اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے استاذی الکریم فقیہ عظیم محدث جلیل عبقری زمان استاذ الکل مولانا عبدالشکور سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی مغفرت فرمائے درجات بلند کرے صالحین کا جوار نصیب فرمائے ان کی جملہ خدمات دینیہ کو قبول کرے ان کے امثال پیدا فرمائے۔ آپ پیکر اخلاص سراپا تقوی شفقت فراواں کے منبع علم نواز وانسان ساز تھے معقول و منقول کے جواہرات طلبہ میں تقسیم کرنے کا آپ کو ملکہ حاصل تھا۔

حوصلہ افزائی و خوردہ نوازی میں آپ بے مثال تھے۔ معاصرانہ چشمک تعلّی وریا و نمود سے آپ کا دامن پاک تھا۔ حضور حافظ ملت کی سیرت کا نمونہ اور علم وعمل کے سنگم تھے آپ کو دیکھ کر اکابر کی یاد تازہ ہوتی تھی۔ تعلیم کے ساتھ اصلاح کے ناصحانہ جملے کچھ اس انداز میں فرماتے کہ سن کر ہر کوئی اسے گرہ باندھ لیتا تھا۔ اللہ کریم و رحیم عزوجل جملہ متعلقین و تلامذہ کو ان کے وصال کے صدمہ پر صبر جمیل اور اس پر اجر کریم بخشے۔

از: **مفتی اشرف رضا قادری نوری**، ادارہ شرعیہ مہاراشٹر، ممبئی

گل ہوا ہائے چراغِ دین آج

از: رئیس احمد عزیزی مصباحی، شہر ہبلی، کرناٹک

بروز دوشنبہ 21 ربیع الآخر 1445ھ/2023ء چھ نومبر نو بجے صبح استاذ جہاں و مقتدائے زماں، پناہ بے کساں اور مسیح دردمنداں، اخلاق و محبت کی شمع فروزاں، سند العلما، محدث دوراں حضرت علامہ الحاج حافظ عبد الشکور عزیزی مصباحی علیہ الرحمہ کے پردہ فرمانے کی خبر ملی، دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں اور حضرت شیخ الحدیث کا پیکر جمیل آنکھوں کے سامنے گردش کرنے لگا آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور اس صدمۂ جاں کاہ سے دل کو کافی رنج و قلق ہوا۔ جس کی کیفیت بیان کرنے سے میں عاجز ہوں۔ افسوس کہ حضرت کا ظاہری سایہ ہمارے سروں سے اٹھ گیا اور ہم آپ کی شفقت سے محروم ہوگئے۔ خدا تعالیٰ آپ کی دینی خدمات کے صلہ میں آپ کو غریقِ رحمت فرمائے اور آپ کے تلامذہ و وابستگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔ علوم عقلیہ و نقلیہ میں آپ امتیازی شان رکھتے تھے۔ افہام و تفہیم میں آپ کا پایہ انتہائی بلند تھا۔ دین کے علم کا چراغ تھے، ان کی سادگی ہمارے اسلاف کی جیتی جاگتی تصویر تھی۔ آپ کا ہر قول و فعل سنت رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے مطابق ہوا کرتا تھا۔ آپ نے اپنے علم و عمل زہد و تقویٰ، خوف و خشیت، پاکیزگی اخلاق حسن سیرت سے ایک جہان کو فائدہ پہنچایا۔ نصف صدی مسند تدریس پر آپ کی شاہی رہی جس کی بدولت بے شمار نام ور مدرس اور سیکڑوں علما و فضلا تیار ہوئے۔ حضرت موصوف اہل سنت کے ایک جید عالم تھے۔ حیف کہ داغ مفارقت دے گئے۔ بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہے کہ حضرت کو جنت الفردوس میں اپنے محبوبان خصوصی کے زمرے میں جگہ مرحمت فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین سیدی مرشدی حافظ ملت علی الرحمہ کے حلقۂ درس میں شامل ہوئے۔ 1962ء میں سند فراغت حاصل کی۔ آپ کے ہم درس استاد بھائی شیخ الاسلام علامہ مدنی میاں قبلہ حامی دین وملت علامہ نعمانی خان اعظمی، علامہ ڈاکٹر شرر مصباحی، علامہ غلام حسین کٹرہ مبارک پور، علامہ ادریس بستوی قبلہ، مولانا محمد ابن حسن مصباحی وغیرہ شامل ہیں۔

شریک غم: رئیس احمد عزیزی مصباحی

محدث جلیل علامہ عبد الشکور رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے تقویٰ طہارت، خلوص وللّٰہیت، زہد و ورع، علم و فن اور خدمت دین متین پر لکھنے والے لکھیں گے ایک باب رقم ہوگا۔ میں بس چند الفاظ کے ساتھ ترجیع پیش کرتا ہوں۔ آپ کہنہ مشق، مشفق و مہربان استاد تھے جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں آپ کی تدریس کے ساتھ ایک عہد وابستہ ہے سارے طلبہ آپ کو دادا کہتے تھے، اس سے آپ کی شفقتوں کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ آپ سے مجھ ناچیز کو ملا حسن پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ پڑھاتے وقت میں نہیں جانتا آپ کو اتنی خوشی کیوں ہوتی؛ اس وجہ سے کہ طلبہ حقیقی پوتوں کی مانند ہیں جیسا کہ دادا پوتوں سے خوش ہوتا ہے یا یہ وجہ تھی کہ تدریس آپ کا نہایت ہی خوش ذوق مشغلہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ضعیف العمری میں بھی آپ کے دندان کو سلامت رکھا تھا جب آپ مسکراتے تو نور کی کرن پھوٹتی ہوئی محسوس ہوتی۔ بمصداق حدیث شریف نضر اللہ امرءا الخ آپ ہشاش بشاش ترو تازہ تھے۔ آپ پر نقاہت تو تھی مگر آواز سبحان اللہ۔

پڑھاتے پڑھاتے کبھی سبقت لسانی ہو جاتی آپ فوراً استغفر اللہ فرماتے۔ بابو کہ کر طالب علم پر شفقت فرماتے۔ آپ نے ایک بار فرمایا، مفہوم "میری رائے یہ ہے کہ جامعہ اشرفیہ میں تخصص فی المنطق کا شعبہ ہونا چاہیے؛ جب تک حافظ ملت کے شاگرد ہیں تب تک منطق کی تفہیم و تفہم آسان ہے، بصورت دیگر ماتن نے کچھ لکھا ہے شارح اپنی کہے گا مدرس کچھ سمجھائے گا اور طالب علم تو کچھ اور ہی سمجھے گا۔ اس مفہوم سے یہ بات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ جلیل الشان محدث ہونے کے ساتھ ساتھ آپ منطق وفلسفہ کے بھی ماہر استاد تھے۔ "خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را"

آج صبح تقریبًا سوا نو بجے دار بقا کی طرف رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

از: محمد نعیم الدین مصباحی

علامہ عبد الشکور مصباحی علیہ الرحمہ

اور عزیز ملت کی اہلیہ مرحومہ کے لیے تعزیتی نشست

از: مدرسہ حنفیہ ضیاء القرآن، لکھنؤ

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے سربراہ اعلیٰ عزیز ملت علامہ عبد الحفیظ عزیزی کی اہلیہ اور جامعہ اشرفیہ کے سابق شیخ الحدیث علامہ عبد الشکور مصباحی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر آج بتاریخ 6 نومبر 2023ء مدرسہ حنفیہ ضیاء القرآن شاہی مسجد بڑا چاند گنج لکھنؤ میں تعزیتی نشست ہوئی۔ جس کی صدارت ادارہ کے پرنسپل حضرت قاری ذاکر علی قادری نے کی۔ آغاز قاری حسام الرضا کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ حضرت مفتی ممتاز عالم مصباحی نے تعزیتی تقریب کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نمونہ اسلاف، استاذ العلماء محدث جلیل علامہ عبد الشکور مصباحی ان شخصیات میں سے تھے جن پر علم کو ناز تھا۔ وہ علوم حافظ ملت کے حقیقی جانشین تھے اور فخر اشرفیہ بھی تھے۔ ان کی شخصیت سنت نبوی کی مکمل آئینہ دار تھی۔ وہ انتہائی ماہر و کامیاب استاذ تھے۔ تمام تر صلاحیتوں کے باوجود وہ بڑے سادگی پسند اور وقت کے انتہائی پابند تھے۔ ان کے انتقال سے پوری جماعت اہل سنت ایک عظیم سرپرست سے محروم ہوگئی۔

مولانا محمد عرفان قادری نے اپنے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ علامہ عبد الشکور مصباحی اور حضرت عزیز ملت کی اہلیہ کا انتقال جماعت اہل سنت کے لیے ایک عظیم سانحہ ہے۔ مدرسہ حنفیہ ضیاء القرآن کے اساتذہ، طلبہ اور بہی خواہان اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔

اس سے قبل مدرسہ کے اساتذہ و طلبہ نے تلاوت قرآن پاک کا اہتمام کیا۔ صلاۃ وسلام و قل شریف کے بعد صدر القراء قاری ذاکر علی قادری نے علامہ عبد الشکور مصباحی اور مخدومہ اہل سنت کی بخشش اور بلندئ درجات کی دعا کی۔ قاری نور محمد اشرفی، قاری محمد ایوب اشرفی، قاری محمد ظفیر رضوی، مولانا محمد فہیم مصباحی، مولانا عبد القیوم مصباحی، مولانا محمد عظیم ازہری، قاری تبریز عالم قادری، قاری محمد احمد ضیائی، ماسٹر مظہر حسین، قاری جعفر علی ضیائی کے علاوہ دیگر اساتذہ و طلبہ تعزیتی تقریب میں بطور خاص موجود تھے۔ ■■■

شیخ الحدیث علامہ عبد الشکور علیہ الرحمہ

تقوی و پرہیز گاری، اخلاص و دیانت داری، تواضع و انکساری، وقت کی پابندی اور خوش دلی کے ساتھ طلبہ کے پیچھے محنت۔ یہ وہ اوصاف ہیں جو ایک عالم دین اور مدرس کو کامیاب اور ممتاز بناتے ہیں مجھے یقین کہ ہزاروں علماء اور طالبان علوم نبویہ یہ گواہی دے سکتے ہیں کہ حضرت کی ذات مذکورہ صفات کا آئینہ تھی۔ عمر رسیدہ ہونے کے باوجود روزانہ قصبہ سے جامعہ تک صبح آنا شام کو واپس جانا، نہ کوئی گاڑی نہ کار، سلف کی سچی یادگار، ایسی مخلص ہستیاں بہت کم نظر آتی ہیں. آپ کی متعدّد خوبیوں میں سے ایک نمایاں خوبی نہایت سہل اور آسان انداز تفہیم تھا۔ فقیر نے حضرت سے ملاحسن، اور بخاری شریف پڑھی ہے۔ علما اور طلبہ جانتے ہیں ملاحسن کی مشکل ابحاث کو سمجھنا کس قدر دشوار ہوتا ہے، لیکن روز مرہ کی مستعمل اشیاء سے مثالیں دے کر عام فہم انداز میں سمجھانا حضرت کا ملکہ تھا۔ ذلك الفضل من الله والله يوتيه من يشياء۔

بخاری شریف کی مقدار کی کثرت کی بنا پر دو گھنٹیاں ہوا کرتیں۔ وقت کی پابندی کا یہ حال کہ فقیر نے پانچ منٹ سے زیادہ تاخیر کبھی نہ دیکھی، درس میں خوب برکت ہوتی اور وقت مقررہ پر متعیّنہ مقدار مکمل کرواتے، نیر سال اخیر کے طلبہ کو تقوی،۔ پرہیز گاری لازم پکڑنے اور تعلیمی و تدریسی خدمات اخلاص کے ساتھ انجام دینے کی نصیحت فرماتے۔ ساتھ ہی اخلاق و کردار کی پاکیزگی پر خوب توجہ دلاتے تھے۔ اللہ تعالی انکی قبر پر رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔ از: **مولانا اشفاق مصباحی**، مسجد عثمان، لیسٹر، یوکے

آہ! محدث جلیل اب اس دنیا میں نہیں رہے

از: محمد سبطین رضا سبطین مرتضوی

آہ افسوس صد افسوس استاذ العلماء، نازش بزم تدریس، پیکر علم و تقویٰ، مرقعِ سادگی، صحبت یافتۂ حضور حافظ ملت، محدث جلیل، محقق عصر، حضرت علامہ الحاج عبد الشکور مصباحی نوری علیہ الرحمۃ والرضوان سابق شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ اب اس دنیا میں نہیں رہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اس اندوہناک حادثہ کی خبر سنتے ہی فقیر غم و الم میں ڈوب گیا۔ حضرت کی وفات صرف ان کے پس ماندگان ہی کے لیے نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کے لیے ایک عظیم ترین حادثہ ہے۔ علمی میدان میں بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ امت مسلمہ کو نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت کو بڑی خصوصیات سے نوازا تھا۔ وسعت علم، اصابت رائے، خلوص و للّٰہیت، دینی و ملی فکر مندی اور قلم کی تیز گامی میں آپ بے مثال تھے۔ آپ بڑے سادہ نفس، متواضع، مسکین مزاج اور عزلت نشینی کے عادی تھے۔ علمی بے پناہ گہرائی و گیرائی کے باوجود ذرہ برابر بڑائی و خود رائی کی بو محسوس نہ ہوتی تھی۔ خوردہ نوازی میں ضرب المثل تھے۔ آپ کے اند لکھنے پڑھنے کا انہماک قابل رشک تھا۔ آپ بڑے عالم دین، نامور فقیہ، اپنے اکابرین کے معتمد و منظور نظر جامعہ اشرفیہ جیسے عظیم الشان درسگاہ کے شیخ الحدیث تھے۔

آج حضور محدث جلیل علیہ الرحمہ جیسی صفات کے حامل شخصیات دن بدن کم ہوتی جا رہی ہیں۔ ضرورت ہے کہ ہم آپ کے نقش قدم پر چلیں۔ آپ کی صفات و عادات کو اپنائیں۔

دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت کو غریق رحمت کرے ان کے حسنات کو قبول فرمائے اور نسل نو ان کی زندگی سے روشنی حاصل کرتی رہے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

-٭-٭-٭-

حضرت مفتی محمد انور علی قادری حشمتی انتقال فرما گئے

از: محمد علی قاضی مصباحی جمالی نوری ایم اے

بڑے افسوس کے ساتھ یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ عالم باعمل حضرت مولانا مفتی محمد انور علی صاحب قبلہ قادری حشمتی رحمہ اللہ تعالیٰ مورخہ یکم اکتوبر 2023 بمطابق 15 ربیع الاول 1445ھ بروز اتوار اذان فجر سے قبل شہر رام نگرم، بنگلور میں وصال فرمائے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دوسرے ہی دن یعنی بروز پیر صبح 11 بجے عیدگاہ میدان میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی بعدہ رام نگرم کے قبرستان میں حضرت کی تدفین عمل میں آئی۔ علمائے کرام واحباب اہلسنت کا ایک جم غفیر نماز جنازہ میں شریک رہا۔

حضرت مفتی صاحب قبلہ 1970 یا 1971 عیسوی میں بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی ہدایت پر شمالی کرناٹک کے مشہور شہر ہبلی میں واقع دارالعلوم اہلسنت غوثیہ میں بحیثیت مدرس کے تشریف لائے۔ چند سال یہاں پر تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد (میری جانکاری کے مطابق) شہر انکولہ، شیموگہ، مڈگیرہ، رام نگرم، بنگلور اور وقفے وقفے سے سری لنکا میں دینی ودعوتی کاموں میں مصروف رہے۔

یوں تو آپ کی دینی و مسلکی سرگرمیاں بے شمار ہیں اور متنوع بھی۔ موصوف مکرم نور اللہ مرقدہ تدریس وامامت، مسائل فقہ کی تشہیر واشاعت، تقریر و خطابت اور وقتاً فوقتاً عقائد اہلسنت کی حفاظت وحمایت میں اغیار اہل سنت سے بحث ومناظرہ کے لیے پورے صوبے میں مشہور ہوئے اور شمال ہند سے جنوب میں ہمیشہ کے لیے ہجرت فرما کر صبر و استقامت، نرمی و ملاطفت اور علم وحکمت سے مذہب مہذب اہلسنت وجماعت کی بے لوث خدمت کی۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

حضرت قبلہ خلیق وباوضع، شائستہ وباوقار اور خوش مزاج وحاضر جواب تھے۔ الحمد للہ مسائل فقہ پر عبور کامل رکھتے تھے اور قبلہ

موصوف کا علم مستحضر تھا۔ عقیدہ میں راسخ تھے اور مسلکی و دینی مزاج میں متصلب بھی، مگر باجود مسلکی تصلب کے ٹکراؤ اور تناؤ کی صورتحال سے اجتناب فرماتے۔

اپنے اساتذہ میں بالخصوص حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت علامہ اعجاز احمد صاحب علیہ الرحمہ کو بڑی تعظیم و ادب کے ساتھ یاد فرماتے۔ امانت و دیانت داری کا خاص خیال فرماتے۔ کبھی کسی نے اُن کے متعلق یہ شکایت نہیں کی کہ انہوں نے فلاں مدرسے کے لیے چندہ کیا یا چندہ کرکے اُس کا حساب نہیں دیا یا باجود کثیر العیال ہونے کے اپنی اولاد کی شادی بیاہ کے لیے کسی سے کوئی قرض طلب کیا ہو یا اپنے گھر کی تعمیر کے لیے کسی امیر سے مالی تعاون مانگا ہو۔ یقین جانیے کہ عہد حاضر میں ایک عالم کے متقی و پرہیز گار ہونے کے لیے فقط یہ خوبی کافی و وافی ہے۔

میں سینکڑوں جلسوں میں ان کا ہم سفر رہا ہوں بہت حد تک ان کی طبیعت و مزاج سے واقف ہوں۔ لفافہ خفیف ہو کہ ثقیل ہرگز شکایت نہ فرماتے بلکہ جو بھی میسر آجاتا کلماتِ شکر ادا فرماتے۔ البتہ اکثر لوگوں کی بدخلقی و بے رخی پر شاکی ہوتے۔ ملنے والے غریب ہوں کہ امیر، خندہ پیشانی اور تپاک سے ملاقات فرماتے۔ اہل علم ہوں کہ عامۃ الناس، گفتگو طویل فرماتے، علما سے علمی و مسلکی مذاکرہ فرماتے تو عوام سے ان کے معیار کے مطابق خوب محتاط ہو کر گفت و شنید اختیار کرتے۔

میں اپنی خوش نصیبی پر ناز کرتا ہوں کہ حضرت قبلہ ہی کی بدولت مجھے حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ سے اشرفی دارالمطالعہ واقع دارالعلوم اشرفیہ گولہ بازار مبارکپور میں بالکل پہلی دفعہ ملاقات کا شرف نصیب ہوا اور مختصر سے انٹرویو کے بعد سن 1972 میں حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے جامعہ اشرفیہ میں داخلہ عطا فرمایا۔ ذالک فضل اللہ!

حضرت مفتی صاحب فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنیٰ (النساء 4 آیت 3) ترجمہ! تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو) پر عمل کرتے ہوئے بیک وقت شمالی و جنوبی سسرالی رشتوں کا سنگم بنے اور دونوں رفیق ہائے زندگی سے آپ کو اولاد ہوئیں۔

قبلہ مفتی صاحب حتی الوسع اعدلو ھو اقرب للتقویٰ (المائدہ آیت 8) ترجمہ! انصاف کرو وہ پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے۔ پر عمل پیرا رہے۔

حضرت مفتی صاحب قبلہ باوصف ایک جید عالم اہلسنت ہونے کے، انتہائی متواضع و منکسر المزاج تھے۔ کبھی کبھی مجلسی گفتگو میں، میں اُن سے ذرا بے تکلف ہوجاتا تو کہتا؛ مفتی صاحب! کرناٹک میں آپ کی آمد کو پانچ دہایاں گزر گئیں مگر ابھی تلک آپ اپنی وضع قطع، لباس کے خراش و تراش اور بود و باش میں خالص یوپی کے، یوپی میں ضلع بستی کے اور ضلع بستی میں قصبہ بسڈیلہ کے لگتے ہیں۔ جواب میں کچھ نہ کہتے بلکہ مسکرا کر خرد نوازی کا مظاہرہ فرماتے۔

حضرت مفتی صاحب قبلہ نے جامعہ حضرت بلال اہل سنت و جماعت بنگلور کے صدر محترم حضرت الحاج امیر جان صاحب طول اللہ عمرہ کی نگرانی میں فقیہ العصر حضرت مفتی محمد مطیع الرحمن صاحب قبلہ کے ساتھ مل کر کرناٹک میں ادارۂ شرعیہ کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا ہے جب کہ ان بزرگوں کی سرپرستی میں مجھے بھی ادارۂ شرعیہ کے حوالے سے کچھ کام کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

حضرت مفتی صاحب قبلہ نے شہر ہبلی میں سن 1999 عیسوی میں امام احمد رضا کانفرنس کی سرپرستی فرمائی جب کہ مجھ خادم کو اس مذکورہ کانفرنس میں موصوف مکرم قبلہ کی نائبی کا شرف حاصل رہا۔

آپ نے ملک و صوبہ کرناٹک میں رضوی و اشرفی اختلافات کے ہنگامی دور میں ایک وفد کی شکل میں کچھوچھہ شریف و بریلی شریف میں اپنے اکابرین سے ملاقات کی اور مسلک و مشرب کے نام پر بڑھتے ہوئے فاصلوں کو کم کرنے کی مخلصانہ کوشش بھی فرمائی۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے طفیل انہیں اپنی غفران رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے اور ان کے اہل و عیال کو صبر جمیل عطا کرے۔ امین بجاہ اشرف المرسلین علیہ و علی آلہ واصحابہ اجمعین۔

▫▫▫▫▫▫

مفتیِ کرناٹک مفتی محمد انور علی قادری مصباحی

ہوگئے رخصت سوئے گلزار خلد

از: رئیس احمد عزیزی مصباحی، ادروی

15 ربیع الاول 1445ھ مطابق یکم اکتوبر 2023ء بروز یکشنبہ کو یہ روح فرسا خبر سن کر از حد صدمہ ہوا کہ نقیب چرخ عظمت، بلبل باغ شریعت، شاگرد حافظ ملت علیہ الرحمہ خلیفہ شیر بیشۂ اہل سنت، عالم عقیل فاضل ربانی حضرت علامہ الحاج مفتی کرناٹک محمد انور علی حشمتی قادری مصباحی سرپرست آل کرناٹکا سنی علما بورڈ و سابق چیف قاضی ادارہ شرعیہ شہر بنگلور بر ضائے الٰہی اس دار الفناء سے دار البقا کو رخصت ہو کر داخل خلد ہوئے اور اپنے خالق حقیقی کے جوار رحمت میں جا بسے ۔ بے حد قلق و ملال ہوا، دنیائے سنیت میں اس خبر اثر سے تہلکا مچ گیا۔ اس نقصان عظیم کی تلافی ناممکن ہے مگر سوائے صبر کے چارہ بھی نہیں۔ مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ لله اعطی وله ما اخذ۔ مفتی کرناٹک علامہ انور علی گراں قدر شخصیت کا نام ہے ۔ حضرت علامہ موصوف علیہ الرحمہ نے دین متین کی جیسی سچی تبلیغ و خدمت فرمائی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ مفتی عالی مقام علامہ شاہ انور علی قادری مصباحی نے دنیاے اہل سنت کے لیے جو کارنامے سرانجام دیے ہیں وہ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ تمام سنیوں کو ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ موضع بسڈیلہ بستی یوپی میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد دار العلوم اہلسنت تدریس الاسلام بسڈیلہ میں آپ کو داخل کر دیا گیا جہاں آپ نے حضرت علامہ اعجاز احمد خاں ادروی اور دیگر قابل قدر اساتذہ کے زیر سایہ رہ کر کافیہ تک پڑھا۔ مزید علوم کا جذبہ مسلسل انگڑائیاں لیتا رہا۔

ان دنوں دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور کی تدریسی خدمات کا شہرہ تقریباً پورے ملک میں پھیل چکا تھا، اس لیے آپ دار العلوم اشرفیہ مبارک پور میں داخل ہوئے جہاں آپ نے حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے زیر تربیت رہ کر بڑی محنت، عرق ریزی اور جان سوزی کے ساتھ درس نظامی کی کتب پڑھیں۔ اور وہیں سے 1965ء میں علوم اسلامیہ کی تکمیل کے بعد سند فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد متعدّد مدارس میں درس و تدریس سے منسلک رہے۔ بالخصوص 1972ء میں دار العلوم اہلسنت غوثیہ ہبلی کرناٹک کی مسند تدریس و افتا پر جلوہ افروز ہو کر اپنے علم و حکمت کے گوہر آب دار لٹائے ہیں۔

اساتذۂ کرام: حضور حافظ ملت قدس سرہ، علامہ حافظ عبد الرؤوف بلیاوی علیہ الرحمہ، مولانا مظفر حسن ظفرؔ ادیبی، علامہ قاضی محمد شفیع قریشی مبارکپوری، بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی، شیخ التجوید قاری محمد یحییٰ مبارک پوری وغیرہم۔

ہم سبق علماے کرام: مولانا توکل حسین مصباحی دار العلوم محمدیہ ممبئی، مولانا خلیل گوہر مبارک پوری، مولانا ڈاکٹر اشفاق مصباحی مبارک پوری، مولانا قاری نور الحق مصباحی مبارک پوری، مولانا منیر مصباحی بلیاوی۔

چند **مشہور تلامذہ** کے اسماء یہ ہیں: مفتی شہر مراد آباد مفتی عبد المنان کلیمی، مولانا سید ضیاء الحق مصباحی ہبلی، مفتی قاضی محمد علی میسوری مصباحی، مولانا سید شمس الدین قاضی مصباحی، سابق ناظم اعلیٰ مدنی میاں عربک کالج۔

رب قدیر پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اللہ رب العزت حضرت کے درجات بلند فرمائے اور حضرت کی قبر انور کو نور کے پھولوں سے بھر دے۔ آمین۔ ▪▪▪

مولانا شہباز اختر علیمی نہیں رہے

مقصود پور گورکھپور 6/ اکتوبر۔ مولانا شہباز اختر علیمی اب اس دنیا میں نہیں رہے، ابھی موصوف سے عرس اسلمی بعدہ بارہویں کی شب میں پاکر ٹولہ مقصود پور میں ملاقات ہوئی تھی، موصوف مرحوم ابھی کچھ دنوں قبل مدرسے میں ششماہی میں چھٹی ہونے کے سبب گھر گئے تھے لیکن کس کو معلوم تھا کہ یہ ان کا آخری سفر ہے، حضرت علیمی علیہ الرحمہ بہترین حافظ و قاری کے ساتھ بہترین فاضل تھے کافی عرصہ تک دار العلوم فیضان غوث اعظم اولپاڑ سورت گجرات میں پڑھتے رہے۔ تقریباً تین سال قبل علیمیہ سے فضیلت کیے، پھر افتا بھی کیا موصوف مرحوم پر کچھ دنوں قبل سورت میں کچھ بدبختوں نے حملہ بھی کیا تھا اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اپنی گرفت میں لے لے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے ساتھی کی بے حساب مغفرت فرما کر درجات میں خوب خوب بلندی عطا فرمائے اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ مذکورہ خیالات کا اظہار مولانا محمد آصف رضا طیبی امجدی صدر المدرسین جامعہ المصطفیٰ غوث الوری طیبہ نگر بھلنی مقیم حال نور الٰہی دہلی نے ایک ریلیز میں دی ہے۔ از: نور الہدیٰ مصباحی

مولانا مقبول احمد سالک مصباحی رحمہ اللہ
جماعت اہل سنت کے لیے دوسرے علامہ ارشد القادری تھے۔

مفتی بدر عالم مصباحی

دو اکتوبر 2023ء دس بجے جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے اسٹاف روم میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے دو قابل فخر فرزند حضرت مفتی انور علی مصباحی اور حضرت مولانا مقبول احمد سالک مصباحی رحمہما اللہ کے ایصال ثواب کے لیے ایک محفل منعقد ہوئی قل شریف کے بعد دونوں شخصیات کی ارواح کو ایصال ثواب کیا گیا اور ملک و ملت کے لیے دعائیں ہوئیں جس میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے صدر المدرسین حضرت مفتی بدر عالم مصباحی دام ظلہ نے ان دونوں شخصیات کی خدمات اور کارناموں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مفتی انور علی مصباحی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے قدیم با صلاحیت فارغین میں تھے، حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ فیض سے اکتساب کیا۔ فراغت کے بعد مختلف مدارس میں تدریس و تعلیم سے وابستہ رہے اور اخیر میں صوبہ کرناٹک میں دارالعلوم غوثیہ ہبلی میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے اور عرصۂ دراز تک وہیں رہ کر تشنگان علوم نبویہ کو سیراب کرتے رہے۔ حضرت مولانا مقبول احمد سالک مصباحی نے جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں تعلیم حاصل کی، آپ کا شمار جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے محنتی طلبہ میں ہوتا تھا آپ کی لیاقت وصلاحیت کو دیکھ کر جامعہ کے اربابِ حل وعقد نے عربی استاد کی حیثیت سے آپ کا تقرر کیا ،کئی سالوں تک آپ نے جامعہ میں تدریسی خدمات انجام دیں پھر ہندوستان کی راجدھانی دہلی تشریف لے گئے اور وہاں جامعہ نظام الدین اولیا بحیثیتِ پرنسپل منتخب کیے گئے اور وہاں رہ کر طلبہ میں عربی ادب کا ذوق وشوق بیدار کرنے میں اہم رول پیش کیا اور جامعہ ازہر مصر سے جامعہ نظام الدین اولیا کا معادلہ کرا کے جماعت اہل سنت کے سب سے پہلے آئیڈیل بنے۔

جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے آپ کا رشتہ بہت مضبوط رہا اردو اور عربی ادب میں یکساں عبور تھا دونوں زبانوں میں بالبدیہ لکھنے اور بولنے کا ملکہ تھا۔ قادر الکلام خطیب تھے جماعت اہل سنت کے لیے انتہائی مخلص اور متحرک وفعال عالم دین تھے ہمہ وقت کسی نہ کسی علمی سرگرمیوں میں مصروف رہتے۔ آپ کام کی مشین تھے بڑے بڑے پروجیکٹ اور منصوبے تیار کرتے اور بہت کم وقت میں انھیں بروے کار لانے کا حوصلہ رکھتے جماعت اہل سنت کے ہمیشہ فکر مند رہتے، یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ وہ جماعت اہل سنت کے لیے دوسرے علامہ ارشد القادری تھے۔

اس موقع پر حضرت مولانا مسعود احمد برکاتی، حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی، حضرت مولانا ناظم علی مصباحی، حضرت مولانا صدر الوری قادری ،حضرت مولانا زاہد علی سلامی، حضرت مولانا اختر حسین فیضی حضرت مولانا رفیع القدر مصباحی، جناب ماسٹر قیصر جاوید مبارک پوری کے علاوہ دیگر اساتذۂ اشرفیہ موجود رہے۔

از: مفتی محمد اعظم مصباحی

قاری سجاد کا انتقال

دار العلوم حنفیہ امام احمد رضا میں تعزیتی نشست

لکھنؤ۔ قاری سجاد سابق پرنسپل دار العلوم وارثیہ گومتی کے انتقال پر دار العلوم حنفیہ امام احمد رضا کلیان پور میں غم کی لہر دوڑ گئی اور بعد نماز مغرب ادارہ کی مسجد میں مرحوم کے ایصال ثواب کے لیے طلبہ نے قرآن خوانی کی اور تعزیتی نشست منعقد ہوئی۔ مولانا عرب خان نے کہا کہ قاری سجاد بڑے ہی با اخلاق اور نیک طبیعت انسان تھے۔ انھوں نے اپنی پوری زندگی خدمت دین خصوصًا خدمتِ قرآن میں گزار دی۔ مرحوم نے اپنی انتھک کوشش سے ہزاروں حفاظ اور قرا بنائے، جو آج پورے ملک میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ قاری سجاد کئی سال تک دارالعلوم وارثیہ کے پرنسل رہے۔ انھوں نے کہا کہ مرحوم کی شخصیت میں ملنساری ایک نمایاں پہلو ہے، جو بھی ایک بار ملتا ضرور متاثر ہوتا اس لیے علما، قرا، طلبہ اور عوام کے درمیان بڑے ہی محبوب اور مقبول تھے۔ ان کی رحلت صرف دارالعلوم کے لیے ہی نہیں بلکہ جماعت اہل سنت کے لیے ایک عظیم خسارہ۔ تعزیتی نشست میں ادارہ کے جملہ طلبہ، اساتذہ، واراکین و دیگر مصلیان نے شرکت کی اور قاری سجاد کے لیے دعاے مغفرت اور تعزیتی کلمات پیش کیے۔ آخر میں فاتحہ خوانی اور دعا پر نشست کا اختتام ہوا۔

صداے بازگشت

مضمون کی اشاعت فرمائیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی مدظلہ العالی....

بعد سلام ورحمت امید کرتاہوں کہ مزاج عالی بخیر ہوں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو سلامت رکھے۔

ضروری عرض خدمت یہ ہے کہ ایک مضمون بنام (جامعہ اشرفیہ حافظِ ملت کا ایک عظیم مثالی کارنامہ) حاضر خدمت ہے حضور حافظ ملت کا عرس مبارک بھی قریب ہے لہذا اسے آپ اپنے رسالہ ماہنامہ اشرفیہ میں شامل اشاعت فرماکر شکریہ کا موقع عنایت فرماءیں نوازش ہوگی۔ فقط والسلام مع الخیر

محمد شاھد علی اشرفی فیضانی باسنی ناگور راجستھان

”جہانِ پاسبانِ ملت“ کی تدوین

بخدمت اقدس محترم المقام حضرت مدیر اعلیٰ ماہنامہ اشرفیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ باخیر ہوں گے، ہم ایک اعلان بھیج رہے ہیں آپ اسے اپنے ماہنامہ اشرفیہ میں شائع فرماکر عنداللہ ماجور ہوں۔

اعلان: پاسبان ملت، مناظر اہل سنت، خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کی دینی و ملی، دعوتی و تبلیغی ،تعمیری و ترویجی اور تقریری و تحریری خدمات پر مشتمل ایک ضخیم دستاویز بنام جہان پاسبان ملت کی ترتیب کے کام کی ابتدا ہو چکی ہے ۔ صاحبان قرطاس وقلم سے گزارش ہے کہ مضامین و تاثرات 30 نومبر 2023ء تک بھیج کر قلمی معاونت فرمائیں ۔ حضرت پاسبان ملت علیہ الرحمہ کے خطوط ، معائنہ جات ، تقاریظ و تاثرات وغیرہ ہوں توضرور ارسال فرمائیں۔

عرض گزار: سید ابوبکر مصطفی قادری، کوٹیہ، مدنپور، دیوریا، پن کوڈ274205۔

واٹس اپ، نمبر9452685195

ای میل smahmad9452@gmail.com

پرائیویٹ اسپتالوں کو ترجیح دینا

سرکاری اسپتالوں کی حالت زار کا بغور جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت منہ چڑاتی ہوئی دکھائی دیتی ہے کہ ملک کے عوام سرکاری اسپتالوں سے زیادہ نجی اسپتالوں پر بھروسا کرتے ہیں۔ ایسا نہ ہوتا تو کیوں وہ لوگ بھی نجی اسپتال کا رُخ کرتے جن کی مالی حالت اس کی اجازت نہیں دیتی؟

18-2017ء کے نیشنل سیمپل سروے کے مطابق ایک تہائی سے بھی کم لوگ ایسے ہیں جو سرکاری اسپتالوں کا رُخ کرتے ہوں ۔ سروے میں نجی اسپتال سے علاج کروانے والوں کی تعداد 66 فیصد اور سرکاری اسپتالوں سے رابطہ کرنے والوں کی تعداد 33 فیصد بتائی گئی تھی۔ اس 33/ فیصد میں بھی دیہی علاقوں کے مریضوں کی تعداد شہری علاقوں کے مریضوں کی تعداد سے بہت زیادہ نہیں ہے۔ اس سے جو تصویر واضح ہوتی ہے وہ اس طرح ہے : عوام کا سرکاری اسپتالوں پر بھروسا کم ہے۔ سرکاری اسپتالوں کے مسائل کسی سے مخفی نہیں ہیں اور یہ بھی ایک وجہ ہے جو مریضوں اور اُن کے رشتہ داروں کو سرکاری اسپتال کی تگ و دو سے روکتی ہے، سرکاری اسپتالوں میں اُنہیں جس طرح دھکے کھانے پڑتے ہیں، وہ اُن کے لیے ناقابل برداشت ہے، جو نجی اسپتال کا خرچ برداشت کرنے کے قابل نہیں ہیں وہ بھی نجی اسپتالوں پر انحصار کرتے ہیں، وغیرہ۔ سرکاری اسپتال اس لیے بھی بہت نیک نامی نہیں کما سکے ہیں کہ خود حکومت کی پالیسیوں کے سبب پرائیویٹ اسپتالوں کو زیادہ ترجیح ملی ہے بہ نسبت سرکاری اسپتالوں کے۔ حکومت نے نجی

اسپتالوں کی حوصلہ شکنی نہیں حوصلہ افزائی کی ہے۔اس کا نتیجہ یہ ہے کہ نجی اسپتال فائیو اسٹار ہوٹلوں جیسے ہیں۔وہاں ایک سے بڑھ کر ایک ڈاکٹر ہیں اور ایک سے بڑھ کر ایک مشینیں۔بعض اسپتال تو اتنے عالیشان ہیں کہ کوئی صحت مند شخص اپنے کسی عزیز کی عیادت کو جائے تو اس کے دل میں بھی خواہش پیدا ہو کہ کاش بیمار ہو اور اس اسپتال میں داخل ہو!

طبی نظام کو اب ہیلتھ کیئر سیکٹر کہا جاتا ہے۔بعض رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملک کے ہیلتھ کیئر سیکٹر کا 40 فیصد ایسا ہے جو بنیادی سہولتوں سے عاری ہے۔ یہاں پانی کا مناسب انتظام نہیں ہے، تسلسل کے ساتھ بجلی سپلائی نہیں ہے، ڈاکٹر بھی خاطر خواہ تعداد میں نہیں ہیں، ایمرجنسی رومس نہیں ہیں، وغیرہ۔آئے دن یہ مسئلہ بھی سامنے آتا رہتا ہے کہ جو ہائی ٹیک مشینیں دستیاب ہیں، اُنہیں چلانے والے کبھی حاضر ہیں تو کبھی حاضر نہیں ہیں۔کبھی مشین چل رہی ہے تو کبھی مشین نے چلنے سے معذوری کا اظہار کر دیا ہے۔ اگر مشینیں ہیں، چل بھی رہی ہیں اور انہیں چلانے والا بھی موجود ہے تو چونکہ مشینیں کم ہیں اس لیے مریضوں کو اپنی باری کا انتظار کرتے کرتے کئی دن کھپا دینے پڑتے ہیں۔یہ سب محض اس لیے ہے کہ حکومت سرکاری اسپتالوں پر نہ تو توجہ دیتی ہے نہ ہی انھیں نجی اسپتالوں جیسا ہائی ٹیک بنانے پر غور کرتی ہے۔یہ تصویر کب بدلے گی، کبھی بدلے گی بھی یا نہیں، اس کا جواب نہیں ملتا۔اہل اقتدار اس معاملے میں مخلص ہوتے اور انہیں عوام کا درد ہوتا تو کورونا میں جس قسم کے حالات پیدا ہوئے تھے وہ وارننگ بیل کا کام کرتے اور حکومت پہلی فکر کرتی سرکاری اسپتالوں کو قابل قدر بنانے کی۔ ناندیڑ، اورنگ آباد اور ناگپور کے حالات ایک اور وارننگ بیل ہیں۔کیا حکومت جاگے گی؟ از:ایڈیٹر روزنامہ انقلاب

تشدد کی آڑ میں سازشوں کو تقویت

وقت کی کوکھ سے جنم لینے والے مسائل ابھرتے ہیں ختم ہو جاتے ہیں۔لیکن گزشتہ چند سالوں سے ملک میں آئینی حقوق کی بازیابی کے لیے حکومتوں سے مسلسل پیکار، خود کش حملے، انسانی معاشرے میں خون خرابہ، ماؤں بہنوں کی اجڑتی ہوئی مانگیں اور انسانی لاشوں کے انبار نے ملک میں دہشت گردی کو عالمی موضوع بنا دیا ہے۔جبکہ مستشرقین، مغربی میڈیا اور یہودی منصوبہ سازوں کا کمیونزم کے سقوط کے بعد اسلام کے خلاف گہری سازش، پروپیگنڈے اور افواہوں نے اقوامِ عالم کی نظر میں ملت اسلامیہ کی پیشانی پر دہشت گردی کا بد نما داغ لگا دیا اور اسلام کے نظریہ صلح و جنگ، رواداری اور انسانی اقدار پر سوالیہ نشان کھڑا کر دیا ہے۔ایسے میں عالم اسلام کے درمیان بنام عقائد اور مسالک افتراق بین المسلمین کے باوجود ملت اسلامیہ کے سروں سے اس الزام کی صفائی سبھوں کا مشترکہ مشن ہے۔جو الزام آج ننگی تلوار کی صورت میں امت مسلمہ کی گردن پر ہے۔مگر اس تاریخی حقیقت سے بھی آنکھیں نہیں چرائی جا سکتی کہ ہر دور میں ابن الوقتوں، مفاد پرستوں، جاہ و حشم کے حریصوں اور سر فروشوں کے ساتھ حکومت وقت کے خفیہ کارندوں کا بھی ایک دستہ رہا ہے۔جس نے کبھی ملک، کبھی مذہب، تو کبھی معاشرے کے ساتھ اپنی اندرونی سازش کے نتیجے میں لاکھوں افراد کو بربادیوں کے دہانے پر لا کھڑا کر دیا۔ ایسے وقت میں قدر اور دانشورانِ قوم و ملت اور سر کردہ مکاتب فکر اور جماعتوں کے سربراہان کھل کر سامنے آئیں تاکہ دنیا کے سامنے یہ تصویر واضح ہو سکے کہ عقیدے اور وحدانیت کے نام پر اپنے آپ کو جادہ مستقیم پر گامزنی اور امت مسلمہ کی نمائندگی کے دعویدار اس کرب سے گلا خلاصی کے لیے اپنی قوم کو کونسا نسخہ شفا بتا رہے ہیں؟ اور وہ کون ہیں جو تجاویز، مشاورت، مذاکرے اور تشدد کی آڑ میں مغربی سازشوں کو تقویت پہنچا رہے ہیں؟

افتخار احمد قادری، کریم گنج، پورن پور

سلطان پور میں ماہنامہ اشرفیہ حاصل کریں

مولانا محمد ابو بکر صاحب

مدرسہ سراج العلوم لطیفیہ، نہال گڑھ، جگدیش پور

سلطان پور (یوپی) 222301۔

موبائل نمبر:9415966670

کرناٹک میں ماہنامہ اشرفیہ حاصل کریں

مولانا قاضی سید شمس الدین

پلاٹ 35، مدنی کالونی، یلاپور،

اولڈ ہبلی، کرناٹک 580022

موبائل نمبر:9448023291

عالمی خبریں

امریکہ میں کچھ بہت ہی خطرناک ہو رہا ہے۔ (جو بائیڈن)

امریکی صدر جو بائیڈن نے اپنے حریف ڈونلڈ ٹرمپ پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ فی الوقت، 'امریکہ میں کچھ بہت ہی خطرناک ہو رہا ہے۔ واضح رہے کہ سابق صدر ڈونلڈ ٹرمپ سن 2024 میں ریپبلکن پارٹی میں صدارتی امیدوار نامزد ہونے کی دوڑ میں اپنے دیگر حریفوں کے مقابلے میں سب سے آگے ہیں۔

ایریزونا میں خطاب کے دوران بائیڈن نے ٹرمپ کے حامیوں پر قانون کی حکمرانی، آزاد صحافت اور جمہوریت پر حملہ کرنے کا الزام لگایا۔ بائیڈن نے کہا، ہم سب کو یاد رکھنا چاہیے: جمہوریتوں کو آخر میں رائفل سے مرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ اس وقت مر سکتی ہے، جب لوگ خاموش ہو جاتے ہیں، جب وہ کھڑے ہونے میں ناکام رہتے ہیں یا جمہوریت کو لاحق خطرات کی مذمت نہیں کرتے، کیونکہ لوگ مایوس، تھکا ہوا اور الگ تھلگ محسوس کرنے کے سبب، جو چیز اپنے لیے سب سے قیمتی ہوتی ہے، اسی کو کھو دینے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔

واضح رہے کہ سابق صدر ٹرمپ نے نعرہ دیا تھا ہے، میک امریکہ اگین گریٹ (ایم اے جی اے) یعنی امریکہ کو دوبارہ عظیم بنائیں۔

ایریزونا میں خطاب کے دوران بائیڈن نے ٹرمپ کے حامیوں پر قانون کی حکمرانی، آزاد صحافت اور جمہوریت پر حملہ کرنے کا الزام لگایا۔

بائیڈن نے اس نعرے کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اس پر اب کوئی سوال نہیں ہے کہ آج کی ریپبلکن پارٹی کو ایم اے جی اے کے انتہا پسند چلا رہے ہیں اور اسے ڈرا دھمکا بھی رہے ہیں۔ چونکہ ایریزونا میں جس تقریب سے بائیڈن خطاب کر رہے تھے وہ ان کے مرحوم دوست اور سیاسی حریف نیز ریپبلکن پارٹی کے اندر ٹرمپ کے سخت ناقد سینیٹر جان مکین کے اعزاز میں تھی، اس لیے اس کی اہمیت زیادہ ہے۔

عام طور پر جو بائیڈن ٹرمپ کے لیے ان کا نام لینے کے بجائے اپنا پیش رو یا آخری شخص جیسے الفاظ کا استعمال کرتے رہے ہیں۔ تاہم اپنی تقریر کے دوران انہوں نے ان کا نام لے کر ان پر نکتہ چینی کے لیے کچھ سخت ترین الفاظ کا بھی استعمال کیا۔

بائیڈن نے ٹرمپ کے بعض بیانات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ وہ عہدہ صدارت پر رہتے ہوئے اپنے اختیارات کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا، ٹرمپ کا کہنا ہے کہ آئین نے انہیں وہ سب کرنے کا حق دیا ہے جو وہ چاہتے ہیں۔

ان کا مزید کہنا تھا، میں نے تو کبھی کسی صدر کو بطور مذاق بھی یہ کہتے ہوئے نہیں سنا۔ اس کی رہنمائی آئین کی طرف سے یا پھر ہمارے امریکی ساتھیوں کی مشترکہ خدمت اور شائستگی کے جذبے سے نہیں ہے، بلکہ یہ انتقام اور بدلے کے جذبے کے ذریعے ہے۔

ریپبلکن پارٹی میں صدارتی امیدواری کے لیے دوسری پرائمری بحث تھی تاہم ڈونلڈ ٹرمپ اس بار بھی اس میں شریک نہیں ہوئے۔ وہ فی الحال اپنی پارٹی کے ممکنہ امیدواروں کی فہرست میں اتنے بڑے فرق سے آگے ہیں کہ ان کے تمام مخالفین کو جس قدر حمایت حاصل ہے، ٹرمپ کو تن تنہا اتنی فیصد سے زیادہ حمایت مل رہی ہے۔ (dw.com-23-09-2023)

پاکستان، میلاد النبی کے جلوس سے قبل خودکش حملہ

اسلام آباد (ایجنسی) پاکستان کے مستونگ میں جشن میلاد النبی کے جلوس سے قبل مسجد کے قریب خودکش دھماکے میں 52 افراد جاں بحق اور متعدد زخمی ہو گئے۔ اسٹنٹ کمشنر مستونگ کے مطابق دھماکا مدینہ مسجد کے قریب ہوا، جہاں لوگ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس میں شرکت کرنے کے لیے جمع ہو رہے تھے۔ دھماکے میں 52 افراد جاں بحق اور 50 سے زائد زخمی ہوئے۔ پولیس کے مطابق جاں بحق افراد میں ڈی ایس پی محمد نواز مشکوری بھی شامل ہیں۔

حکام کا کہنا ہے کہ مدینہ مسجد سے جمع ہونے کے بعد لوگوں کو جلوس میں شرکت کرنا تھا۔ (باقی ص: 74 پر)

خیر و خبر

دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ میں محفل یادِ اعلیٰ حضرت

سرزمین چریاکوٹ کی قدیم دینی درسگاہ دارالعلوم قادریہ کے قادری ہال میں 25/صفر المظفر1445ھ، مطابق 12 ستمبر 2023ء بروز منگل بعد نماز عشا، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی محدث بریلوی قدس سرہ کی یاد میں ایک محفل کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں کثیر تعداد میں عقیدت مندانِ اعلیٰ حضرت اور اساتذہ وطلبہ دارالعلوم نے شرکت کی اور امامِ اہلِ سنّت کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت پیش کیا۔ جناب حافظ سلطان چریاکوٹی کی تلاوتِ قرآن سے محفل کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد دارالعلوم کے طلبہ نے نعت و منقبت پیش کیا، پھر شاعر اسلام مولانا محمد اختر الاسلام نعمانی اور مولانا انور علی مصباحی چریاکوٹی نے بڑے ہی پیارے انداز میں منقبت اعلیٰ حضرت پیش کرکے محفل میں کیف و سرور کا سماں باندھ دیا۔ شاعر اہل سنت حافظ محمد اجمل اعظمی استاذ دارالعلوم ہذا نے نظامت کے فرائض انجام دیے۔

خصوصی خطیب کی حیثیت سے مبلغ اسلام حضرت علامہ محمد عبدالمبین نعمانی قادری دام ظلہ العالی نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی حیات کے چند اہم پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہوئے ایک پُر مغز خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ "اعلیٰ حضرت قدس سرہ بلا شبہہ امام العلما اور سیّد الفقہا تھے۔ ان کے عہد سے آج تک اتنا بڑا فقیہ اور مرجع علما پیدا نہیں ہوا، جس کا زندہ ثبوت آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ "فتاویٰ رضویہ" ہے جو کہ بتیس جلدوں کو محیط اور فقہ اسلامی کے انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتا ہے، اور صرف مقدار ہی میں نہیں قدر و قیمت میں بھی اتنا عظیم و جلیل ہے کہ آج علما و فقہا فتویٰ نویسی میں اس سے استفادہ کرنے پر مجبور ہیں، نیز آپ کی نعتیہ شاعری پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کی ذات سراپا عشق رسول سے معمور تھی اور آپ ہمہ وقت محبت رسول اور عشق نبی میں سرشار رہا کرتے تھے، جس کا اندازہ آپ کی نعتیہ شاعری سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ حضور کی شان میں ادنی سے ادنی گستاخی بھی ہرگز برداشت نہیں کرتے تھے اور اپنی پوری زندگی اسی کی تعلیم دی اور تحفظ ناموس رسالت پر پہرہ دیا۔ آخر میں صلاۃ و سلام اور حضور نعمانی صاحب قبلہ کی دعا پر محفل کا اختتام عمل میں آیا۔

اس محفل میں مولانا حافظ عبدالسلام رضوی (پرنسپل)، مولانا محمد سلیم مصباحی، مولانا محمد خورشید شمسی، و استاذ الحفاظ حافظ محمد اجمل اعظمی، مولانا عبدالرب قادری چریاکوٹی، مولانا فاروق چریاکوٹی، جناب حیدر چریاکوٹی صاحب اور ادارے کے دیگر ذمہ داران اور طلبہ خصوصیت کے ساتھ موجود رہے۔

از: عارف نعمانی

کچھوچھہ میں علماے پروانچل کا دو روزہ اجلاس

کچھوچھہ، امبیڈکر نگر۔ آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ کے زیر اہتمام منعقد دو روزہ اجلاس کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ اس موقع پر مختلف اضلاع سے آئے ہوئے علمانے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ علماء مشائخ بورڈ کے قومی صدر سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھوی نے علما کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ان کا موقف ملک میں بڑھتی ہوئی نفرتوں پر قابو پانا ہے۔ انھوں نے نوجوانوں کو باخبر کرتے ہوئے کہا کہ سوشل میڈیا پر بے وجہ بیان بازی سے نفرت کے ایجنڈے کو تقویت ملے گی جو نوجوان نسل کے لیے تباہ کن ہے، اس سے گریز بہت ضروری ہے۔

آل انڈیا علما و مشائخ بورڈ کے زیر اہتمام پوروانچل کے علما کا اجلاس 9، 10 اکتوبر کو خانقاہ اشرفیہ شیخ الاعظم حسنیہ سرکار کلاں کچھوچھہ مقدسہ میں منعقد کیا گیا جس میں پوروانچل کے کئی اضلاع کے علمانے شرکت کی۔ واضح رہے کہ علما و مشائخ بورڈ معاشرے کی ان ضرورتوں کو پورا کرنے کے مقاصد سے مسلسل پورے ملک میں بڑے پیمانے پر کام کر رہا ہے۔ اجلاس کے دوران بورڈ کے قومی صدر کے ذریعہ مولانا شمیم انجم کو بورڈ کا شمالی ہندوستان کا صدر نامزد کیا گیا۔ وہیں اجلاس میں موجود علماے کرام نے پوروانچل میں بورڈ کو گاؤں پنچایت سطح تک

پہنچانے کے عزم کا اظہار کیا۔ اجلاس کے دوران لکھنؤ میں نامزد صدر کے ذریعہ ایک ہسپتال کی جلد سنگ بنیاد رکھے جانے کی بات کہی گئی تو وہیں پوروانچل کے کئی اضلاع میں ہسپتال اور اسکول کھولے جانے پر تفصیل سے گفتگو ہوئی۔

اجلاس کے آخر میں علما مشائخ بورڈ کے قومی صدر سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھوی نے علما کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ان کا موقف ملک میں بڑھتی ہوئی نفرتوں پر قابو پانا ہے ، انھوں نے نوجوانوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک کا نوجوان خاص کر مسلمان سوشل میڈیا پر بے وجہ بیان بازی سے گریز کریں۔ اس سے نفرت کا ایجنڈہ آگے بڑھے گا۔ سید اشرف نے کہا ہمیں اپنی باتوں کو موثر طریقہ سے رکھنی چاہیے۔

اس موقع پر مولانا عمار احمد احمدی عرف نیر میاں سید مقصود اشرف، مولانا مبارک حسین مصباحی، مفتی معین احمد، مولانا اظہار احمد مولانا کلیم مصباحی، مولانا عباس ازہری، مولانا عظیم اشرف تاج الدین مفتی حبیب الرحمن، مولانا ارشد جمال ، مولانا غلام محبوب سبحانی ، مولانا نوشاد جامعی، مولانا اقبال احمد، مولانا جلال الدین، مولانا سید اسلم چشتی ، مولانا صدام حسین برکاتی ، مولانا فیاض احمد قسیم اشرفی اور دیگر لوگ موجود رہے۔ از: محمد راشد انصاری

عرس رفیقی کا انعقاد

مولانا سید انور میاں چشتی کو مصعب بن عمیر ایوارڈ

آستانہ عالیہ چشتیہ رفیقیہ ڈیرہ پور میں رفیق ملت، تلمیذ صدر الشریعہ، حضرت علامہ رفیق الحسن چشتی مصباحی امجدی علیہ الرحمہ کا 38واں سالانہ عرس 4اور 5اکتوبر 2023ء کو سابقہ روایات کے مطابق تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوا، جس کی سرپرستی وقیادت سجادہ نشین حضرت علامہ مفتی انفاس الحسن چشتی بانی تحریک دعوت انسانیت نے فرمائی، مہمان خصوصی کی حیثیت سے آستانہ عالیہ صمدیہ پھپھوند شریف سے مفکر اسلام علامہ سید محمد انور میاں چشتی سربراہ اعلی جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف، شہ زادہ گرامی حضرت مفتی سید محمد اطہر میاں چشتی، خطیب آستانہ حضرت علامہ سید محمد مظہر میاں چشتی نے شرکت فرمائی۔ جب کہ ملک کے مختلف گوشوں سے کثیر تعداد میں مقتدر علماو مشائخ کی شرکت ہوئی خاص طور سے جامع معقول و منقول حضرت علامہ مفتی رحمت اللہ قادری بلرام پوری، محقق مسائل جدیدہ حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی شیخ الحدیث وصدر شعبہ افتا جامعہ اشرفیہ مبارک پور، ادیب شہیر حضرت علامہ نفیس احمد قادری مصباحی شیخ الادب جامعہ اشرفیہ مبارک پور، مفتی محمد ساجد رضا مصباحی استاذ و مفتی دارالعلوم غریب نواز داہو گنج کشی نگر، مولانا کرامت علی مصباحی استاذ مدرسہ مدینۃ العلوم فتح پور، مفتی شمس الحق مصباحی صدرالمدرسین مدرسہ زینت الاسلام امرودھا کان پور دیہات کے اسما شامل ہیں۔ نظامت مولانا غلام جیلانی مصباحی استاذ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف نے فرمائی۔ اس موقع پر علامہ الحاج الشاہ سید محمد انور میاں صاحب قبلہ کو ان کی عظیم دینی وعلمی خدمات کے اعتراف میں تحریک دعوت انسانیت کی جانب سے "حضرت مصعب بن عمیر ایوارڈ" پیش کیا گیا اور جامعہ معلم کائنات کے شعبہ تربیت افتا کے چار مفتیان کرام کے سروں پر دستار باندھی گئی نیز مدرسہ محمدیہ مصباح العلوم ڈیرہ پور کے 13/حفاظ کو بھی دستار حفظ سے نوازا گیا۔

محقق مسائل جدیدہ حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی نے اپنے خطاب میں قوم مسلم میں پھیلی برائیوں کا تذکرہ کر کے ان کے سد باب کے طریقوں پر مدلل انداز میں روشنی ڈالی، انھوں نے تحریک دعوت انسانیت اور اس کی علمی وتبلیغ سرگرمیوں کو خوش آئند بتاتے ہوئے اسے امت مسلمہ کی ایک اہم ضرورت قرار دیا۔

ادیب شہیر حضرت علامہ نفیس احمد مصباحی نے فرمایا کہ اپنے اسلاف کی یادوں کو زندہ رکھنا کام یاب قوموں کی نشانی ہے، صاحب عرس علامہ رفیق الحسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے عہد کے ایک زبردست عالم اور مرشد طریقت تھے، وہ صدرالشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی قدس سرہ سے شرف تلمذ رکھتے تھے اور رئیس الفقہاء الشاہ سید مصباح الحسن چشتی قدس سرہ کے خلیفہ ومجاز تھے۔

انھوں تحریک دعوت انسانیت کی دینی، علمی، تبلیغی اور اشاعتی خدمات پر فرماتے ہوئے بے پناہ مسرت کا اظہار فرمایا۔

بزرگ عالم دین اور حضرت علامہ مفتی محمد رحمت اللہ قادری نے صاحب عرس کے فضائل ومناقب بیان کرتے ہوئے بزرگان دین کی عظمتوں پر مدلل گفتگو فرمائی اور فرمایا کہ علامہ مفتی انفاس الحسن

چشتی کو علمی وروحانی اعتبار سے بڑی عظیم نسبتیں حاصل ہیں، یہی وجہ ہے کہ وہ ہر میدان میں سرخ رو ہیں۔

قل شریف کی محفل میں شہ زادہ انفاس ملت مولانا عبید الحسن چشتی عرف سچے میاں نے بھی اہم خطاب فرمایا اور زائرین کو عشق رسالت مآب کے حوالے سے اہم پیغام دیتے ہوئے فرمایا کہ سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جان ایمان ہیں، آپ کی محبت کے بغیر ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔

صاحب سجادہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی نے درو دراز سے تشریف لائے ہوے علما و مشائخ اور زائرین کا شکریہ ادا کیا، محفل مسائل شرعیہ میں بے شمار فقہی سوالات کے جوابات عطا فرمائے۔ انھوں نے اپنے کلیدی خطبے میں ایمان عقیدے کی حفاظت پر زور دیا، فتنہ ارتداد سے اسلامی دوشیزاؤں کو بچانے کی تاکید فرمائی اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق کا ماحول بنائے رکھنے پر زور دیا۔ انھوں نے کہا کہ اختلاف وانتشار قوموں کی تباہی کا پیش خیمہ ہے اس لیے مسلمانوں کو شیر و شکر رہنا چاہیے۔

مولانا غلام محبوب سبحانی نے تحریک دعوت انسانیت کی سرگرمیوں اور حصول یابیوں پر جامع انداز میں روشنی ڈالی۔ انھوں نے بتایا کہ مختلف علاقوں میں تحریک کے زیر اہتمام 27/ادارے چل رہے ہیں، جن کثیر تعداد میں اسلامی بچیاں اور بچے زیر تعلیم ہیں، شعبہ تبلیغ میں مبلغین کی ایک بڑی تعداد شب و روز تبلیغ دین میں مصروف ہیں۔ انھوں نے یہ اعلان بھی فرمایا کہ تحریک دعوت انسانیت کے مرکزی تعمیر اور جامعہ معلم کائنات کی مستقل بلڈنگ کے لیے قومی شاہراہ سے قریب ایک وسیع خطہ اراضی حاصل کر لی گئی ہے جس میں جلد ہی تعمیری کام شروع ہوگا۔ انھوں تحریک کی دوسری سرگرمیوں سے بھی زائرین کو آگاہ کیا۔

قل شریف کی محفل میں متعدّد شعرا نے منظوم خراج عقیدت پیش کیا خاص طور سے شہ زادہ انفاس ملت حافظ اسید الحسن چشتی نے صاحب عرس کی شان میں منقبت پیش کر کے سماں باندھ دیا۔

عرس کی تقریبات میں عام زائرین کے علاوہ کثیر تعداد میں علماے کرام نے شرکت فرمائی جن میں مولانا ضیاء الدین برکاتی مبارک پور، مولانا فہیم مصباحی امرودھا، مولانا غفران مصباحی فتح پور، مفتی افسر عالم چشتی، مفتی کوثر عالم نعمانی، مفتی صادق عالم چشتی، حافظ نوشاد عالم ازہری، مولانا عارف ازہری، مفتی راحت علی چشتی، مولانا شمس الحق چشتی، مولانا سلطان چشتی وغیرہ کے اسماخاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

از: شعبہ نشر واشاعت تحریک دعوت انسانیت

ڈیرہ پور کان پور دیہات۔

اتحاد کے لیے اختلاف کو بالاے طاق رکھا جائے

(شیخ الاسلام سید محمد مدنی میاں)

حیدر آباد 5 ستمبر۔ دین اور سیاست دونوں جدا نہیں ہیں۔ سیاست اگر رضائے الٰہی کے لئے ہو تو دین ہے اور خدمت خلق کا ذریعہ ہے۔ موجودہ دور میں اتحاد کی اہم ضرورت ہے۔ اتحاد کے لیے شرط یہی ہے کہ اختلافات کو بالائے طاق رکھا جائے، کیونکہ اختلافات سے ٹکراؤ ہوتا ہے۔ اس لئے وقت کی اہم ضرورت کے پیش نظر مسلمان اتحاد کریں۔ شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی جو تقریباً 22 برس کے عرصہ کے بعد حیدر آباد کے 6 روزہ دورہ پر تشریف لائے ہوئے ہیں، نے نمائندہ اعتماد سے ایک ملاقات میں یہ بات بتائی مدنی میاں اپنے جانشین مولانا حمزہ میاں اشرفی الجیلانی کے ہمراہ تقریباً دو دہائیوں کے بعد جنوبی ہند کے دورہ پر ہیں۔ علامہ مدنی میاں کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے۔ وہ عالم اسلام کی ایک عبقری شخصیت کے طور پر دنیا بھر میں جانے اور مانے جاتے ہیں۔ علامہ مدنی میاں نے تقریباً دو دہوں سے اپنے خطابات کے سلسلہ کو موقوف کر دیا ہے۔ انہوں نے تحریری کام بالخصوص تفسیر اشرفی کی تکمیل خطابات کے سلسلے کو موقوف کر دیا تھا اور انھوں نے طے کیا تھا کہ وہ خطابات کے بجاے صرف تحریر اور تربیت کے ذریعہ خدمت دین کے سلسلہ کو جاری رکھیں گے۔ اسی وجہ سے علامہ مدنی میاں نے عام جلسوں سے خطابات کو ختم کر دیا ہے۔ اب وہ مختلف مقامات پر صرف حاضرین کے سوالات کے جوابات کے ذریعہ ہی خدمت انجام دے رہے ہیں علامہ مدنی میاں نے کہا کہ ہر کوئی اتحاد کی بات کرتا ہے لیکن سب نے اپنی دکانیں لگا رکھی ہیں، جب دکان الگ ہوگی تو مال بھی الگ ہوگا۔ اس لیے اتحاد کے لیے ضروری ہے کہ دکانوں کو ایک کر دیا جائے۔ ممکن عمل یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے ذہنی طور پر اپنے آپ کو ایک دوسرے سے متفق کر لیں۔ نظریاتی ٹکراؤ کو ختم کر لیں۔ شیخ الاسلام مدنی میاں نے کہا کہ موجودہ حالات کے تناظر میں قوم میں جو بگاڑ پیدا ہو رہا

ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے نئی نسل کو دینی تعلیم و تربیت سے آراستہ کیا جائے۔ انھوں نے قرآن مجید کے حوالہ سے کہا کہ مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچائیں۔ خود کو اور اولاد کو جہنم سے بچانے کا جو حکم ہے یہ فرض ہم سے چھوٹ رہا ہے۔ اپنے بچوں کو بچانے کی کوشش کریں۔ اپنے اور اپنے گھروں کے فیصلے غیروں سے نہ کروائیں، کیوں کہ اس میں بہت زیادہ خرچ مصیبت اور وقت کا ضیاع بھی ہوتا ہے۔ ہمارے لیے کتاب و سنت ہے، اس بنیاد پر اپنے فیصلے کروائیں۔

انھوں نے کہا کہ موجودہ دور میں ایسا مزاج ہو گیا ہے کہ ہم اسلامی فیصلہ نہیں چاہتے ہیں جس کی وجہ سے عدالتوں سے رجوع ہوتے ہیں۔ ایسے میں مصیبتوں میں مبتلا ہو کر غلط فیصلوں کو ماننے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ہمارا اسلامی قانون ہی ہمارے لیے کافی ہے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ دور میں جو مسلم پرسنل لاء کی اصطلاح استعمال کی جارہی ہے وہ اس اصطلاح کے خلاف ہے۔ کیوں کہ اس کا نام مسلم پرسنل لا نہیں بک اسلامک لا ہونا چاہیے۔ انگریزوں نے اس اصطلاح کو رائج کیا اور اس کے ذریعہ ایک چور دروازہ کھول دیا کہ مسلمان کا قانون ہے۔ جب انھوں نے یہ قانون بنایا ہے تو وہی اسے ختم کر سکتے ہیں لیکن اسلامک لا در اصل خدائی قانون ہے۔ اسے خدا نے بنایا ہے توکسی کو حق نہیں ہے کہ اس میں ذرہ برابر بھی تبدیلی کرے۔

علامہ مدنی میاں نے کہا کہ موجودہ دور میں عوام کی جلسوں سے دوری اس لیے ہوگئی ہے کہ جلسوں کا مزاج بدل گیا ہے۔ سنانے والا اور سننے والا دونوں کا مزاج بدل گیا ہے۔ دونوں مقصد سے دور ہو رہے ہیں۔ اگر دونوں میں اخلاص پیدا ہو جائے تو خود بخود جلسوں کا مزاج بھی بدل جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ فی زمانہ خانقاہی نظام میں کچھ انحطاط آیا ہے لیکن خانقاہوں کی افادیت اور روحانی تربیت ہر دور میں ضروری رہی ہے۔ موجودہ دور میں صرف رسوم باقی رہ گئے ہیں۔ خانقا ہیں ختم ہونے والی نہیں ہیں۔ آج نہیں تو کل ان کا احیاء ہو گا اس لیے ضروری ہے کہ فی زمانہ جو بہتر شیوخ میں ان سے استفادہ کریں اور بزرگانِ دین کی بارگاہوں سے فیض حاصل کریں۔ تفسیر اشرفی جس کی تکمیل کے لیے دو دہے کا عرصہ درکار ہوا جو 6/ جلدوں میں دستیاب ہے، اس کے متعلق سوال پر علامہ مدنی میاں نے کہا کہ اس میں امتیاز یہی ہے کہ تفسیر اشرفی عام فہم ہے، آسانی سے سمجھ میں آتی ہے۔ اس میں طوالت بھی نہیں ہے اور اختصار سے بھی کام نہیں لیا گیا ہے۔ شیخ الاسلام نے کہا کہ والد بزرگوار محدث اعظم ہند ابوالحامد حضرت سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی نے اپنی زندگی میں صرف ایک پارہ کی تفسیر مکمل کی تھی ماباقی پاروں کی تفسیر کو انہوں نے مکمل کیا ہے۔

از: شجاع الدین افتخاری

جلسۂ تعزیت برائے مفتی کرناٹک علیہ الرحمہ

آل کرناٹکا بزم رضائے قدسی بنگلور کی جانب سے گذشتہ شب مفتی کرناٹک حضرت علامہ مفتی محمد انور علی حشمتی علیہ الرحمہ کے دسویں کی فاتحہ کے موقع پر آمری فنکشن ہال، سنی چوک، گڑدھلی میں جلسۂ تعزیت کی محفل منعقد کی گئی جس میں شہر و اطراف سے مفتیان عظام و علمائے کرام اور عمائدین شہر و عوام و خواص اہل سنت و جماعت نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

اعلان کے مطابق بعد نماز مغرب مدرسہ اہل سنت جامع العلوم قدوسیہ رضویہ کے طلبہ نے ختم قرآن کریم کیا اور بعد نماز عشاء محفل کا آغاز حافظ احمد سیفی کی تلاوت کلام اللہ سے ہوا۔ حافظ تبریز، حافظ عبدان اور شیراز نے یکے بعد دیگرے نعت پاک، حافظ احمد سیفی نے منقبت فریدی پیش کی اور نظامت کے فرائض مولانا فخر الدین نظامی نے بحسن و خوبی انجام دیئے۔

مولانا فیاض علی رضوی نے کہا کہ: جب مفتی کرناٹک موڈگیرہ جامع مسجد تشریف لائے تو اس وقت میری عمر بہت کم تھی میں تب سے آپ سے وابستہ ہوں، آپ ہی کا احسان ہے کہ ہم لوگ حضرت تاج الشریعہ کے مرید ہیں اور مذہب اہل سنت و مسلک رضا پر قائم و دائم ہیں۔ مولانا سید ربانی نے کہا کہ: آپ تقویٰ و طہارت، خوف و خشیت الٰہی اور عشق رسول ﷺ میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ انتقال کی رات آپ نے اپنے قریبی علماء و متعلقین کو کچھ وصیت فرمائی کہ جیسا کہ تمام لوگوں کو معلوم ہے کہ طویل علالت کے باعث ضعف و نقاہت کی وجہ سے بعذر شرعی میری کچھ نمازیں قضا ہوگئیں جن کا میں نے حساب لگالیا ہے اور ان کا فدیہ تقریبا ایک لاکھ روپیوں سے کچھ زیادہ ہے لہذا میں نے وفدیہ بھی اٹھا رکھا ہے میرے بعد وصال اس کو دینی کاموں میں خرچ کر دینا۔ اس بات کی گواہی محفل میں موجود مولانا فخر الدین نظامی نے دی کہ میں اس

وقت موجود تھا جب آپ نے یہ وصیت فرمائی۔ یہ بات ہمارے لئے یقینا مشعل راہ ہے۔ مولانا عاقب آمری نے کہاکہ: مفتی کرناٹک سے بالمشافہ کئی ملاقاتیں ہوئیں آخری ملاقات ملناڈ اسپتال میں زیر علاج ہوئی۔ عیادت کے وقت بھی آپ کے دل میں اہل سنت کے تعلق سے درد تھا کہ یہ عقائد واعمال میں مضبوطی پیدا کریں اور اسی پر قائم ودائم رہیں۔ آپ علما سے بہت محبت فرماتے تھے۔ مولانا ارشد رضا اشرفی نے کہا کہ: حضور مفتی کرناٹک جب دنیا میں تھے تو کامیاب تھے اور جب رخصت ہوئے تو اہل سنت کو کامیابی کا مژدہ سناکر چلے گئے۔ آپ کی ذات یقینا نمونۂ اسلاف تھی۔ آپ استقامت کے ایک کوہ گراں تھے۔ آپ غیروں کے لئے جتنے سخت تھے اس سے بڑھ کر اپنوں کے لئے رحم دل ومہربان تھے۔ آپ کی ذات صرف مرجع عوام وخواص ہی نہیں بلکہ مرجع العلماء بھی تھی۔ مولانا اجمل خوشحالی نے کہاکہ آپ نے جہاں ریاست کرناٹک میں اہل سنت وجماعت کی ترویج واشاعت میں اہم کردارادا کیا وہیں سری لنکا میں بھی نمایاں خدمات انجام دیں۔ آپ ہر چھوٹے بڑے سے بڑی خندہ پیشانی سے ملاقات فرماتے تھے۔ قاری ذوالفقار رضانوری نے کہاکہ: آپ ریاست کرناٹک کے سب سے بڑے عالم دین تھے، ان کا زہدوتقویٰ وطہارت اور علم بڑا اعلیٰ تھا، علم حدیث وفقہ پر کامل دسترس حاصل تھی، مرکز اہل سنت جامعہ حضرت بلال بنگلور آپ کی محنتوں، کوششوں اور کاوشوں کا ہی نتیجہ ہے۔ اس کا اعتراف توبانی جامعہ الحاج اے امیر جان قادری نے بارہا کیا۔ اس میں دارالافتاء اور دارالقضاہ کا قیام بھی آپ ہی کے مرہون منت ہے۔ آپ کی ذات ایک چلتی پھرتی لائبریری اور جامعہ تھی۔ جامعہ بلال میں ایک مرتبہ فسخ نکاح پر فقیہ النفس مفتی مطیع الرحمن رضوی مضطرؔ، مبلغ اسلام علامہ قمرالزماں اعظمی اور مفتی کرناٹک علیہ الرحمہ کے مابین کئی گھنٹوں تک بحث ومباحثہ جاری رہا۔ علامہ قمرالزماں اعظمی نے وقت رخصت فرمایا قاری صاحب! حضرت مفتی کرناٹک پڑھائی کے زمانہ میں بھی بہت تیز تھے مگر اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود گفتگو سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کا علم آج بھی زندہ وجاوید ہے۔ مفتی اصغر علی رضوی نے کہا کہ آپ کا وصف خاص یہ ہے کہ آپ سائل کے سوال کا شافی وافی وکافی جواب عطا فرماتے تھے حتی کہ اگر موقع ومحل پر جاکر مسئلہ کو بیان کرنا ضروری سمجھتے تو آپ بلا تکلف وہاں پہنچ کر مسئلہ کی شرح وبسط کے ساتھ وضاحت فرمادیتے۔ آخری وقت تک آپ نے وعظ ونصیحت کی محفل گرم رکھی یہاں تک کہ ضعف ونقاہت کے باوجود جلوس محمدی ﷺ رام نگرم کے اختتام پر پہنچ کر عوام وخواص کو دین وسنت پر قائم رہنے کی تلقین فرمائی۔ مفتی محمد اسلم مصباحی چیف قاضی ادارہ شرعیہ کرناٹک نے کہاکہ: میں نے بارہا مفتی کرناٹک سے متعدّد مسائل میں رجوع کیا آپ نے بہت شفقت ومحبت سے اس کو حل فرمادیا۔ آپ نے ہمیشہ اہل سنت کے درمیان باہم اتحادواتفاق پر زور دیا مگر جن کے عقائد بگڑے ہوئے تھے یا جو لوگ راہِ راست سے ہٹے ہوئے تھے ان سے اتحاد تو دور کی بات ان کا نام لینا بھی پسند نہیں فرماتے تھے۔ مفتی صاحب ادارہ شرعیہ کرناٹک کے صدر تھے اور تادم آخر اسی منصب پر فائز رہے۔ آپ حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے معتمد خاص تھے۔ حضور محدث کبیر مدظلہ العالی بھی آپ پر کامل اعتماد وبھروسہ فرماتے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ جس جلسہ میں مفتی کرناٹک شامل ہوں وہ ہر طرح کے گھال میل سے پاک ہوگا تبھی وہ شریک ہوتے ہیں۔ مولانا فخرالدین نظامی نے کہاکہ: مذہب اہل سنت اور مسلک رضا کی ترویج واشاعت کے حوالے سے پورے صوبۂ کرناٹک کی ایک آن اور شان کا نام حضور مفتی کرناٹک تھا۔

آخر میں مفتی سید ذبیح اللہ نوری بانی وصدر آل کرناٹکا بزم رضائے قدسی بنگلور نے کہا میرے استاذ گرامی حضور محدث اعظم رامپور علیہ الرحمہ کے بعد مفتی کرناٹک کی ذات والاصفات میرے لئے رحمت الٰہی تھی، آپ بہت شفقت ومہربانی فرماتے، میرے دینی وملی کاموں کو سراہتے، ہر موڑ پر نصیحت وہدایت اور رہنمائی فرماتے۔ بارہا ارشاد فرماتے سید صاحب آپ مضبوطی کے ساتھ کام کیجئے، ہر مخالفت کا جواب کام ہے یقینا ایک دن کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔ پھر موصوف نے بزم کی جانب سے جملہ مفتیان عظام وعلمائے کرام اور عمائدین شہر وعوام وخواص کا شکریہ ادا کیا۔ پھر صلوٰۃ وسلام اور مفتی اصغر علی رضوی کی دعا پر یہ پر نور محفل اختتام کو پہنچی۔

شرکاے محفل کے اسماء ہیں: مولانا غلام مصطفیٰ اشرفی، مولانا حسین اشرفی، مولانا امان اللہ مصباحی، مولانا عبدالبصیر آمری، مولانا توحید رضا علیمی، مولانا الیاس قادری، مولانا شکیل احمد رضوی، مولانا قاسم رضا رضوی، مولانا توصیف رضا مصباحی، مفتی مراد علی رضوی، مولانا اسرافیل مصباحی، مولانا مزمل ملک رضوی، مولانا شکیب قادری،

مولانا بشیر نعمانی، حافظ ظفرانور، حافظ سید نواب رضوی، صوفی فیاض علی، حافظ شریف قادری، عمائدین میں افسر بیگ قادری، سیکریٹری جلوس محمدی کمیٹی، الحاج انیس احمد خاں نائب چیرمین جامعہ بلال، الحاج سید صادق ارشاد قادری صدر امام احمد رضا مومنٹ، الحاج اللہ بخش آمری صدر مسجد غوث اعظم، مشتاق احمد آمری سیکریٹری، وسیم احمد انصاری گروصدر مسجد آمر کلیمی، مشتاق احمد آمری سیکریٹری، صدام بیگ ایڈوکیٹ، ایاز محمود، بابو بھائی، حسنین عسجد، سید حذیف شاہدی وغیرہ شامل رہے۔ (شعبۂ نشر واشاعت امام احمد رضا مومنٹ)

بزم رضائے قدسی کی جانب سے 122واں عرس سرقاضی بنگلور منایا گیا۔

آل کرناٹکا بزم رضائے قدسی کے زیر اہتمام گذشتہ شب کنگ پیالس گرڈھلی بنگلور میں جشن غوث الوریٰ وشہزادۂ غوث اعظم حضرت علامہ الحاج مفتی سید شاہ محمد عبدالقدوس قادری رزاقی سرقاضی وقطب بنگلور علیہ الرحمہ کا 122واں عرس مبارک نہایت تزک واحتشام کے ساتھ منایا گیا۔

اعلان کے مطابق حافظ محمد تبریز کی تلاوت قرآن کریم سے محفل کا آغاز ہوا بعدہٗ شاعر اسلام تنویر خالد، سرفراز احمد، عاقب، شیراز اور احمد صبی نے یکے بعد دیگرے نعت ومنقبت پیش کیا اور حافظ ظفرانور حمیدی نے نظامت کے فرائض انجام دیئے۔ عوام وخواص اہل سنت نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

مقرر خصوصی مولانا سید فرقان رضا حسنی رامپوری نے اپنے خطاب میں کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کی ساتھ ہو جاؤ۔ لہذا اللہ والوں سے وابستہ رہو کہ یہی سیدھا راستہ ہے جس سے دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی حاصل ہوگی۔

مہمان خصوصی حافظ احسان قادری، سری لنکا نے اپنے خطاب میں ایمان وعقیدہ کی حفاظت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ چودہ سو سال سے جو دین اسلام کی تعلیمات وہدایات اکابرین اہل سنت وجماعت سے ہم تک پہنچیں ان کو جو مضبوطی سے تھامے رہے وہ ہرگز گمراہ وبددین نہیں ہوگا، وہ ہمیشہ سنی صحیح العقیدہ مسلمان رہے گا۔ محبت رسول ﷺ، عظمت اہل بیت اطہار وصحابہ کرام اور محبت اولیائے کرام سے سرشار رہے گا۔ جس ذات گرامی کا آج ہم عرس مبارک منا رہے ہیں انھوں نے اپنی پوری زندگی انہیں تعلیمات وہدایات کو فروغ دیا اور اس ریاست میں سنیت کو مضبوط کیا لہذا اہل کرناٹک اپنے اس محسن کے نقش قدم پر قائم رہ کر مزید سنیت کو فروغ واستحکام بخشیں۔ الحمدللہ اس مشن کو آج آل کرناٹکا بزم رضائے قدسی کے بانی وصدر مفتی سید ذبیح اللہ نوری اور ان کے رفقائے کار بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں ضرورت ہے کہ ان کا ساتھ دیا جائے۔

مفتی سید ذبیح اللہ نوری نے کہا کہ: تیرہویں صدی ہجری کی ایک عظیم المرتبت روحانی وعلمی شخصیت جسے اہل سنت وجماعت دکن شہزادۂ غوث اعظم حضرت علامہ مفتی سید شاہ عبدالقدوس سرقاضی بنگلور کے نام سے جانتے، پہچانتے اور اپنا قائد ورہبر ورہنما تسلیم کرتے ہیں۔ آپ نے تاحیات دین وسنت کے فروغ واستحکام میں نمایاں کردار ادا کیا، آپ کی تصنیفات وتالیفات اور فتاویٰ جات پر علمائے عرب وعجم کی گرانقدر تقریظات وتصدیقات وتائیدات اور مہریں ثبت ہیں۔

آپ کا وصال مبارک 17/ربیع الثانی 1323ھ کو ہوا۔ گیٹ نمبر 6 قبرستان قدوس صاحب میں آپ کا مزار پرانوار آج بھی مرجع خلائق ہے۔ آل کرناٹکا بزم رضائے قدسی کا قیام تعلیمات سرقاضی بنگلور کے فروغ کے لئے ہوا جو بحسن وخوبی انجام دے رہا ہے۔ عنقریب آپ کی سیرت وسوانح اور تصنیفات وتالیفات کو بزم کی جانب سے منظر عام پر لایا جا رہا ہے۔

بعدہٗ صلوٰۃ وسلام اور قل شریف ودعا پر اس مبارک محفل کا اختتام ہوا۔ قابل ذکر شرکا کے اسمائے گرامی ہیں: مفتی اصغر علی رضوی، رامنگرم، مولانا ڈاکٹر سید امداد اللہ رضوی، مفتی شکیل احمد رضوی، مولانا الیاس قادری، مفتی محمد مراد علی رضوی، مولانا شکیب رضا ازہری، قاری محمد اسرافیل رضوی، مولانا اجمل برکاتی، مولانا محبوب رضا برکاتی، مولانا محمد رضوان رضوی، مولانا بشیر نعمانی، سید صادق ارشاد قادری صدر امام احمد رضا مومنٹ، عتیق احمد قادری، سید عمران رضوی، ایاز محمود، صدام بیگ ایڈوکیٹ کے علاوہ کثیر تعداد میں عوام وخواص موجود رہے۔ (شعبۂ نشر واشاعت امام احمد رضا مومنٹ بنگلور)

کھمبات شریف، گجرات میں عرس سرکار شاہ میراں وکل ہند "مسابقۂ علم حدیث"

مورخہ 17/18/19/نومبر 2023ء، بروز جمعہ، سنیچر، اتوار کو خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ، اشرفیہ، میرانیہ کھمبات شریف، ضلع آنند، گجرات انڈیا میں 804ویں عالمی روحانی سالانہ عرسِ سراپا قدس قطب

ربانی، محبوب غوث جیلانی، محبوب الاولیانبیرگان غوث سرکار شاہِ میراں حضرت پیر میراں سید علی و حضرت پیر میراں سید ولی نہایت ہی تزک و احتشام کے ساتھ منایا گیا، عرس مقدس کی مناسبت سے سالہائے گزشتہ کی طرح امسال بھی چھٹاکل ہند مسابقہ علم حدیث رکھا گیا

سہ روزہ عرس مقدس کی تمام تقریبات میں ملک و بیرون ملک کی کئی اہم شخصیات جلوہ گر تھیں، حدِ نظر عشاق اولیاے کرام کا مجمع کثیر سرکار شاہِ میراں کے فیوض و برکات سے بہرہ ور ہوا۔

جملہ تقریبات، پیرِ طریقت، رئیس دین و ملت، ابو الایتام حضرت الحاج الشاہ سید رئیس اشرف اشرفی الجیلانی میرانی دامت برکاتہم العالیہ، سجادہ نشیں آستانہ عالیہ سرکار شاہ میراں کی سرپرستی اور پیر طریقت، معین المشائخ حضرت علامہ الحاج الشاہ سید معین الدین اشرف اشرفی الجیلانی دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضور مخدوم پاک کچھوچھہ مقدسہ وصدر آل انڈیا سنی جمعیت العلما کی صدارت اور رئیس العلما حضرت پیر سید جامی اشرف اشرفی الجیلانی میرانی دامت برکاتہم العالیہ ولی عہد آستانہ عالیہ سرکار شاہ میراں وناظم اعلی جامعہ فیضان اشرف رئیس العلوم کھمبات کی قیادت میں انتہائی نظم و نسق کے ساتھ انجام پذیر ہوئیں۔

مسابقۂ علم حدیث: 17 نومبر 2023ء، بروز جمعہ کو مسابقۂ علم حدیث کا انعقاد ہوا، جس میں حَکَم (جج) کی حیثیت سے مندرجہ ذیل شخصیات نے شرکت فرمائی۔

1- خلیفہ حضور رئیس ملت حضرت مولانا فروغ احمد اعظمی (شیخ الحدیث دارالعلوم مدینۃ العربیۃ دوست پور یوپی)۔2- بدر العلماء حضرت علامہ مفتی بدر عالم مصباحی (پرنسپل الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی)۔3- حضرت مفتی نظام الدین قادری دام ظلہ العالی (صدر شعبہ افتا دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی بستی)۔4- حضرت مفتی عمر علی ثقافی حفظہ اللہ ورعاہ (مرکز الثقافۃ السنیۃ کیرلا)۔5- حافظ احادیث کثیرہ حضرت مفتی عرفان رضا حشمتی علیمی، رتن پور۔6- خلیفہ حضور رئیس ملت حضرت مفتی گلزار احمد صدیقی اشرفی میرانی (پرنسپل دارالعلوم حسنیہ ہمت نگر گجرات)۔7- حضرت مفتی مشتاق احمد مصباحی (دارالعلوم حسنیہ ہمت نگر گجرات)۔

مختلف مدارس اور یونیورسٹیز کے پچاسی طلبہ نے اپنا نام درج کرایا، جن میں سے 40 طلبہ کا سلیکشن ہوا اور انھوں نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔ اس بار مسابقہ علم حدیث میں جو حضرات ٹاپ ٹین میں شامل ہوئے انھیں گرانقدر انعامات سے سرفراز کیا گیا ان کے اسمائے گرامی اور انعامات کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

1- محمد ارشد علی (جماعت: الفرقۃ الثالثۃ، متعلم: مرکز الثقافۃ السنیہ کیرلا) نے اول پوزیشن حاصل کی انھیں 25/ہزار نقد اور شہادہ تقدیریہ دیا گیا۔

2- محمد شاہ جہاں جناب عطاء المصطفیٰ (جماعت: خامسہ متعلم: دارالھدیٰ اسلامک یونیورسٹی بیربھوم مغربی بنگال) نے دوسری پوزیشن حاصل کی انھیں 20/ہزار نقد اور شہادہ تقدیریہ دیا گیا۔

3- غلام معین الدین (جماعت: تخصص فی الفقہ متعلم: دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف سدھارتھ نگر یوپی) نے تیسری پوزیشن حاصل کی انھیں 15 ہزار نقد اور شہادہ تقدیریہ دیا گیا۔

4- عقیل رضا (جماعت: تخصص فی الفقہ، متعلم: مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف یوپی) نے چوتھی پوزیشن حاصل کی انھیں 10/ہزار نقد اور شہادہ تقدیریہ دیا گیا۔

5- ذاکر حسین (جماعت: PG، متعلم: جامعہ دارالھدی اسلامیہ ملا پرم کیرلا) نے پانچویں پوزیشن حاصل کی انھیں 5/ہزار نقد اور شہادہ تقدیریہ دیا گیا۔

6- محمد عادل رضا (جماعت: سابعہ، متعلم: الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی) نے چھٹی پوزیشن حاصل کی۔

7- عطاء المصطفیٰ (جماعت: ایم اے، متعلم: علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ یوپی یوپی) نے ساتویں پوزیشن حاصل کی۔

8- محمد شرکت رضا (جماعت: الفرقۃ الثالثۃ، متعلم: مرکز الثقافۃ السنیہ کیرلا) نے آٹھویں پوزیشن حاصل کی۔

9- محمد مبارک امجدی (جماعت: تخصص فی الفقہ، متعلم جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو، یوپی) نے نویں پوزیشن حاصل کی۔

10- محمد ذوہیب وارثی (جماعت: فضیلت، متعلم: الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی) نے دسویں پوزیشن حاصل کی۔

مسابقہ ہذا میں ششم تا دہم پوزیشن حاصل کرنے والوں کو ترغیبی انعام کے طور پر اکیس سو روپے نقد اور شہادہ تقدیریہ سے نوازا گیا ان کے علاوہ باقی جمیع مشارکین کو شہادہ تقدیریہ سے سرفراز کیا گیا۔ نیز منشور کے مطابق تمامی شرکائے مسابقہ کو آمد و رفت کے اخراجات

دینے کے ساتھ "میرانی کِٹ" بھی تحفتاً دیا گیا۔

انعقادِ مسابقہ کے بعد 18 نومبر 2023ء کو عرس مقدس کا آغاز ہوا سب سے پہلے بعد نماز فجر قرآن خوانی ہوئی اس کے بعد صبح 9 بجے مزار پاک کا غسل اور بعد نماز عصر چادر پوشی و صندل کی تقریب منعقد کی گئی اور ساتھ ہی ساتھ علماء و مشائخ کا استقبالیہ پروگرام منعقد ہوا۔ بعد نماز عشاء عظمت قرآن و سنت انٹرنیشنل کانفرنس میں خصوصیت کے ساتھ مندرجہ ذیل علمائے کرام و مشائخ عظام نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔

❋ تاج العلما حضرت علامہ محمد نورانی اشرفی الجیلانی دامت برکاتہم العالیہ ولی عہد آستانہ حضور محدث اعظم ہند کچھوچھہ مقدسہ۔ ❋ نقیبِ خانوادۂ اعلیٰ حضرت پیر طریقت حضرت علامہ منان رضا خان عرف منانی میاں دامت برکاتہم العالیہ، بانی و سرپرست جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف۔ ❋ نمونہ اسلاف شہزادہ حضور حافظ ملت عزیز ملت حضرت علامہ الحاج الشاہ عبد الحفیظ عزیزی دامت برکاتہم العالیہ سربراہ اعلی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یوپی۔ ❋ سماحۃ الشیخ المؤقر السید عادل علی جفری حفظہ اللہ ورعاہ مدینہ منورہ۔ ❋ پیر طریقت حضرت سید خلیق اشرف اشرفی الجیلانی دامت برکاتہم العالیہ کچھوچھہ مقدسہ۔ ❋ نبیرہ حضور حافظ ملت نعیم ملت حضرت علامہ نعیم الدین عزیزی دامت برکاتہم العالیہ مبارک پور اعظم گڑھ۔ ❋ بلبل باغ مدینہ عالی جناب ڈاکٹر نثار احمد معرفانی زمباوے۔ ❋ پیر طریقت حضرت عرف رسول ازہری اڑیسہ۔ ❋ پیر طریقت حضرت غلام رسول حامی کشمیر۔ ❋ محافظ ناموس رسالت حضرت مفتی محمد سلمان ازہری ممبئی۔ ❋ خطیب الہند حضرت مولانا ڈاکٹر روح الامین برکاتی جبل پور۔ ❋ مداح خیر الانام جناب شبیر برکاتی گجرات۔ ❋ بلبل باغ رضا جناب اعظم رضا تحسینی بریلی شریف۔ ❋ نقیب اہل سنت حضرت مولانا محمد ذیشان برکاتی گجرات۔

حضور عزیز ملت دامت برکاتہم العالیہ نے دوران خطاب فرمایا کہ میں کئی ایام سے علیل تھا طبیعت سفر کی اجازت نہیں دے رہی تھی مگر حسب وعدہ حاضر بارگاہ ہو گیا اور جس وقت آستانہ عالیہ سرکار شاہ میراں میں حضوری ہوئی اور صاحب سجادہ حضور رئیس ملت سے ملاقات ہوئی تو میری تکلیف جاتی رہی اور صحت بحال ہوگئی یقیناً یہ میرانی شفاخانے کا کمال ہے۔

حضور منانی میاں صاحب نے دوران خطاب فرمایا کہ میری نظر میں امام اہلسنت اعلیحضرت کے پسندیدہ اسٹیجوں میں سے ایک نمایاں اور پسندیدہ اسٹیج کھمبات شریف کا ہے جہاں سے مذہب وملت کا کام بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ ہو رہا۔

مفتی محمد سلمان ازہری نے دوران خطاب فرمایا کہ اس وقت میں جو کچھ بھی بول رہا ہوں اپنی طبیعت سے ہرگز نہیں بول رہا ہوں بلکہ سرکار شاہ میراں مجھ سے جو بلوا رہے ہیں وہی بول رہا ہوں اور یہ بھی فرمایا کہ آج میں اس روحانی و عرفانی ماحول کو دیکھ رہا تو اپنے من میں کہہ رہا ہوں کہ اے کاش اور پہلے یہاں آ گیا ہوتا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔

عرس سرکار شاہ میراں کے حسین موقع پر شہزادگان حضور رئیس ملت کی جانب سے شہزادہ حضور حافظ ملت عزیز ملت حضرت علامہ الحاج عبد الحفیظ عزیزی دامت برکاتہم العالیہ سربراہ اعلی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اور استاذ العلما حضرت علامہ فروغ احمد اعظمی دامت برکاتہم العالیہ سابق صدر المدرسین دار العلوم علیمیہ جمداشاہی بستی کو دینی خدمات کے اعتراف میں رئیس ملت ایوارڈ، سے سرفراز کیا گیا اور ساتھ ہی ساتھ شہزادۂ رئیسِ ملت عالم نبیل فاضل جلیل حضرت علامہ پیر سید نظامی اشرف اشرفی الجیلانی میرانی دامت برکاتہم العالیہ کی تصنیفِ لطیف ءءمناصب السادات مسمی باسم تاریخی مدح و فضائل سادات 1445ھ اور خانقاہ عالیہ میرانیہ کے احوال پر مشتمل حضرت علامہ مفتی مہدی حسن نظامی علیمی میرانی صدر المدرسین جامعہ فیضان اشرف رئیس العلوم اشرف نگر کھمبات شریف کا تحریر کردہ رسالہ "اولاد غوث اعظم کا مختصر تعارف کھمبات شریف" علما و مشائخ کے مقدس ہاتھوں ان دونوں کتابوں کا رسم اجرا بھی عمل میں آیا۔

آخر میں شہزادہ حضور رئیس ملت فاضلِ یمن حضرت علامہ پیر سید جامی اشرف اشرفی الجیلانی میرانی دامت برکاتہم العالیہ، نے عرس میں تشریف لائے تمام زائرین، علما و مشائخ، طلبہ و مشارکین اور سامعین و حاضرین کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا اور مظہر کراماتِ غوث اعظم، پیر طریقت رہبر شریعت، رئیس ملت، ابو الایتام حضرت علامہ الحاج الشاہ سید رئیس اشرف اشرفی الجیلانی میرانی دامت برکاتہم العالیہ جانشین سرکار شاہ میراں کی رقت آمیز دعاؤں پر پروگرام ختم ہوا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو حضور غوث اعظم اور ان کے نبیرگان کے علمی و روحانی فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

کرنیل گنج گونڈہ میں مقابلہ قراءت اور جشن دستار بندی
امہات المومنین کے موضوع پر سیمینار و کانفرنس

مشرقی اتر پردیش کی عظیم دینی درس گاہ دار العلوم یتیم خانہ رضویہ کرنیل گنج گونڈہ میں دو روزہ عظیم الشان پروگرام منعقد ہوا۔ مذہبی دانشوروں نے شرکت کر کے پروگرام کی کامیابی کو یقینی بنایا۔

یہ پروگرام یکم و2 نومبر 2023ء بروز بدھ جمعرات کو انعقاد پذیر ہوا جس کی تفصیل یہ ہے کہ یکم نومبر کو بعد نمازِ عشاء ایک شاندار مقابلہ قراءت کا پروگرام ہوا جس میں تقریباً پورے اتر پردیش کے نامور اداروں سے ایک ایک طالب علم کو شریک مقابلہ ہونے کے لیے مدعو کیا گیا۔ 14 مدارس اہل سنت کے طلبہ نے شرکت کی اور اپنے اپنے فن کا مظاہرہ کیا۔ فیصل کی حیثیت سے تین شخصیات حضرت مولانا قاری احمد جمال صاحب گھوسی، حضرت مولانا قاری خلق اللہ خلیق فیضی اور حضرت قاری فریاد حسین بلرامپور کو دعوت دی گئی جنہوں نے مقابلہ قراءت کے بعد اپنے بہترین فیصلے سے 14 امیدواروں میں سے تین امیدواروں کو اول دوم سوم پوزیشن کے لیے منتخب کیا۔ اول پوزیشن شان محمد ابن جان محمد متعلم علیمیہ جمدا شاہی، دوم پوزیشن امیر الدین ابن نظام الدین متعلم الجامعۃ الاسلامیہ روناہی ضلع ایودھیا فیض آباد سوم پوزیشن ابو شحمہ ابن محمد فرید متعلم حنفیہ ضیاء القرآن لکھنؤ نے حاصل کیا، اور بقیہ شرکا کو اعزازی انعام سے نوازا گیا۔ اس پروگرام کا اختتام سربراہ اعلیٰ دار العلوم یتیم خانہ صفویہ حضرت سید شعیب العلیم بقائی صاحب قبلہ کی دعا پر ہوا۔

2 نومبر 2023ء بروز جمعرات بعد نماز ظہر حضور سید شعیب العلیم صاحب قبلہ کی صدارت میں ایک بین الاقوامی سیمینار کا انعقاد ہوا جس میں علمائے کرام و دانشوران عظام نے امہات المومنین کی سیرتِ طیبہ پر اپنے اپنے مقالات پیش کیے۔ بین الاقوامی سیمینار میں نظامت کے فرائض ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن مصباحی نے فرمائی۔ حضرت علامہ نفیس احمد مصباحی، حضرت علامہ مبارک حسین مصباحی، مفتی زاہد علی سلامی جامعہ اشرفیہ مبارک پور اور جناب ڈاکٹر یامین انصاری کے علاوہ دیگر حضرات نے شرکت فرمائی، بین الاقوامی سمینار کا اختتام نماز عصر سے قبل علامہ فیض صفوی صاحب کے دعا پر اختتام پزیر ہوا۔

پھر بعد نماز عشا دستار بندی کا پروگرام بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوا جس میں کثیر تعداد میں علما و مشائخ نے شرکت فرمائی اور حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی، حضرت مولانا مختار الحسن بغدادی چرہ محمد پور نے امہات المومنین کے فضائل و مناقب سے حاضرین کو محظوظ کیا۔

خصوصی خطاب حضرت علامہ عبید اللہ خان اعظمی سابق ممبر راجیہ سبھا نے فرمایا قاری جہانگیر گونڈوی اور قاری عبد المنان بکاروی نے نعت و منقبت کے اشعار سے مشام جاں کو معطر کیا، پروگرام کے آخیر میں دستار بندی کا پر کیف منظر حاضرین نے ملاحظہ کیا جس میں 135 حفاظ و قرا کو علما و مشائخ کے ہاتھوں تاج زریں سے نوازا گیا اور پروگرام کا اختتام حضرت مولانا اعجاز احمد کشمیری، ممبئی کے دعا پر ہوا۔

اشرفیہ کلینڈر
2024
شائقین اور ایجنٹ حضرات جلد از جلد
رابطہ کریں
منیجر ماہنامہ اشرفیہ
مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ (یوپی)
Contact No. 9935162520
Email-
ashrafiamonthly@gmail.com

October
November
2023

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں

بتاریخ
۳۰ جمادی الاولیٰ
و یکم جمادی الآخرہ
۱۴۴۵ھ

مطابق
۱۴، ۱۵ دسمبر
۲۰۲۳ء
جمعرات، جمعہ

۴۹واں

عرس حضور حافظ ملت

جلالۃ العلم ابوالفیض علامہ شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ والرضوان محدث مرادآبادی بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور
ولادت ۱۳۱۲ھ ۱۸۹۴ء
وصال ۱۳۹۶ھ ۱۹۷۶ء

اور

جلسۂ دستار فضیلت

زیر سرپرستی
حضرت عزیز ملت علامہ شاہ عبد الحفیظ صاحب قبلہ دام ظلہ العالی
جانشین حضور حافظ ملت و سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ

حافظ ملت: ایک مختصر تعارف

- حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء بروز دوشنبہ، قصبہ بھوج پور، ضلع مرادآباد، اترپردیش میں پیدا ہوئے۔
- پرائمری کی تعلیم اسکول میں، حفظ قرآن مجید گھر ہی پر والد ماجد حافظ غلام نور علیہ الرحمہ سے، عربی فارسی کی ابتدائی تعلیم مختلف اساتذہ سے، متوسطات جامعہ نعیمیہ مرادآباد اور انتہائی تعلیم صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ و دیگر اساتذہ سے دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف میں حاصل کی اور ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء میں صدر الشریعہ کے ساتھ منظر اسلام بریلی شریف آگئے اور یہیں سے سند فراغت حاصل کی۔
- ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۴ء میں صدر الشریعہ کے حکم سے مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور بحیثیت صدر المدرسین تشریف لائے اور اپنے اخلاص و محنت سے ایک سال کے اندر ہی مدرسہ اشرفیہ دار العلوم اشرفیہ اور ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء میں دار العلوم اشرفیہ الجامعۃ الاشرفیہ کا شکل دے کر علم و فضل کا ایک شہر بسایا جس کا فیضان پوری دنیا پر جاری ہے، جو مسلمانان عالم کی نیک تمناؤں کا مرکز ہے۔
- حضرت کے پاس دنیوی دولت تو نہ تھی لیکن زہد و تقویٰ اور بے نیازی و خودداری کی عظیم دولت سے مالا مال تھے۔ ذکر الٰہی میں خاص لذت پاتے، سفر میں بھی تہجد کی پابندی کرتے شریعت کی طرف سے رخصت کی حالتوں میں بھی عزیمت پر عمل کرتے، قرآن مجید سے اتنا شغف تھا کہ ہر خالی وقت کو اس کی تلاوت سے معمور رکھتے۔
- شیخ المشائخ سید شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ سے بیعت تھے، مرشد گرامی ہی سے سلسلۂ چشتیہ اشرفیہ کی اور استاذ گرامی حضور صدر الشریعہ سے سلسلۂ قادریہ رضویہ کی خلافت و اجازت حاصل تھی۔
- یہ آفتاب علم و عرفان ایک عالم کو منور کر کے یکم جمادی الآخرہ ۱۳۹۶ھ/۳۱ مئی ۱۹۷۶ء شب سہ شنبہ ۱۱ بج کر ۵۵ منٹ پر غروب ہو گیا۔

نظام الاوقات

پہلا دن
- بعد نماز فجر — قرآن خوانی بر قیام گاہ حافظ ملت علیہ الرحمہ
- بعد نماز ظہر — جلوس چادر از قیام گاہ حافظ ملت علیہ الرحمہ
- بعد نماز عشا — اجلاس عام

دوسرا دن
- بعد نماز فجر — قرآن خوانی و فاتحہ شریف 8:30 بجے صبح بر روضۂ حافظ ملت علیہ الرحمہ
- بعد نماز عصر — چادر پوشی و گل پوشی مزار پاک
- بعد نماز عشا — اجلاس و دستار بندی فارغین جامعہ

قل شریف — رات گیارہ بج کر ۵۵ منٹ پر

عرس حافظ ملت کا پیغام نماز باجماعت کا اہتمام

تنبیہ: عرس کی تقریبات میں ڈھول باجا، عورتوں کی حاضری اور کوئی بھی غیر شرعی امر ہرگز برداشت نہیں کیا جائے گا۔

49th URS-E-HUZOOR HAFIZ-E-MILLAT

AL-JAMIATUL ASHRAFIA MUBARAKPUR, AZAMGARH

14th, 15th December 2023
Thursday & Friday

شائع کردہ: ارکان حافظ ملت عرس کمیٹی مبارک پور ضلع اعظم گڑھ (یوپی)

R.N.I. No. 29292/76
Regd. No. AZM/N.P.28 2023-25
THE ASHRAFIA MONTHLY
Mubarakpur Azamgarh (U.P.) 276404 (INDIA)

(Mob. No.) 9450109981 (Mumbai Office) 022-23720122 (Delhi Office) Tel. 011-23268459, Mob.No. 9911198459
www.aljamiatulashrafia.org Email: info@aljamiatulashrafia.org